۷۸۶

ولله ما فی السموات وما فی الارض

بہجا مقالہ

(مع)

ترجمہ و فرہنگ

مؤلفہ

مولانا مولوی احمد حسن صاحب سوانی

مالک کتب خانہ سلیمانی

مطبع سلیمانی چرخیوان دہلی

(کتبہ محمد فضل الرحمن خوشنویس نقاف رقم دہلی)

مقدمهٔ چهار مقاله

حمد و شکر و سپاس مر آن پادشاهی را که عالم عود و معاد را بتوسط
ملائکهٔ کروبی و روحانی در وجود آورد۔ و عالم کون و فساد را بتوسط
آن عالم هست گردانید و بیاراست بامر و نهی انبیاء و اولیاء
و نگاه داشت بشمشیر و قلم ملوک و وزرا و درود بر سید کونین که
اکمل انبیا بود و آفرین بر اهل بیت و اصحاب او که افضل اولیا
بودند و ثنا بر پادشاه وقت ملک عالم عادل مؤید مظفر
منصور حسام الدوله والدین نصرة الاسلام والمسلمین قامع الکفرة
والمشرکین و قاهر الزنادقة والمتمردین عمدة الجیوش فی العالمین
افتخار الملوک والسلاطین ظهیر الایام مجیر الانام۔ عضد الخلافة
جمال الملة جلال الامة نظام العرب والعجم اصیل العالم
شمس المعالی ملک الامراء **ابوالحسن علی بن مسعود**
نصیر امیر المؤمنین که زندگانیش بکام او باد۔ و بیشتر از
عالم بنام او باد و نظام ذریت آدم باهتمام او باد
که امروز افضل پادشاهان وقت است۔ باصل
و نسب و رای و تدبیر و عدل و انصاف و شجاعت

اردو ترجمہ

خاص وہ بادشاہ یعنی خدا۔ حمد
شکر و سپاس کا سزاوار ہے جو کروبی
اور روحانی فرشتوں کے واسطہ سے
عالم آخرت کو وجود میں لایا اور (جیسے)
اس عالم (یعنی عالم) آخرت کے وسیلہ
دنیا کو پیدا کیا اور انبیاء اور اولیاء
کی امر و نہی سے اسکو سنوارا اور
بادشاہوں کی تلوار اور وزیروں
کے قلم سے اس کی نگہبانی کی۔ اور
درود سردار دو عالم (یعنی حضرت
محمدؐ) پر جو کامل ترین نبی تھے اور آفرین
انکے اہل بیت اور صحابہ پر جو بزرگ
ترین ولی اور تعریف بادشاہ وقت ملک
عالم۔ عادل موید مظفر منصور حسام الدولہ
والدین اسلام اور مسلمانوں کے مددگار کافروں
اور مشرکوں کے جان شکار، زندیقوں اور سر
کشوں کے سرکوب، بادشاہوں کے لشکروں کے
سالار سلاطین و ملوک کیلیے باعث فخر
زمانہ کے یاور مخلوقات کے دستگیر خلافت کے
دین کی رونق۔ قوم کی شان عرب و عجم کے فرمانروا
شریف ترین انسان شمس المعالی ملک الامراء
ابوالحسن علی بن مسعود (یعنی امیر المومنین) کی خدا
کرے اسکی زندگی اسکی آرزو کے مطابق بسر ہو
اور دنیا کا زیادہ حصہ اسکے نام اور اولاد
آدم کا انتظام اس کے اہتمام سے ہو کیونکہ
بادشاہان وقت میں بلحاظ اصل و نسب
رائے و تدبیر و عدل و انصاف اور
شجاعت۔

وسخاوت پیراستنِ ولایت وپروردنِ دوست وقهر کردنِ
دشمن وبرداشتن لشکر ونگاه داشتنِ رعیت وآمن داشتنِ
مسالک داشتن ممالک برائے راست وخردِ روشن وعزمِ
قوی وحزمِ درست که سلسلۂ آل شنسب بجمال او منضد ومنظم
است وبازوئے دولت آن خاندان بکمالِ او مؤید ومسلم است
که باری تعالیٰ او را با ملوک آن خاندان از ملک وتخت وبخت
وکام ونام وامر ونهی برخوردار می داراد۔ بمنه وعمیم فضله۔

فصل دوم

رسمی قدیم است وعهد بعید تا این رسم معهود ومسلوک
است که مؤلف ومصنف در تشبیب سخن ودیباچۂ کتاب
طرفے از ثنائے مخدوم وشمتی از ممدوح اظهار کند۔ اما من
بندۂ مخلص در این کتاب بجائے مدح وثنائے
این پادشاه اذکار انعامی خواهم کردن که باری تعالیٰ
وتقدس در حقِ این پادشاه وپادشاهزاده فرموده است
وبارزانی داشته ـ (یعنی باد بخشیده)

آز

اردو ترجمہ

وسخاوت اور اپنی درست رائے روشن
عقل مضبوط ارادہ اور کامل ہوشیاری
سے ملک آرائی سلطنت پیرائی دوست
نوازی دشمن شکنی لشکر کی فراہمی رعیت
کی نگہبانی نیز راستوں کو بے خطر بنانے
اور ملکوں میں امن وامان قائم رکھنے
میں وہ آج سب سے بڑھ کر ہے کہ سلسلہ
آل شنسب اسکے جمال سے منظم و مرتب ہے
اس خاندان کا بازوئے حکومت اسی
کے کمال سے قوی اور مستحکم ہے اللہ تعالیٰ
اپنے کرم اور فضل عمیم سے اسے اور اس
خاندان کے دیگر سلاطین کو ملک جاگیر
تخت، خوش نصیبی، کامیابی، شہرت
اور حکمرانی سے بہرہ اندوز فرمائے۔

فصل دوم۔ یہ ایک پرانی رسم ہے اور
زمانہ دراز سے یہ رسم مروج ہے کہ مؤلف
اور مصنف کا آغاز کلام اور دیباچہ کتاب
میں اپنے آقا کی کچھ تعریف اور اپنے
ممدوح کے حق میں کچھ دعا کرتا ہے لیکن
میں بندۂ مخلص اس کتاب میں بجائے
اس بادشاہ کی مدح اور ثنا کے ان
انعامات کا ذکر کروں گا جو خدائے
پاک اور برتر نے اس بادشاہ
اور بادشاہزادے کے لیے
مقرر کیے اور اسے مرحمت
فرمائے ہیں۔

احوال حسن

تا رائے جہاں آرائے او عرصه افتد و بشکر این انعام مشغول
گردد که در کتاب نامخلوق و کلام ناآفریده می فرماید لَئِن شَکَرتُم
لَأَزِیدَنَّکُم که شکر بنده کیمیائے انعام خداوندگار منعم است
فی الجمله این پادشاه بزرگ و خداوند عظیم را می بباید دانست
که امروز بر بسیط این کرهٔ اغبر و در دائرهٔ این چتر اخضر هیچ
پادشاهے مرفه تر از این خداوند نیست و هیچ بزرگے برخوردار
تر از این ملک نیست موهبت جوانی حاصل است و نعمت
تندرستی برقرار و پدر و مادر زنده برادران موافق به یمین
و یسار چگونه پدرے چون خداوند ملک معظم مؤید مظفر فخر الدوله
والدین خسرو ایران ملک الجبال اطال الله بقائه. و ادام الله
علی المعالی ارتقائه که اعظم پادشاهان وقت است و
افضل شهریاران عصر برائے و تدبیر و علم و حلم و تیغ
و بازو و گنج و خزینه زیاده از هزار دستان دارد
دستان دار خویشتن را در پیش فرزندان سپر کرده تا باد صبا
وزیده بر یکے از بندگان او نوزد و در ستر رفیع و حذر منیع
ادام الله رفعتها و انجیه که سپر یارب که او در صمیم سحر
بر درگاه الٰہی کند به لشکر جرار و سپاهی گرار کار
کند و برادرے چون خداوند و خداوند زاده شمس الدوله
والدین ضیاء الاسلام و المسلمین عز نصره که در خدمت این

اردو ترجمہ

تاکہ اسکی رائے جہاں آرا پر یہ امر واضح ہو جائے اور وہ اس انعام خداوندی کے شکرانہ میں مشغول ہو اس واسطے کہ خداوند عالم کتاب نامخلوق اور کلام ناآفریدہ میں فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو البتہ میں تم کو زیادہ دونگا۔ کیونکہ بندہ کی شکرگذاری خداکے رحمت کے لیے گویا بمنزلہ اکسیر کے۔ المختصر اس بادشاہ عالی مرتبہ اور آقائے بلند پایہ کو جاننا چاہیئے کہ آج اس کرہ خاک کی سطح پر اور اس سبز چھتر کے حلقہ میں کوئی بادشاہ اس فرمانروا سے زیادہ آسودہ حال نہیں ہے اور کوئی شہریار اس بادشاہ سے زیادہ کامگار نہیں۔ نعمت جوانی اسے حاصل دولت تندرستی برقرار ماں باپ زندہ موافق بھائی دائیں بائیں موجود۔ باپ بھی کیسا؟ خدا ملک معظم مؤید مظفر منصور فخر الدولہ والدین خسرو ایران ملک الجبل جیسا خدا اسکی عمر دراز کرے اور بلند لوں پر اسکے عروج کو جاری رکھے جو بلحاظ اپنی تدبیر و علم و حلم و تیغ زنی و زور بازو و خزانہ و ذخیرہ شاہان وقت میں سب سے زیادہ جلیل القدر اور ملوک عصر میں سب سے بڑھکر ہے۔ دہزار نیزہ بردار سوار ونکے ساتھ اسے خود کو اپنی فرزندوں کے آگے ڈھال بنا رکھا ہے تاکہ باد صبا بھی انکے کسی غلام پر تندی سے نہ چلے اور بلند پردہ اور مستور گوشہ میں ایک دعا کرنے والی ہے (خدا اسکی سربلندی کو دوام بخشے) جسکی ہر صدائے "یارب" جو وہ عین سحر کے وقت اللہ کی درگاہ میں کرتی ہے اور آقازادہ شمس الدولہ والدین ضیاء الاسلام و المسلمین اسکی نصرت شاندار ہو

خداوند ادام اللہ علوہٗ بغایت و نہایت ہمی رسد والحمد للہ کہ این خداوند در مکافات و مجازات ہیچ باقی نمیگذارد بلکہ جہان روشن بروئے او ہمی بیند و عمر شیرین بجمال او ہمی گذارد و نعمت بزرگ تر آنکہ منعم بر کمال و مکرم بے زوال او را عمی بارزانی داشتہ است۔ چوں خداوند عالم سلطان مشرق علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین بن الحسین اختیار امیر المومنین ادام اللہ عمرہٗ و خلد ملکہٗ با پنجاہ ہزار مرد آہن پوش سخت کوش کہ جملہ لشکرہائے عالم را باز مالیدو کل ملوک عصر را در گوشہ نشاندایزد تبارک و تعالیٰ جملہ را بیکدیگر ارزانی دارا و از یکدیگر برخوردار و بادو عالم را از آثار ایشان پر انوار کنا د بمنہ و جودہ و کرمہ

اردو ترجمہ

جیسا بھائی جو میرے اس آقا کی (خدا اسکی بلندی کو دوام بخشے) انتہائی خدمت انجام دیتا ہے اور الحمد للہ یہ میرا آقا بھی اسکا بدل کرنے اور جزا دینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کی صورت سے دنیا کی روشن نظر آتی ہے اور اسی کے جمال سے وہ اپنی زندگی لطف کیسا تھ بسر کرتا ہے اور ایک بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ زبردست نعمت دینے والے اور لازوال تحسین کرنے والے نے اسے خداوند عالم سلطان مشرق علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین ابن الحسین اختیار المومنین۔ (خدا اس کی عمر دراز کرے اور اس کی سلطنت کو دوام بخشے) جیسا چچا عنایت کیا ہے جسنے پچاس ہزار رجال فرد شوں سے دنیا بھر کے لشکروں کو پیچھے ڈھکیل دیا ہے اور جملہ ملوک عصر کو ایک کونہ میں بٹھا دیا۔ خدائے بزرگ و برتر اپنے احسان و کرم سے ایسا کرے کہ یہ سب ایکدوسرے کو نصیب رہیں اور انہیں باہم بہرہ اندوز فرمائے اور ان کے کارناموں کو دنیا کو منور کرے۔

آغاز کتاب

بندۂ مخلص و خادم متخصص احمد بن عمر بن علی النظامی...... العروضی السمرقندی کہ چہل و پنجسال است تا بخدمت این خاندان موسوم است و برقم بندگی این دولت مرقوم خواست کہ مجلس علی پادشاہے اعلاہ اللہ را خدمتی سازد

بندۂ مخلص و خادم خاص احمد بن عمر بن علی النظامی العروضی السمرقندی نے جو پینتالیس برس سے اس خاندان کا خدمت گذار ہے اور اس سلطنت کی تحریر غلامی پا سند رکھا ہے چاہا کہ بادشاہ کی مجلس علی کی (خدا اسکا رتبہ بلند کرے) ایک ایسی خدمت انجام دے ......

بر قانون حکمت آراستہ بحج قاطعہ و براہین ساطعہ واندرو
باز نماید۔ کہ پادشاہے خود چیست و پادشاہ کیست و این
تشریف از کجاست و این تلطیف مرکر است۔ و این
سپاس برچہ وجہ باید داشتن و این منت از چہ روئے
قبول باید کردن تا ثانی سید ولد آدم و ثالث آفرید
گار عالم بود ❁

چنانچہ در کتاب محکم و کلام قدیم لآلی این سہ
اسم متعالی را در یک سلک نظم دادہ است و در یک
سمط جلوہ کردہ ۔

قولہ عزوجل اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی
الامر منکم کہ در مدارج موجودات و معارج معقولات
بعضہم ان بعض ... یا ... سر ...
آنچہ بدو نزدیک تر است و سر تحیا زیر گوئیم از فلک اقصی
خواہیم یا آنچہ بدو نزدیک تر است و آن فلکی
ست زیر فلک البروج و از انسوئے او ہیچ نسبت و عالم
جسمانی بدو متناہی شود یعنی سپری گردد۔ اما
تبارک و تعالی الحکمت بالغہ چون خو
است کہ درین عالم معادن و نبات
حیوان پدید آرد ستاگان را
کہ آتش ہوا است آتش گرد او در آمدہ
در درون ہوا آب است ہوا گرد او در آمدہ

اردو ترجمہ

جو قطعی اور روشن دلیلوں کے ساتھ حکمت
کے قانون سے آراستہ ہو اور اسمیں یہ دکھلائے
کہ بادشاہی در اصل کیا چیز ہے اور بادشا
ہی نہ ہو کون ہے یہ بزرگی کہاں سے حاصل
ہوئی ہے اور اس مہربانی کا منزا وار
کون ہے اسکا شکر کس طرح ادا کرنا چاہئے
اور اس احسان کو کس طرح قبول کیا جائے
تا کہ وہ اولاد آدم کے سردار (نبی) سے
دوسرے درجہ پر اور دنیا کو پیدا کرنیوالے
سے تیسرے درجہ پر ہو جائے جیسا کہ خدائے
بزرگ برتر نے ان تینوں عبارتوں کے
موتیوں کو ایک سلک میں پرو دیا اور
ایک لڑی میں سجا یا ہے فرماتا ہے فرمانبرداری
اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول اسکے
کی اور اس کی جو تم سے حکمراں ہو۔ کیونکہ
کائنات کے مراتب اور معقولات کے درجا
سب آپس میں ہمارے ... دلائل مرتبہ کی ...
کہتے ہیں۔ تو یہ لفظ مراد ہوتا ہے۔ یا وہ جگہ جو بالکل
اس کے پاس ہے۔ اور جیسا اور پر کہتے ہیں تو اس
سے فلک الاقصیٰ مراد ہوتا ہے، یا وہ مقام جو
بالکل اس کے نزدیک ہے۔ اور وہ فلک الاقصیٰ
فلک البروج کے اوپر ایک فلک ہے جس کے آگے
کچھ نہیں ہے اور عالم جسمانی اس تک اپنی انتہا
کو پہنچ جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے خدائے
بزرگ برتر نے جب چاہا کہ معدنیات و نباتات
و حیوانات اس دنیا میں ظاہر ہوں۔

فصل دوم

رائے عالی اعلاه الله بفرماید دانستن که موجوداتے که هستند از دو بیرون نیست موجودی است که وجود او بخود است یا موجودی که وجود او بغیر است آن موجود را که وجود او به خود است واجب الوجود خوانند و آں باری تعالی و تقدس است که بخود موجود است پس همیشه بوده است زیرا که منتظر غیرے نبود و همیشه باشد که قائم بخود است بغیرے نے. و آن موجود را که وجود او بغیر است ممکن الوجود خوانند و ممکن الوجود چناں بود که مائیم که وجود ما از منی است. و وجود منی از خون است و وجود خون از غذا و وجود غذا از زمین و آفتاب ...

آغاز کتاب

بندهٔ مخلص و خادم مخصص احمد بن عمر بن علی النظامی العروضی السمرقندی که چهل و پنجسال است تا بخدمت این خاندان موسوم است و برقم بندگی این دولت مرقوم خواست که مجلس عالی پادشاهے اعلاه الله را خدمتی سازد ...

اردو ترجمہ

فصل دوم۔ رائے عالی پر (خدا اس کو بلند کرے) واضح ہو کہ موجودات جتنے بھی ہیں وہ دو ہی قسم کی ہیں یا تو وہ شے جس کا وجود اپنی ذات سے ہو۔ یا وہ جس کا وجود دوسری ذات سے ہو اس شے کو جس کا وجود اپنی ذات سے ہو۔ واجب الوجود کہتے ہیں اور وہ خدائے پاک و برتر ہے۔ جو از خود موجود ہے پس ہمیشہ سے ہے۔ کیونکہ وہ کسی دوسرے کا محتاج نہ تھا اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ وہ قائم بالذات ہے قائم بالغیر نہیں اور اس کو جس کا وجود دوسری ذات سے ہے ممکن الوجود کہتے ہیں اور اس کا وجود ایسا ہوتا ہے جیسے کہ ہم ہیں ہمارا وجود منی سے ہے اور منی کا وجود خون سے ہے اور خون کا وجود غذا سے اور غذا کا وجود پانی زمین اور سورج سے ہے ... جس کا وجود دوسری چیز سے ہے اور یہ سب ایسے ہیں کہ کل نہ تھے اور کل نہ ہونگی اللہ

اور جب اللہ نے مجھ حقیر کو ایک کونہ میں بٹھا دیا تو خداوند بزرگ و برتر اپنے احسان و کرم سے ایسا کرے کہ یہ سب ایک دوسرے کو نصیب رہیں اور وہ انہیں باہم گرہ بہرہ اندوز فرماتا ہے اور ان کے کارناموں سے دنیا کو منور کرے ؛

بندۂ مخلص و خادم خاص احمد بن عمر بن علی النظامی العروضی السمرقندی نے جو پینتالیس برس سے اس خاندان کی خدمت گذار ہے اور اس سلطنت کی تحریر غلامی پر مندرج ہے چاہا کہ بادشاہ کی مجلس اعلی کی (خدا اس کا مرتبہ بلند کرے) ایک ایسی خدمت انجام دے ...

دمرۂ انسانی گفته اند که کُلُّ شَیٍٔ یَرجِعُ اِلٰی اَصلِهٖ هر چیزی باصل
خویش باز شود۔ خاصه در عالم کون و فساد۔ پس ما که ممکن الوجودیم
اصلِ ما نیستی است و اوکه واجب الوجود است عین او هستی
است۔ و هم او جل شانه و رفع نتاده در کلام مبین
فرماید کُلُّ شَیٍٔ هَالِکٌ اِلَّا وَجهَهٗ۔ اما باید دانست که این
عالم را که در خلال فلک قمر است و در دائره این کرۂ اوّل
او را عالم کون و فساد خوانند و چنان تصور باید کرد که در مقعر
فلک قمر آتش است و فلک قمر گرد او در آمده و در درون
آب خاک است آب گرد او در در آمده و درمیانِ زمین
نقطه ایست موهوم که هر خطی که از وی به فلکِ قمر رود همه برابر
یکدیگر باشند و هر کجا ما فروتر گوئیم آن نقطه را خواهیم
یا آنچه بدو نزدیک تر است و هر کجا زبر گوئیم از و فلک اقصیٰ
را خواهیم یا آنچه بدو نزدیک تر است و آن فلکی
است زبرِ فلکِ البروج و از انسوی او هیچ نسبت و عالم
جسمانی بدو متناهی شود یعنی سپری گردد۔ اما
اللّٰه تبارک و تعالیٰ بحکمتِ بالغه چون
خواست که درین عالم معادن و نبات
و حیوان پدید آرد ستارگان را

اردو ترجمہ

کُلُّ شَیٍٔ یَرجِعُ اِلٰی اَصلِهٖ ۔ ہر شے اپنی
اصل کی طرف لوٹتی ہے خصوصاً عالم کون و فساد
یعنی دنیا میں۔ پس ہم جو کہ ممکن الوجود ہیں ہماری اصل نیستی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیں اور پہلے اس کرہ کے حلقہ میں واقع ہے اسے
دنیا کہتے ہیں اور اس طرح تصور کرنا چاہیے کہ فلک قمر
کی گہرائی میں آگ ہے اور فلک قمر اس کو گھیرے ہوئے
ہے اور ہوا کے اندر پانی ہے اور ہوا اس کو گھیرے
ہوئے ہے اور پانی کے اندر زمین ہے اور اس کو گھیرے
ہوئے ہے۔ اور زمین کے درمیان ایک فرضی
نقطہ ہے کہ جتنے خطوط اس سے فلک قمر تک جاتے ہیں
سب آپس میں برابر ہوتے ہیں اور جب ہم "نیچے"
کہتے ہیں۔ تو یہ نقطہ مراد ہوتا ہے۔ یا وہ جگہ جو بالکل
اس کے پاس ہے۔ اور جب اوپر کہتے ہیں تو اس
سے فلک الاقصیٰ مراد ہوتا ہے، یا وہ مقام جو
بالکل اس کے نزدیک ہے۔ اور وہ فلک الاقصیٰ
فلک البروج کے اوپر ایک فلک ہے جس کے آگے
پار کچھ نہیں اور عالم جسمانی اس تک اپنی انتہا
کو پہنچ جاتا ہے ختم ہو جاتا ہے خدا نے
بزرگ و برتر نے جب چاہا کہ معدنیات و نباتات
و حیوانات اس دنیا میں ظاہر ہوں۔

۱؎ کرۂ آتش ہوا است آتش گرد او در آمده
و در درون ہوا آب است ہوا گرد او در آمده

...... را بیافرید خاصہ آفتاب و ماہ را و کون

و فساد اینہا بحرکات ایشان بازبست و

خاصیت آفتاب آنست کہ چیزہا را بہ عکس

گرم کند چون برابر باشد و بمیانجی گرمی بر کشد

یعنی جذب کند آب را بہ برابری گرم می کرد و بتوسط

گرمی جذب بمدتی دراز تا زمین را یک ربع برہنہ

شد بسبب بسیاری بخار کہ ازین ربع صاعد

گشت و ببالا بر رفت و طبع آب آنست

کہ روا بود کہ سنگ شود چنانچہ بعض جایہا

معہود ست ، و برای العین دیدہ می شود پس کوہہا پدیدار آمد

از آب بتابش آفتاب و زمین از انچہ بود ،

درین پارہ بلند تر شد و آب ازو فرود وید و خشک

شد برین مثال کہ دیدہ می آید پس این را ربع مکشوف

خوانند بدین سبب و ربع مسکون خوانند بدانکہ حیوانات

را بر وے مسکن است ۔

اردو ترجمہ

تو اپنی حکمت کاملہ سے ستاروں کو پیدا

کیا خصوصاً سورج اور چاند کو اور ان

کے (موالید ثلاثہ کے) پیدا ہونے اور

ملنے کو ان (ستاروں) کی حرکات

سے وابستہ کر دیا اور آفتاب کی خاصیت

یہ ہے کہ جب مقابل ہوتا ہے تو اپنے عکس

سے چیزوں کو گرم کرتا ہے اور گرمی کے

واسطہ سے ان کو کھینچ لیتا ہے یعنی جذب

کر لیتا ہے ۔ مقابل رہ کر پانی کو گرم کرتا رہا

اور گرمی کے واسطہ سے مدت دراز تک اسکو

جذب کرتا رہا یہاں تک کہ زمین کا ایک

چوتھائی حصہ بھاپ کی کثرت کے باعث

جو اس چہارم حصہ سے اٹھی ۔ اور اوپر

چلی گئی اور کھل گیا ۔ اور پانی کی فطرت یہی کہ اس

میں پتھر بن جانے کی استعداد موجود ہے جیسا کہ

بعض جگہ پر ہوتا ہے اور چشم دید دیکھا جاتا ہے

پس سورج کی تپش سے پانی سے پہاڑ

پیدا ہو گئے اور زمین جتنی تھی کچھ اس سے

اور اونچی ہو گئی ۔ اور پانی اس پر سے اتر

گیا اور خشک ہو گیا اس طرح جیسا کہ دیکھا جاتا

ہے ۔ پس اس وجہ سے اسکو ربع مکشوف کہتے

ہیں ۔ ربع مسکون ، اس کو اس وجہ سے

کہتے ہیں کہ اس پر حیوانات رہتے ہیں ۔

فصل

چوں آثارِ ایں کواکب در اقطارِ ایں عناصر تاثیر کرد
و ازاں نقطۂ موہوم منعکس گشت از میانِ خاک و آب
بمعونت باد و آتش ایں جمادات پدید آمد چوں کوہہا و
کانہا و ابر و برف و باراں و رعد و برق و کواکب منقضہ
و ذوالذوابہ و نیازک و عصی و ہالہ و حریق و صاعقہ و
زلزلہ و عیون گوناگون چنانکہ در آثارِ علوی ایں را
شرحی بمقام خود دادہ شدہ است و دریں مختصر نہ جائے
شرح و بسطِ آن بود۔ اما چوں روزگار بر آمد و ادوار
فلک متواتر گشت۔ و مزاجِ عالمِ سفلی نضجے یافت و
نوبتِ انفعال بداں فرجہ رسید کہ میانِ آب و ہوا
بود۔ ظہورِ عالمِ نبات بود۔ پس ایں جوہرے کہ نبات ازو
ظاہر گشت ایزد تبارک و تعالی او را چہار خادم آفرید و
قوت ازیں چہار خادم یکے آنست کہ ہرچہ شائستہ
او بود بدو می کشد و او را جاذبہ خوانند۔ و دوم
آنکہ ہرچہ جاذبہ جذب کردہ باشد آں نگاہ می دارد
و او را ماسکہ خوانند و سوم آنکہ آں چیز را ہضم
کند و از حالت خویش بگرداند تا مانندِ او شود و او را ہاضمہ
خوانند و چہارم آنکہ آنچہ ناشائستہ بود دفع کند
و او را دافعہ خوانند اما ازیں سہ قوت یکی قوتیست

اردو ترجمہ

فصل سوم۔ جب ان ستاروں کے ان عناصر کی حد پر پڑے اور اس فرضی نقطہ سے منعکس ہوئے تو ہوا اور آگ کی مدد سے مٹی اور پانی سے یہ جمادات پیدا ہوئیں مثلاً کانیں، پہاڑ، گرج، بجلی، بادل، مینہ، برف، شہاب، دمدار ستارے بعد نیزہ (وہ ستارہ) جو مانند نیزہ کے ہوتا ہے عصی (بجلی کی خاص صورتوں کے نام) حریق صاعقہ اور وہ بجلی جو ابر سے زمین پر گرے زلزال اور طرح طرح کے چشمے جن کی آثارِ علوی میں اپنے مقام پر پوری تشریح کی گئی ہے اور اس مختصر جگہ میں اس کی شرح کی گنجائش نہیں ہے جب زمانہ گذرا اور آسمان کی گردشیں جب لگاتار ہوئیں اور طبقات کا مزاج پختہ ہو گیا اور قبول اثر کی نوبت اس کشادگی پر پہونچی جو ہوا اور پانی کے درمیان ہے تو عالم نباتات کا ظہور ہوا پس یہ جوہر کہ جس سے نباتات پیدا ہوئی خدا تعالی نے اسکے چار خادم اور تین قوتیں پیدا کیں ان چار خادموں میں سے ایک تو وہ ہے کہ جو کچھ اس کے مناسب ہوتا ہے اس کی طرف کھینچتا ہے اسکو جاذبہ کہتے ہیں اور دوسرا وہ ہے کہ جاذبہ نے جو کچھ جذب کیا ہو اسکو حفاظت سے رکھتا ہے اسکو ماسکہ کہتے ہیں تیسرا وہ ہے کہ اس جذب کی ہوئی اشیا کو ہضم کرتا ہے اور اسکو اپنی حالت سے بدل کر دیتا ہے تاکہ وہ اس (جوہر) کی مانند ہو جائے اسکو ہاضمہ کہتے ہیں چہارم وہ ہے کہ جو کچھ نامناسب ہوتا ہے اسکو الگ کر دیتا ہے اسکو دافع کہتے ہیں

که او را افزون کند بدانکه غذا در وی گسترانند
متناسب و متساوی و دوم قوتیست که بدرقهٔ این غذا بر
تا باطراف می‌رسد. و قوت سوم آنست که چون بکمال
رسید و خواهد که روی در نقصان نهد این قوت پدیدار
آید و تخم دهد. تا اگر او را درین عالم فنا بے باشد آن
بدل نائب او شود. تا نظام عالم از اختلال مصون
باشد و نوع منقطع نشود و او را قوت مولده خوانند
پس این عالم از عالم جماد زیادت آمد بچندین معانی
که یاد کرده شد. و حکمت بالغهٔ آفریدگار چنان اقتضا
کرد که این عالمها بیکدیگر پیوسته باشند مترادف و
متوالی تا در عالم جماد که اول چیزے گل بود ترقی همی کرد و
شریف تر همی شد تا بمرجان رسید اعنی بسد که آخرین
عالم جمادات بود پیوسته باولین چیزے از عالم نبات
خار بود و آخرین خرما و انگور که تشبه کردند بعالم حیوان
این فحل خواست تا بار آورد و آن از دشمن بگریخت
که تاک رز از عشقه بگریزد و آن گیاهیست که چون بر تاک
رز پیچد رز را خشک کند پس تاک از و بگریزد پس در عالم
نبات هیچ شریف تر از تاک و نخل نباشد بدین علت که
بفوق عالم خویش تشبه کردند و قدم لطف از دائرهٔ عالم

اردو ترجمہ

اسطرح کہ غذا کو برابر اور مناسب طور پر بچے
اندر پہنچاتی ہے اور دوسری طاقت وہ ہے
کہ اس غذا کی رہبری کرتی ہے یہاں تک کہ وہ
(غذا) آخری حد تک پہنچ جاتی ہے سوم وہ
قوت ہے کہ یہ جب درجہ کمال پر پہنچ گیا اور
نقصان ہونا چاہتا ہے تو یہ قوت ظاہر ہوتی
ہے اور بیج دیتی ہے تاکہ اگر اس جوہر اور اس
عالم میں فنا ہو جائے تو وہ بدل اسکا قائم مقام ہو جائے
تاکہ نظام عالم اس خلل سے محفوظ رہے اور نوع منقطع
نہ ہونے پائے اسکو قوت مولدہ کہتے ہیں پس یہ
عالم ان چند حیثیتوں سے جسکا ذکر کیا گیا ہے عالم
جمادات سے زیادہ ہوگیا اور خدائے تعالیٰ
کی حکمت کاملہ اور اسکی خواہش ہوئی کہ یہ تمام
عالم مسلسل و پے در پے ایک دوسرے کو ملے ہیں
اور عالم جمادات میں سب سے پہلی چیز جو کہ مٹی تھی
ترقی کرتی ہے اور بلند مرتبہ ہوتی گئی یہاں تک
کہ مرجان ہوگئی جو کہ عالم نباتات کا آخری مرتبہ ہے
اور عالم نباتات کے سب سے پہلے درجہ میں اور سب سے
پہلی چیز عالم نباتات میں خار تھی۔ اور آخری
چیز انگور اور کھجور جنہوں نے عالم حیوان کیساتھ
تشبیہ دی اس کھجور نے نہ چاہا کہ بار آور
ہو اور اس (انگور نے) دشمن سے گریز کی کیونکہ
انگور کی بیل عشق پیچہ گھاس سے بھاگتی ہے اور
عشق پیچہ گھاس کو کہتے ہیں جب وہ گھاس انگور
کے درخت سے لپٹ جاتی ہے تو اسکو خشک کر دیتی ہے
اسوجہ سے انگور اس سے گھبراتا ہے پس عالم نباتات
میں اس سے بڑھ کر یعنی کھجور اور انگور کو بلند مرتبہ
کوئی نہیں ہے بنا بریں کہ انہوں نے اپنی دنیا کے
اوپر کی چیزوں سے مشابہت پیدا کی اور لطف
سے اپنی دنیا دائرہ ....

خویش بیرون نهادند و بجانب اشرف ترقی کردند ۞

فصل چهارم

چون این عالم کمال یافت و اثر آبار عالم علوی در
امهات عالم سفلی تاثیر کرد و نوبت بفرجه هوا و آتش
رسید فرزند لطیف تر آمد و ظهور عالم حیوان بود و
آن قوتها که نبات داشت با خود آورد. و دو قوت
او را در افزود یکی قوت اندریافت که او را مدرکه خوانند
که حیوان چیزها بدو اندر یابد و دوم قوت جنبانند
که تا نبید او حیوان بجنبد و بدانچه ملائم اوست میل کند
و از آنچه منافر اوست بگریزد و او را قوت محرکه خوانند
اما قوت مدرکه منشعب شود به ده شاخ پنج را از و حواس
ظاهر خوانند و پنج را از و حواس باطن. حواس ظاهر چون
لمس و ذوق و بصر و سمع و شم اما قوت لمس قوتی است
پراگنده در پوست و گوشت حیوان تا چیزی که مماس
شود. عصاب ادراک کند و اندر یابد چون خشکی و تری
و گرمی و سردی و سختی و نرمی و درشتی و نغزی اما ذوق

اردو ترجمہ

سے نجات حاصل ہو گئے اور بجانب اشرف
ترقی کی ۞ فصل چہارم:-
جب اس عالم کو کمال حاصل ہو گیا اور آبار
ربائے عالم علوی (یعنی آسمان) کا اثر امہات
(ماں) عالم سفلی (زمین) پر پڑا اور ہوا اور
آگ کے درمیان کشادگی تک نوبت پہنچی تو
زیادہ خوبصورت اولاد پیدا ہوئی، اور عالم
حیوانات کا ظہور ہوا۔ جو قوتیں کہ نباتات میں
موجود تھیں۔ یہ اپنے ہمراہ لایا اور دو قوتوں کا
اضافہ اور اضافہ کیا ایک طاقت ادراک جسے
مدرکہ کہتے ہیں جسکے ذریعہ حیوان چیزوں کا ادراک
کرتا ہے دوسری قوت تحریک جسکی مدد سے حیوان
حرکت کرتا ہے اور جو چیز اسے پسند ہوتی ہے اسکی
طرف مائل ہوتا ہے اور جو چیز اسے ناگوار معلوم
ہوتی ہے اس سے بچتا ہے اسے قوت محرکہ
کہتے ہیں۔ قوت مدرکہ دس شاخوں میں
تقسیم ہوتی ہے جنہیں سے پانچ کو ظاہری حواس
کہتے ہیں اور پانچ کو باطنی حواس کہتے ہیں
حواس ظاہری مثلاً ذائقہ۔ لامسہ۔ سامعہ
باصرہ اور شامہ قوت لامسہ۔ وہ قوت ہے
جو حیوان کے گوشت اور کھال میں پھیلی
ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جو چیز اس سے
لگ جاتی ہے پٹھے اس کا درک کر لیتے
ہیں۔ اور محسوس کرتے ہیں مثلاً
خشکی۔ نرمی۔ گرمی۔ سردی۔ سختی
نرمی اور کھردرا پن۔ اور چکنا پن ۞

احمد حسن

قوتے است ترتیب کردہ دران عصب کہ گسترده است
بر روئے زبان کہ طعامہائے متحلل را دریابد از آن اجرام
کہ مماس شوند با او وا وجدا کند میان شیرین و تلخ
و تیز و ترش و امثال آن۔ اما سمع قوتے است ترتیب
کردہ در عصب متفرق کہ در سطح صماخ است دریابد آن
صوتے را کہ تادی شود بوی از تموج ہوائے کہ افسردہ شدہ
باشند میان متقارعین یعنی دو جسم بر ہم کوفتہ کہ از ہم
کوفتن ایشان ہوا موج زند و علت آواز شود تا تادیہ
کند ہوائے را کہ ایستادہ است۔ اندر تجویف صماخ
و مماس او شود و بدان عصب پیوندد و بشنود اما بصر قوتے
است ترتیب کردہ در عصبۂ مجوفہ کہ دریابد آن صورتے
را کہ منطبع شود در رطوبت جلیدی از اشباح و اجسام ملون
بمیانجی جسمے شفاف کہ ایستادہ بود۔ از وی تا سطوح اجسام
صیقلیہ اما شم قوتے است ترتیب کردہ دران زیادتی کہ از
مقدم دماغ بیرون آمدہ است مانند سر پستان زنان
کہ دریابد آنچہ تادیہ کند بوے ہوائے مستنشق از بوئے کہ آمیختہ
باشند با بخارے کہ با وے آرد یا منطبع شدہ باشد در وے باستحالت
از جسمے بوئے دار ❊

اردو ترجمہ

قوت ذائقہ وہ قوت ہے جو اس پٹھے میں ترتیب
دیگئی ہے جو سطح زبان پر پھیلا ہوا ہے اور جو ان
اجسام سے کہ اس سے باہم کرتے ہیں۔ غذائے
محلول کو معلوم کرتی ہے اور میٹھے کڑوے اور
کھٹے وغیرہ کے درمیان فرق کرتی ہے قوت
سامعہ وہ قوت ہے جو کان کے سوراخ کی سطح کے
متفرق پٹھوں میں ترتیب دی گئی ہے جو
اس آواز کو درک کرلیتی ہے جو اس تک
پہنچتی ہے اس ہوا کے تموج سے جو متقارعین
یعنی دو جسم متصادم کے درمیان افسردہ
ہو گئی جن کے آپس میں ٹکرانے سے ہوا پر
لہر پیدا ہوتی ہے اور آواز کا سبب ہوتی ہے
یہانتک کہ وہ لہر اس ہوا کو حرکت دیتی ہے جو
کان کے سوراخ کے جوف میں ٹھہری ہوئی ہوتی
ہے جو اس سے چھوتی ہے اور اس پٹھے تک پہنچتی
ہے اور سنائی دیتا ہے اور قوت باصرہ وہ
قوت ہے جو جوف دار پٹھوں میں ترتیب دیگئی ہے
اور جو اس صورت کو معلوم کرلیتی ہے اور جو طاقت
جلیدی میں چھپتی ہے خواہ شبح ہو یا رنگدار جسم
جو سیلا ایک ایسے شفاف جسم کے جو اس سے لیکر اجسام
صیقلہ کی سطح تک اشارہ ہوتا ہے قوت
شامہ وہ قوت ہے جو مقدم دماغ سے باہر کے
حصہ میں جسکی شکل عورتوں کی پستان کی سی ہوتی ہے ترتیب
دی گئی ہے اور جو ہوا کی لائی ہوئی بھاپ کہ کھینچی
گئی ہوئی اس بو کو دریافت کرلیتی ہے جیسے
ناک کے ذریعہ اوپر کو لیا ہوا سانس اس تک
پہنچاتا ہے یا جسم بو دار سے متخیل ہو کر اس
میں بس گئی ہو ❊

احمد حسن مرو

فصل

اما حواسِ باطن بعضے آنند که صورِ محسوسات را در یابند
و بعضے آنند که معانی محسوسات را در یابند اول حسِ مشترک
است و او قوّتے است ترتیب کرده در تجویفِ اول
از دماغ که قابل است بذاتِ خویش مر جملهٔ صورتها را که
حواسِ ظاهر قبول کرده باشند و در ایشان منطبع شده
که بدو تادیه کنند و محسوس آنگاه محسوس شود که او قبول کند
دوم خیال است و او قوّتے است ترتیب کرده در
آخرِ تجویفِ مقدم دماغ که آنچه حسِ مشترک از حواس
ظاهر قبول کرده باشد او نگاه دارد و بپاید در و بعد غیبت
محسوسات سوم قوّتِ متخیله است و چون او را با نفسِ
حیوانی یاد کنند متخیله گویند و چون با نفسِ انسانی یاد کنند متفکره
خوانند و او قوّتے است ترتیب کرده در تجویفِ اوسط
از دماغ و کار او آنست که آن جزئیات را که در خیال
است با یکدیگر ترتیب کند و از یکدیگر جدا کند به اختیار
اندیشه چهارم قوّهٔ وهم است و او قوّتیست ترتیب
کرده در نهایتِ تجویف او[illegible] دماغ و کارِ او آنست

اردو ترجمہ

فصل پنجم ہماب یہ حواس باطنی بعض قوتیں
وہ ہیں جو محسوس چیزوں کی صورتوں کا ادراک
کرتی ہیں اور بعض وہ ہیں جو انکے معانی کا
ادراک کرتے ہیں۔ اول حس مشترک ہے وہ ایک
قوت ہے جو دماغ کے سب سے پہلے خانہ میں
ترتیب دیگئی ہے اور بذات خود ان تمام
صورتوں کو قبول کرتی ہے جنہیں حواس ظاہر نے
قبول کیا ہو اور ان میں منطبع ہو گئی
ہوں تاکہ وہ انہیں اس تک پہنچا دیں اور
محسوس اسوقت تک محسوس ہوتا ہے جبکہ وہ
قبول کرلیتی ہے۔ دوسرا خیال ہے وہ ایک
قوت ہے جو مقدم دماغ [illegible]
ترتیب دیگئی ہے جو [illegible]
وہ اس سے جو کچھ قبول کیا [illegible]
محفوظ رکھتا ہے اور محسوسات
کے بعد بھی یہ سب اس [illegible]
رہتا ہے تیسری قوت [illegible]
حیوانی کیساتھہ اسکا ذکر کرو [illegible]
متخیلہ کہتے ہیں اور جب انسانی نفس
ساتھہ اسکا ذکر کرتے ہیں تو اسے متفکرہ
کہتے ہیں۔ اور وہ ایک قوت ہے جو دماغ
کے درمیانی خانہ میں ترتیب دیگئی ہے
اسکا کام یہ ہے کہ ان جزئیات کو جو خیال میں
موجود ہیں اندیشہ کے حسب منشا آپس میں
ملانے اور ایک دوسرے سے الگ کرنے
چہارم قوت وہم ہے یہ قوت وہ ہے کہ جو دماغ
کے آخری گوشہ میں ترتیب دی گئی ہے

احمد حسن

که دریابد معانی نامحسوس را که موجود باشد در محسوسات جزوی چون آن قوتے که بزغاله فرق کند۔ در میان مادر خویش و گرگ و کودک فرق کند۔ میان رسن پیسه مار پنجم قوت حافظه است۔ و ذاکره نیز خوانند۔ و او قوتیست ترتیب کرده در تجویف آخر از دماغ آنچه قوت وہمی دریابد از معانی نامحسوس او نگاه دارد۔ و نسبت او بقوت وہم ہمان نسبت است که نسبت قوت خیال است بحس مشترک اما آن صورت را نگاه دارد و این معانی را اما این ہمه خادمان نفس حیوانی اند۔ و او جوہرے است که منبع او دل است۔ و چون در دل عمل کند او را اروح حیوانی خوانند۔ و چون در دماغ عمل کند او را روح نفسانی خوانند و چون در جگر عمل کند او را روح طبعی خوانند۔ و او بخارے لطیف است که از خون خیزد و در اعلی شرایین سریان کند و در روشنی مانند آفتاب بود۔ و ہر حیوانے که این دو قوت مدرکه و محرکه دارد و آن ده که از ایشان منشعب شده است او را حیوان کامل خوانند و ہر چه کم دارد۔ ناقص بود چنانچه مور که چشم نه دارد۔ و مارے که گوش ندارد او را مار کر خوانند اما ہیچ ناقص تر از خراطین نیست دادکرمے است سرخ

اردو ترجمہ

اور کام اسکا یہ ہے کہ ان معانی نامحسوس کا ادراک کرتی ہے جو جزئی محسوسات میں موجود ہوں اس قوت کیطرح کہ بکری کا بچہ بھیڑیے اور اپنی ماں میں تمیز کر سکتا ہے اور آدمی کا بچہ رسی اور کوڑیالے سانپ میں تمیز کر سکتا ہے پانچویں قوت حافظہ ہے اور ذاکرہ بھی کہتے ہیں وہ ایک قوت ہے جو دماغ کے آخری حصہ میں ترتیب دیگئی ہے قوت وہمیہ جن معانی نامحسوس کا ادراک کرتی ہے یہ انکی حفاظت رکھتی ہے اور قوت وہم سے اسکو وہی نسبت ہے جو قوت خیال کو حس مشترک سے ہے مگر وہ (قوت خیال) صورت کو محفوظ رکھتی ہے اور یہ (قوت حافظہ) معانی کو یہ سب حیوانی نفس کے خادم ہیں۔ اور حیوانی نفس ایک جوہر ہے جسکا دل سرچشمہ ہے جب دل میں وہ عمل کرتا ہے تو اسے حیوانی روح کہتے ہیں اور دماغ میں جب عمل کرتا ہے تو اسکو نفسانی روح کہتے ہیں اور وہ جگر میں جب عمل کرتا ہے تو اسے طبعی روح کہتے ہیں اور وہ ایک لطیف بھاپ ہے جو کہ خون سے نکلتی ہے اور اعلی رگ میں دوڑتی ہے اور سورج کیطرح روشن ہوتی ہے یہ دو قوتیں جب حیوان میں ادراک اور تحریک ہوتی ہیں اور دس بھی وہ جو ان سے نکلتی ہیں اسے کامل حیوان کہتے ہیں اور کوئی سی قوت جسمیں کم ہوتی ہے وہ ناقص رہتا ہے جیسے چیونٹی کہ جسکی آنکھیں نہیں ہوتیں اور جیسے سانپ جس کے کان نہیں ہوتے اسکو بہرا سانپ کہتے ہیں لیکن کیچوے سے کوئی ذی نفس ناقص نہیں کیچوا ایک سرخ رنگ کا کیڑا ہوتا ہے۔

ار دو ترجمہ

جو چیونٹیوں کی مٹی میں رہتا ہے اسکو گل خوارہ کہتے ہیں اور ماوراء النہر میں خاک کرمہ بولا جاتا ہے پہلا حیوان وہ ہے اور بن مانس آخری حیوان ہے بن مانس ایک جانور ہوتا ہے جو بیابان ترکستان میں پایا جاتا ہے راست قامت سیدھی قد چوڑے ناخن اور انسانوں کیساتھ الفت کرتا ہے جہاں کہیں بھی انسان کو دیکھتا ہے رستے میں آجاتا ہے اور بڑی غور سے اسکو دیکھتا ہے اور جب کوئی اکیلا آدمی ملجاتا ہے تو اسے پکڑ کر لیجاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے باردار ہوتا ہے پس انسان کے بعد حیوانوں میں سب سے بڑھ کر وہی ہے۔ اسلئے کہ کئی باتوں میں آدمیوں سے ملتا جلتا ہے پہلے راست قامتی۔ دوم۔ ناخنوں کے چوڑائی سوم سر کے بال لمبے ہیں ۔

حکایت: سنہ ۵۱۰ھ میں جامع مسجد نیشاپور میں ابو رضا ابن عبدالسلام نیشاپوری کا سنا ہیں سے انہوں نے عرض کیا کہ ہم طمغاج کی جانب سفر کر رہے تھے اور وہ ہمارا قافلہ کئی ہزار اونٹوں کا قافلہ تھا دوپہر کے وقت ایکدن جب ہم چلے جا رہے تھے تو ہم نے ایک کو کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہ ننگے بدن ننگے سر اور خوبصورت سرو سا قد چاند سا چہرہ اور لمبے لمبے بال وہ ہم کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھی ہر چند ہم نے اس سے دریافت کیا مگر جواب ۔

احمد حسن
سواتی

که ایشان را گل جوی بود. و او را گل خواره خوانند و بما وراء النهر خاک کرمه خوانند. اول حیوان اوست و آخر نسناس و او حیوانی است که در بیابان ترکستان باشد. منتصب القامت الحی القد عریض الاظفار و آدمی اعظیم دوست دارد. هر کجا آدمی را بیند بر سر راه آید و وایشان نظاره همی کند و چون بیگانه از آدمی بیند بر دوازد و گویند تخم گیرد. پس بعد انسان از حیوان او شریف تر است که چندین چیز به آدمی تشبیه کرد یکی بالای راست. و دوم پهنای ناخن. و سوم موی سر.

حکایت

2/8/44

از ابورضا بن عبدالسلام النیشاپوری شنیدم در سنه عشر و خمسمائه نیشاپور در مسجد جامع که گفت، بجانب طمغاج همی رفتیم. و آن کاروان چندین هزار شتر بود. روزی گرمگاه همی راندیم بر بالای ریگی زنی دیدم ایستاده برهنه سر و برهنه تن در غایت نیکوی اقدی چون سرو در روی چون ماه و موی دراز و در ما نظاره همی کرد. هرچند باشی سخن گفتیم. جواب

نه داد. و چون قصدِ او کردیم بگریخت و در رفتن چنان
دوید که ما را هیچ اسپ او را در نیافتی. دیگر آن کسان که با ما بودند
بودند گفتند این آدمی وحشی است. این را نسناس خوانند
اما بباید دانست که او شریف‌ترین حیوان است. بدین
سه چیز که گفته شد ۞

امّا چون در دهور طوال و مرور ایام لطفِ مزاج زیاده
شد. و نوبت بدین درجه رسید که میان عناصر و افلاک
بود. انسان در وجود آمد. هر چه در عالمِ جماد و نبات و
حیوان بود با خویشتن آورد. و قبول معقولات بر آن
زیادت کرد به عقل بر همه حیوانات پادشاه شد و
در تحت تصرف خود آورد از عالم جماد جواهر و زر و سیم
خویش کرد و از آهن و روی و مس و سرب و ارزیز
وعوامل خویش ساخت و از عالم نبات خوردنی و پوشیدنی
و گستردنی ساخت و از عالم حیوان مرکب و حمال کرد و
عالم داروها برگزید. و خود را بدان معالجت کرد. این همه نوا
او را از آنجه رسید که معقولات را بشناخت و بتوسط
معقولات خدای را بشناخت. و خدای را چه
شناخت. بدانکه خود را بشناخت. من عرف نفسه
فقد عرف ربه. پس این عالم به سه قسم آمد یک قسم

اردو ترجمہ

نہ دیا۔ اور جب ہم نے اس کے پاس جانا چاہا
تو بھاگ گیا اور ایسی تیز دوڑی کہ کوئی گھوڑا
بھی اسکو نہیں پاسکتا تھا۔ ہمارے ترک گد ہے
والے تھے انہوں نے کہا کہ یہ جنگلی آدمی ہے اسے
بن مانس کہتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ان تین چیزوں
کی بنا پر جو ذکر کیے گئے بن مانس شریف ترین
جانور ہے۔ پس جب مدت دراز میں زمانہ گذرنے پر
لطف مزاج زیادہ ہوا اور اس کشادگی نوبت آئی
جو زمین اور آسمان کے درمیان تھا تو انسان پیدا
ہوا اور جو کچھ عالم جمادات، نباتات اور حیوانات
میں تھا وہ اپنے ہمراہ لایا اور قبولیت اور معقولات
کی استعداد کا اس پر اضافہ کیا اور عقل کے ذریعہ تمام
حیوانات کا بادشاہ ہو گیا اور سب کو اپنے تحت تصرف
میں لایا اور عالم جمادات میں سے جواہرات اور چاندی
سونے سے اپنی آرائش کی کانسی، سیسہ، تانبہ
لوہا اور رانگ سے اوزار اور برتن بنائے عالم
نباتات میں سے اوڑھنا اور کھانا اور بچھونا بنایا
عالم حیوانات میں سے باربرداری اور سواری کے
جانور حاصل کیے اور تینوں عالموں میں سے دوائیں
انتخاب کیں اور ان دواؤں سے اپنا علاج
کیا۔ اور یہ تمام فوقیت اسکو کس بات سے حاصل ہوئی
اس سے کہ اس نے معقولات کو جان لیا اور معقولات
کے ذریعہ سے خدا کو پہچانا اور اس نے خدا کو کس طرح
جان لیا اس طرح کہ اس نے خود کو پہچانا۔
(اسلئے کہ) جس نے خود کو پہچان لیا تو اس نے خدا کی
بزرگی برتر کو پہچان لیا پس اس دنیا میں انسان
کی تین قسم ہو گئیں ایک قسم تو وہ ہے ۞

احمد حسن سواتی

ست کہ نزدیک است بعالم حیوان چون بیابانیان
و کوہیان کہ خود ہمت ایشان بیش ازان نرسد
کہ تدبیر معاش کنند بجذب منفعت و دفع مضرت
و یک قسم اہل بلاد و مدائن اند کہ ایشان را تمدن
و تعاون و استنباط حرف و صناعات بود و علوم
ایشان مقصور بود بر نظام این شرکتے کہ ہست میان
ایشان تا انواع باقی ماند ۔ باز یک قسم آنند کہ از بینہم
فراغتے دارند لیلاً و نہاراً سراً و جہاراً افکار ایشان
آن باشد کہ ما کیم ۔ و پدید آرندہ ما کیست یعنی کہ
از حقائق اشیا بحث کنند و در آمدن خویش تا ل
و از رفتن تفکر کہ چگونہ آمدہ ایم ۔ و کجا خواہیم رفت
و باز این قسم دو نوع اند یکے نوع آنند کہ
بہ استاد و تعلیم و تکلف و خواندن و نبشتن
بکنہ این ناموس رسند و این را حکما خوانند
و باز نوع آنند کہ بے استاد و نبشتن بنہایت
این فکرت برسند و اینا نوع را انبیا
خوانند ۔ و خاصیت نبی سہ چیز است یکے آنکہ
علوم دانند نا آموختہ و دوم آنکہ از وحی و فہم دا
خبر دہند از طریق مثال و فتیار و سوم آنکہ نفس

اردو ترجمہ

جو عالم حیوانات کے قریب ہے مثلاً جنگلی اور
پہاڑی وحشی آدمی کہ جن کی ہمت اس سے
زیادہ نہیں کہ مفید اور مطلب کی چیزوں کو پاکر
اور نقصان دہ چیزوں سے بچکر کچھ اپنا ذریعہ
معاش تلاش کریں ۔ اور قسم دوم شہروں اور
بستیوں کے رہنے والوں کی ہیں کہ جب جب
شرکت معاشرت اور اشتراک عمل کی اسقرار
موجود ہے اور جو صنعت و حرفت بنا سکتے ہیں
ان کے علوم معاشرت باہمی کے نظام ہی تک محدود
ہیں تاکہ نوع باقی رہے اور تیسری قسم ان لوگوں
کی ہے جو ان تمام باتوں سے چھٹکارا پاسکے ہو
ہیں اور دن رات پوشیدہ اور ظاہری انکا
یہی کام ہے کہ وہ غور کرتے ہیں کہ ہم کون ہیں
اور کس نے پیدا ہوئے ہیں اور ہمارا خدا کون ہے
یعنی حقائق اشیا سے مباحثہ کرتے ہیں اور اپنے
جانے کے متعلق سوچتے ہیں کہ ہم کیونکر آئے
اور کہاں جائیں گے ۔ اور اس قسم کی دو قسمیں
ہیں اول تو وہ ہیں جو استاد کی مدد تعلیم
کی زحمت اور تکلف اور پڑھنے لکھنے کی وجہ
سے اس مقصد کی تہ تک پہنچتے ہیں ۔ ان کو
حکما کہتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں کہ بغیر استاد
اور بغیر پڑھے اس کی آخر تک پہنچ جاتے
ہیں ان کو انبیا کہتے ہیں اور نبی کی تین
صفتیں ہیں ۔ اول تو یہ کہ بغیر تعلیم پائے علم
سے واقف ہو دوسرے یہ کہ آئندہ اور
گذشتہ کی خبر بتائے مگر مثال اور
خیال کے طور پر نہیں ...... ہو کہ اس
کے نفس ....

اردو ترجمہ

پس یہ قوت ہو کہ جس بدن کو چاہے ایک صورت
سے دوسری صورت میں بدل دے اور سوائے
اس شخص کے جو عالم ملائکہ سے ملتا جلتا ہو اور
کوئی نہیں کر سکتا ہیں عالم انسان میں اس سے
بڑھ کر کوئی نہیں ہو سکتا اسکا حکم دنیا کی مصلحت
کے مطابق جاری ہوتا ہے۔ اس لیے جو کچھ ان کے
پاس ہے یہ اسکے علاوہ اس کے پاس اور کچھ ہے
جو ان کے پاس نہیں یعنی تعلق عالم ملائکہ
سے اور اس صفت مزید کو مجملاً نبوت کہتے ہیں
اور مفصل جیسا کہ ہم نے شرح کر کے بیان کیا جب
تک یہ شخص زندہ رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے
جو فرشتے اسکو پہنچاتے ہیں۔ دونوں جہان
کی بہبودی کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتا
ہے اور جب مر کر اس عالم سے چلا جاتا ہے تو اللہ
تعالیٰ کے اشارات اور اپنے قول سے مرتب
کیا ہوا ایک دستور العمل چھوڑ جاتا ہے لازمی طور پہ
پر اس کو قائم مقام کی ضرورت ہے (تاکہ وہ قائم مقام
اس سنت اور شریعت کو قائم رکھے یہ شخص
(نائب نبی) اس جماعت میں سب سے افضل اور
اس زمانہ میں سب سے اکمل ہونا چاہیے تاکہ اس
شریعت کو زندہ رکھے اور اس سنت کو پہنچائے
ایسے امام کہتے ہیں اور ایسا امام مشرق و مغرب
شمال و جنوب کے آخر تک پہنچ
سکتا ہے۔ جو اس کی حفاظت کا اثر
پائیں اور دور دراز تک اور اس
کا امر و نہی . . . .

اورا چنداں قوت بود کہ از ہر جسم کہ خواہد
صورت بر دو صورت دیگر آرد ایں نتواند الا
آنکہ او را با عالم ملائکہ مشابہتے بود پس در عالم
انسان ہیچ ور آئے او نبود۔ و فرمان او
مصالح عالم نافذ بود۔ کہ ہر چہ ایشان دارند او دارد
و زیادتی دارد کہ ایشان ندارند۔ یعنی پیوستن
بعالم ملائکہ و آں زیادتی را بہ مجمل نبوت خوانند
و بتفصیل چنانکہ شرح کردیم۔ تا ایں انسان
زندہ بود مصالح دو عالم بامت ہمی نماید۔ بفرمان
باری عز اسمہ و بواسطہ ملائکہ و چون بانحلال
طبیعت روئے بدآں عالم آرد از اشارات
باری عز اسمہ و از عبارات خویش دستوری
بگذارد۔ قائم مقام خویش (دوبیرا) ناچار باید۔ ہر
آئینہ تا شرع و سنت او برپائے دارد و ایں
کس باید کہ افضل آن جمع و اکمل آن وقت بود
تا ایں شریعت احیا کند و ایں سنت را امضا
نماید۔ و او را امام خوانند۔ و ایں امام بہ آفاق
مشرق و مغرب و شمال و جنوب نتواند رسید
تا اثر حفظ او بہ قاصی و دانی رسد و امر و نہی او بہ

عاقل و جاہل لابد او را نایبان باشند که باطراف
عالم این نوبت ہمی گذارند و از ایشان ہر یکے
را این قوت نباشد که این جملہ بنفس تقریر کنند
لابد سیاست کننده باشد۔ و قاہرے لازم آید آن سائس
و قاہر را ملک خوانند یعنی پادشاه و این نیابت
را پادشاہی پس پادشاه نائب امام ست و
امام نائب پیغامبر و پیغامبر نائب خدای عزوجل
و خوش گفته درین معنی فردوسی ؎
چنان دان که شاہی و پیغمبری ٭ دو گوہر بود در یک انگشتری
و خود سید ولد آدم می فرماید۔ الدین والملک توامان۔
دین و ملک دو برادر ہمزاد اند که در شکل و معنی از
یکدیگر ہیچ زیادت و نقصان ندارند۔ پس بحکم
این قضیت بعد از پیغامبرے ہیچ عملے گران
تر از پادشاہی و ہیچ عملے قوی تر از ملک نیست
پس نزدیکان او کسانے باشند که حل و عقد
عالم و صلاح و فساد بندگان خدا اسے بمشورت
و رائے و تدبیر ایشان باز بسته بود و باید که ہر
یکے از ایشان افضل و اکمل وقت باشند
اما دبیر و شاعر و منجم و طبیب از خواص پادشاه

اردو ترجمہ

جاہل اور عقلمند تک برابر پہنچے، لہذا لازمی
طور پر اسکو قائم مقام چاہئیں۔ تاکہ اطراف
عالم میں یہ کام انجام دیں اور جب ان میں سے
ہر ایک میں اتنی طاقت نہیں ہو سکتی کہ وہ ان
تمام کاموں کو خبر رکھ سکے لہذا لازمی طریقہ پر
ایک سیاست کنندہ اور زبردست والے
کی ضرورت ہے۔ اس سیاست کنندہ اور زبردست
طاقت کو بادشاہ کہتے ہیں اور نیابت کو بادشاہی
پس شہنشاہ نائب امام ہے اور نائب امام پیغمبر
اور پیغمبر نائب خدا ہے کیا خوب فردوسی نے
اس بارے میں کہا خوب کہا ہے ؎ یوں سمجھئے کہ
پیغمبری اور بادشاہی ایک انگوٹھی میں دو نگینہ
ہیں۔ اور خود سردار بنی آدم (صلعم) فرماتے
ہیں کہ الدین والملک توامان ملک اور دین
جوڑواں دو بھائی ہیں۔ جو ظاہر اور باطن میں
ہرگز ایک دوسرے سے کم و بیش نہیں پس اس
فیصلہ کے مطابق پیغمبری کے بعد کوئی بوجھ
بادشاہ سے زیادہ وزن دار نہیں اور کوئی
امور سلطنت سے زیادہ مشکل نہیں پس بادشاہ
کے ہمنشین وہ شخص ہونے چاہئیں کہ خدا کے
بندوں کے معاملات اور ان کی اچھائی برائی کا
انتظام ان کی رائے تدبیر اور مشورہ سے وابستہ
ہو اور ان میں سے ہر ایک شخص اپنے زمانے کا
بہترین اور افضل ہونا چاہیے۔ اب دبیر شاعر
منجم اور طبیب شہنشاہ کے خاص آدمی ہیں

. . . .
. . . .
. . . .

اند۔ و از ایشان چارہ نیست۔ قوام ملک بتدبیر
است۔ و بقای اسم جاودانی بشاعر و نظام
امور به منجم۔ و صحت بدن به طبیب و این
چہار عمل شاق و علم شریف از فروع علم حکمت
است و دبیری و شاعری از فروع علم منطق است
و منجمی از فروع علم ریاضی و طبیبی از فروع علم
طبیعی پس این کتاب مشتمل است بر چہار مقالت
اول۔ در ماہیت علم دبیری و کیفیت دبیر بلیغ
و کامل۔
دوم۔ در ماہیت علم شعر و صلاحیت شاعر۔
سوم۔ در ماہیت علم نجوم و غزارت منجم در آن علم
چہارم۔ در ماہیت علم طب و ہدایت طبیب و
کیفیت او و پس در سر ہر مقالتی از حکمت آنچہ
بدین کتاب لایق بود آوردہ شد و بعد از آن دہ
حکایت طرفہ از نوادر آن باب و از نتایج آن
مقالت کہ آن طبقہ را افتادہ باشد آوردہ
آید تا پادشاہ را روشن شود و معلوم گردد
کہ دبیری نہ خرد کار است۔ و شاعری نہ اندک
شغلی و نجوم علمی ضروری است و طب صناعتی ناگزیر

اردو ترجمہ

اور ان کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ نظام سلطنت
کا قیام دبیر سے ہے اور نام کو ہمیشہ بقا شاعر
سے معاملات کا نظام منجم سے ہے اور بدن کی
صحت طبیب سے اور یہ چاروں دشوار کام
اور علم شریف علم حکمت کی شاخیں ہیں۔ علم
منطق کی شاخیں دبیری اور شاعری ہیں اور
علم ریاضی کی شاخ منجمی ہے اور طبابت علم طبعی
کی۔ پس یہ کتاب چار مقالوں پر مشتمل ہے
پہلا علم دبیری کی حقیقت اور دبیر ماہر کامل
کے بیان میں۔ **دوسرا**۔ علم شعر کی حقیقت
اور شاعر کی صلاحیت کے بیان میں
تیسرا۔ علم نجوم کی حقیقت اور اس علم میں
کمال منجم کے بیان میں۔ **چوتھا**۔ علم طب
کی حقیقت۔ ہدایت طبیب اور اس کی
کیفیت کے بیان میں۔ پس حکمت کی جتنی
باتیں اس کتاب کے قابل تھیں ہر مقالہ
کے شروع میں بیان کیں اور اس کے بعد اس
باب کے نادرات اور اس مقالہ کے عجائبات میں
سے جو باتیں اس گروہ کو پیش آتی ہیں۔ اس کے
متعلق دس حکایتیں عجیب بیان کی گئیں۔
تاکہ شہنشاہ کو ظاہر ہو جائے اور وہ جان
لے کہ دبیری کوئی آسان کام نہیں ہے اور
نہ شاعری کوئی ذرا سی شغل ہے اور نجوم ایک
علم ضروری ہے اور طب ایک
ضروری فن ہے . . . .

و پادشاه خردمند را چاره نیست ازین چهار شخص - دبیر و شاعر و منجم و طبیب ●

مقالهٔ اول

در ماهیت دبیری و کیفیت دبیر کامل و آنچه تعلق بدین دارد

دبیری صناعتی است مشتمل بر قیاسات خطابی و بلاغی منتفع در مخاطباتی که در میان مردم است بر سبیل محاورت و مشاورت - و مخاصمت در مدح و ذم و حیلت و استعطاف و اغرا و بزرگ گردانیدن اعمال و خرد گردانیدن اشغال و ساختن - وجوه عذر و عتاب و احکام وثائق و اذکار سوابق و ظاهر گردانیدن ترتیب و نظام سخن در هر واقعه تا بر وجه اولی و احری ادا کرده آید پس دبیر باید کریم الاصل شریف العرض - دقیق النظر عمیق الفکر - ثاقب الرای باشد - و از اد

اردو ترجمہ

اور عاقل بادشاہ کے لیے یہ چاروں آدمی دبیر - شاعر - نجومی - اور طبیب ناگزیر ہیں

مقالہ اول

دبیری کی حقیقت، دبیر کامل کی کیفیت اور اس فن کے تعلقات کے بیان میں - دبیری وہ فن ہے جو خطابت و بلاغت و قیاسات پر شامل ہے اور ان خطابات میں کام آتا ہے جو لوگوں میں بطور بول چال - دشمنی، تعریف، مذمت، تدبیر، مشورہ، دلجوئی، برانگیختگی، اعمال کو بڑا کر کے دکھانے، اشغال کو چھوٹا ظاہر کرنے، معذرت اور خفگی کے اسباب پیدا کرنے۔

عہدوں کے مضبوط کرنے، گذشتہ باتوں کو یاد دلانے، اور ہر واقعہ میں تنظیم و ترتیب کلام کے اظہار میں پیش آتے ہیں۔ تاکہ ہر بات اور اچھے طریقے سے ادا کی جائے لہذا دبیر کو بزرگ اصل۔ شریف آبرو باریک بین عمیق الفکر اور روشن رائے ہونا چاہیے۔

وثمرات آن قسم اکبر و حظ او فر نصیب او رسیده
باشد۔ و از قیاسات منطقی بعید و بیگانه نباشد
و مراتب ابنای زمانه شناسد و مقادیر اهل
روزگار داند۔ و بحطام دنیاوی و مزخرفات آن
مشغول نباشد و بتحسین و تقبیح اصحاب اغراض و
ارباب اغماض التفات نکند و غره نشود۔ و عرض
مخدوم را در مقامات ترسل از مواضع نازل و
مراسم خامل محفوظ دارد و در اثنای کتابت و
مساق ترسل برارباب حرمت و اصحاب حشمت
نستیزد۔ و اگرچه میان مخدوم و مخاطب او مخاصمت
باشد او قلم نگاه دارد و در عرض او وقیعت نکند
الا بدانکس که تجاوز حد کرده باشد۔ و قدم حرمت
از دائرۂ حشمت بیرون نهاده که واحدة
بواحدة والبادی اظلم۔ و در عنوانات
طریق اوسط نگاه دارد۔ و بهرکس آن نویسد که اصل
و نسب و ملک و ولایت و لشکر و خزینۂ
او بر آن دلیل باشد الا کسے که درین باره مفتاتی
نموده باشد۔ و تکبرے کرده و خرده فرد گذاشته
و انبساطے فزوده که خرده آن را موافق مکاتبت

اردو ترجمہ

اور اس کے نتائج کا بڑا حصہ اور کامل بہرہ
اس کے حصہ میں آیا ہو اور قیاسات منطقی
سے بھی ناواقف اور بیگانہ نہ ہو۔ اور
زمانہ کے لوگوں کے مرتبہ پہچانتا ہو اور اہل
زمانہ کا اندازہ لگاتا ہو۔ دنیا کے حقیر
مال اور دنیاوی زینت رکھنے والی
چیزوں کی طرف راغب نہ ہو۔ غرض
رکھنے والوں کی مذمت اور چشم پوشی
کرنے والوں کی تعریف پر غور نہ کرے اور
ان کی باتوں سے دھوکہ میں نہ آجائے
مکاتب کے وقت مقامات پستی اور
گمنامی کے کام سے اپنے آقا کی آبرو بچائے
مکاتبت کے دوران اور اثنا مراسلت
میں ارباب عزت سے جھگڑا نہ کرے
اگرچہ اس کے آقا اور مخاطب کے
درمیان دشمنی ہی کیوں نہ ہو۔ مگر وہ
اپنے قلم کو روک دے مگر اس کی تذلیل
نہ کرے لیکن جو شخص اپنی حد سے باہر
ہوگیا اور جس نے حرمت کا قدم حیثیت کے
دائرہ سے باہر رکھا ہو اس کی تذلیل کی
جاسکتی ہے کیونکہ جیسے کو تیسا۔ (مسلم) ہے مگر
ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہوتا ہے۔ آداب
و القاب میں میانہ روی کا لحاظ رکھے جس کا
وہ اپنے اصل اور نسب ملک و سلطنت
لشکر اور خزانہ کے اعتبار سے سزاوار ہو لیکن
جس شخص نے اس بارے میں (یعنی حسب حیثیت
تحریر میں) مفت انتر کیا ہو غرور سے کام لیا ہو حد یا
امور میں فروگذاشت کی ہو یا اس درجہ کھل گیا ہو
پیشنے کے نزدیک اصول مکاتبت ....

نه شمرد ملائم مراسلت نداند. درین موضع دبیر را
دستوری است و اجازت که قلم بردارد و قدم
درگذارد. و درین مهم بافصحای غایت و منتها
نهایت برسد که اکمل انسان و افضل بشان
صلوات الله وسلامه علیه می فرماید که
اَلتَّکَبُّرُ مَعَ الْمُتَکَبِّرِ صَدَقَةٌ. والبته نگذارد
که هیچ غباری در فضای مکاتبت از هوای
مراسلت بر دامن حرمت مخدوم او نشیند.
و در سیاقت سخن آن طریق گیرد که الفاظ متابع
معانی آید. و سخن کوتاه گردد. که فصحای عرب گفته
اند. خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ. زیرا که هرگاه
که معانی متابع الفاظ افتد. سخن دراز شود. و کاتب
را مکثار خوانند و المکثار مهذار. اما سخن دبیر
بدین درجه نرسد. تا از هر علم بهره ندارد و از
هر استاد نکته یاد نگیرد. و از هر حکیم لطیفه
نشنود. و از هر ادیب طرفه اقتباس نکند. پس بعادت
باید کرد بخواندن کلام رب العزة و اخبار مصطفی
و آثار صحابه و امثال عرب و کلمات عجم و مطالعه
کتب سلف و مناظره صحف خلف چون ترسل

اردو ترجمہ

(مراسلت کے مطابق و مناسب نہ ہو۔
اسکے ساتھ مراسلت میں حفظ مراتب کی
ضرورت نہیں (بلکہ اس جگہ پر دبیر کو اختیار
اور اجازت ہے کہ قلم اٹھالے اور قدم بڑھالے
اور اس راستے (یعنی مخاطب کے ساتھ اظہار
غرور میں) حد اور انتہا کر دے اس لیے کہ
کامل ترین انسان اور فاضل ترین بشر
(یعنی محمد صلعم) انپر خدا کی رحمت اور سلامتی
ہو) نے فرمایا ہے کہ مغرور کے ساتھ غرور درست
ہے ہرگز ایسا نہ ہونے دے کہ سیاہی تحریر یا
ہوائے خط وکتابت سے کسی قسم کا غبار اسکے
آقا کے دامن عزت پر بیٹھے اور کلام
کی روش میں وہ طریقہ اختیار کرے کہ
الفاظ معانی کے تابع ہوں اور کلام
مختصر ہو جائے کیونکہ فصیحان عرب نے
کہا ہے کہ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور
مفہوم پر دال ہو۔ اس لیے کہ جب معانی
الفاظ کے ماتحت ہوں گے تو کلام طولانی
ہو جائے گا اور ایسا منشی زیادہ گو کہلاتا ہے
اور مثل مشہور ہے کہ زیادہ گو بیہودہ گو لیکن دبیر کا
کلام اسوقت تک اس درجہ پر نہیں پہنچتا جبتک
کہ وہ ہر علم سے واقف ہو اور ہر استاد کے کچھ
نکات یاد کر لے اور ہر حکیم کے کچھ لطائف
نہ سنے اور ہر ادیب کی کچھ نادر باتیں اقتباس نہ کرے
پس کلام الہی و حدیث نبوی و حالات صحابہ اور اشعار
اہل عرب و کلمات اہل فارس کے پڑھنے سے اور
کی کتابیں دیکھنے اور متاخرین کی تصانیف
. . . .

صاحب و صابی و قابوس و الفاظ حمادی و
امامی و قدامۃ بن جعفر و مقامات بدیع و
حریری و حمیدی و توقیعات بلعمی و احمد حسن
و ابو النصر کندری و نامہاے محمد عبدہ و عبدالحمید
و سید الرؤساء و مجالس محمد منصور و ابن عبادی
و ابن النسابۃ العلوی و از دواوین عرب دیوان
متنبی و ابیوردی و غزی و از شعر عجم اشعار
رودکی و مثنوی فردوسی و مدایح عنصری ہر یکے
از اینہا کہ بر شمردم در صناعت خویش بیہمتا و وحید
بودند و وحید وقت و ہر کاتب کہ این کتب
دارد و مطالعۂ آن فرو نگذارد۔ و خاطر را تشحیذ
کند و دماغ را صقال دہد۔ و طبع را افروزد۔
و سخن را بالا کشد و دبیر بدو معروف شود۔ اما چون
قرآن داند بیک آیت از عہدہ و لایتے بیرون آید
چنانکہ اسکافی

اردو ترجمہ

مثلاً صاحب (اسمٰعیل ابن عباد) صابی اور
قابوس کی نظم و کتابت حمادی و امامی اور
قدامہ ابن جعفر کی انشا الحریری، بدیع
الزمان ہمدانی اور ابوبکر حمید الدین) کے
مقامات بلعمی احمد حسن اور ابو النصر کندری
کی توقیعات محمد عبدہ، عبدالحمید و سید الرؤسا
کے خطوط محمد منصور ابن عبادی اور ابن النسابۃ
العلوی کی مجالس کے دیوانات میں سے
متنبی، ابیوردی، اور غزی کے دیوان فارسی
کلام میں سے رودکی غزلیات۔ فردوسی
کی مثنوی۔ اور عنصری کی مدح ہنا ند
کا مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے
کیونکہ جو شخص ہم نے بتائے ہیں ان
میں سے ہر ایک اپنے فن میں اکیلا
اور زمانہ میں یکتا تھا جس منشی کے
پاس یہ کتابیں ہوں اور ان کا مطالعہ
چھوڑے تو وہ خیال کو نکھارتا ہے
اور ان کو جلا دیتا ہے۔ طبیعت
اور کلام کو بلند کرتا اور اسی
سے دبیر مشہور ہو جاتا ہے اور اگر
قرآن جانتا ہو تو ایک ہی آیت سے
دنیا بھر کی ذمہ داری سے سبکدوش
ہو جاتا ہے۔ مثلاً اسکافی

حکایت ۱

اسکافی دبیرے بود از جملۂ دبیران آل سامان

حکایت

اسکافی آل سامان رحمہم اللہ کے دبیروں
میں سے ایک دبیر تھا . . . . . .

رحمهم اللہ. و آن صناعت نیکو آموختہ بود. و بر شواہق
نیکو رفتے. و از مضائق نیکو بیرون آمدے. و در
دیوانِ رسالت نوح بن منصور محرّری کردے.
مگر قدر او نشناختند. و بقدرِ فضل او را
ننواختند. از بخارا بہراتِ رفت بنزدیک
البتگین و البتگین ترکی خردمند بود و ممیز او را عزیز
کرد. و دیوانِ رسالت بدو تفویض فرمود و کار
او گردان شد. و بسببِ آنکہ نوخاستگان
درحضرت پدیدار آمدہ بودند. برقدیمان استخفاف
ہمی کردند. و البتگین تحمل ہمی کرد. و آخر کار او بعصیان
کشید. باستخفافے کہ درحق او رفتہ بود. باغرا
جماعتے کہ نوخاستہ بودند و امیر نوح از بخارا را
بزاولستان بنوشت تا سبکتگین با آن لشکر بیاید
و سیمجوریان از نیشاپور بیایند و با البتگین مقابلہ و مقاتلہ
کنند. و آن حرب سخت معروف است. و آن
واقعۂ صعب مشہور. پس از آنکہ آن لشکرہا بہرات
رسیدند. امیر نوح علی بن محتاج الکشانی را کہ حاجب
الباب بود با البتگین فرستادہ نامۂ چون آب و آتش
مضمون او ہمہ وعید و مقرون او ہمہ تہدید. صلح

اردو ترجمہ

اور اپنے فن میں خوب ہوشیار تھا بلندیوں
پر پہنچتا اور مشکلات سے خوب عہدہ
برا ہوتا نوح بن منصور کے دیوان
رسائل میں محرری کرتا تھا. مگر اس
کی قدر نہ جانی اور اس کی فضیلت
کے مطابق اس پر نوازش نہ کی، لہذا
وہ بخارا سے البتگین کے پاس ہرات
چلا گیا اور البتگین ایک نہایت دانشمند
اور مردم شناس ترک تھا اس
نے اس کی بہت عزت کی اور دیوان
رسالت اس کے سپرد کر دیا. اسکا ہی
کے دن پلٹے چونکہ دربار میں نئے امرا
کو رسوخ حاصل ہو گیا تھا اور یہ لوگ
امرائے قدیم کی تحقیر کرتے تھے. البتگین
کچھ عرصہ تک تو برداشت کرتا رہا مگر
آخر کار نوخاستوں کے ورغلانے سے
دربار شاہی اس کی جو تحقیر ہوئی تھی.
اسواسطے وہ بغاوت کرنے پر آمادہ
ہو گیا. اور امیر نوح نے بخارا سے
زابلستان کو لکھا کہ سبکتگین فوج کے ہمراہ
آئیں اور سیجوری نیشاپور سے آئیں اور البتگین
سے مصروف پیکار ہوں. یہ جنگ نہایت
معروف اور شدید معرکہ مشہور ہے پس جب
یہ فوجیں ہرات پہنچ گئیں تو امیر نوح
نے علی بن محتاج الکشانی ناظر دربار کو
البتگین کے پاس خط لیکر بھیجا جو آگ پانی کی
مانند تھا سر بسر دہمکیاں سرا پا تہدید
صلح کی . . . .

اردو ترجمہ

گنجائش نہ چھوڑی اور مصالحت کی راہ
بند کر دی جیسے کوئی رنجیدہ آقا دور
سے ایسے محل اور ایسے نازک موقعہ پر
خطادار غلاموں کو لکھتا ہے۔ سارا خط
اسی سے پر تھا کہ آتا ہوں مار ڈالوں گا
چھین لوں گا جب حاجب ابوالحسن علی
بن محتاج الکشانی نے خط پیش کیا اور
پیغام کہا، اور کوئی بات باقی نہ چھوڑی تو
التگین آزردہ تو تھا ہی اور آزردہ ہو گیا
جھنجھلا کر بولا (بیشک) میں اس کے باپ
کا خادم ہوں مگر جب میرا آقا عالم فانی سے
عالم جاودانی کو سدھارا تو اس کو میرے
سپرد کیا۔ مجھے اس کے سپرد نہیں کیا اور اگرچہ
حسب ظاہر مجھے اس کی فرمانبرداری کرنی
چاہیے لیکن جب تم بات کی تہ کو پہنچو تو
نتیجہ اس کے مطابق نکلے گا کہ میرا بڑھاپا
ہے اور اس کی جوانی کے دن جو شخص اسی
اس کام کے لئے بھڑکاتے ہیں وہ اس حکومت
کے دشمن ہیں خیر اندیش نہیں اور اس خاندان
کے بیخ کن ہیں۔ ہوا خواہ نہیں اور نہایت رنج
کیساتھ اسکافی کو ہدایت کی کہ خط کا جواب
لکھنے کے ذلیل و تحقیر میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا
اور میں یہ چاہتا ہوں کہ خط کا بہت ہی جلد جواب
لکھو پس اسکافی نے علم بردانستہ جواب لکھا پہلے
لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے نوح تو نے ہم کو
فنا دکھایا اور جھگڑے کو بہت طول دیا اچھا تو
کر انہیں سچا ہے اور پھر بات کی تو ہمکو جگہ دینا ہے تو
کر کے دکھا جب امیر خراسان نوح . . . .

را مجال نه گذاشته. و آشتی را سبیل رها کرده
چنانکه در چنین واقعهٔ و در چنین واهیه خداوند ضجر
قاصی به بندگان عاصی نویسد. همه نامه پُر از آنکه
بیایم و بگیرم و بکشم چون حاجب ابوالحسن علی بن محتاج
الکشانی نامه عرضه کرد و پیغام بگفت و هیچ باز نگرفت
التگین آزرده بود و آزرده تر شد. بر آشفت و
گفت من بندهٔ پدر اویم. اما در آن وقت که
خواجهٔ من از دار فنا بدار بقا تحویل کرد. او را بمن سپرده
نه مرا بدو و اگرچه از روے ظاهر مرا در فرمان او
همه باید بود اما چون این قضیت را تحقیق کنی نتیجه
برخلاف این آید که من در مراحل شیب و او در منازل
شباب و آنها که او را برین بعث همی کنند. ناقض
این دولت اند نه ناصح و هادم این خاندان اند
نه خادم و از غایت زعارت باسکافی اشارت
کرد که چون نامه جواب کنی. از استخفاف هیچ باز نگیری
و بر پشت نامه خواهم که جواب کنی پس اسکافی بر بدیهه
جواب کرد و اول بنوشت بسم الله الرحمن الرحیم
یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فأتنا بما تعدنا ان
کنت من الصادقین چون نامه بامیر خراسان نوح

بن منصور رسید. آن نامه بخواند تعجبها کرد و خواجگان
دولت حیران فرو ماندند و دبیران انگشت بدندان
گزیدند. چون کار البتگین یکسو شد اسکافی متواری
گشت و ترسان و هراسان همی بود تا یک نوبت
که نوح کس فرستاده و او را طلب کرد و دبیری بدو
داد و کار او بالا گرفت. و درمیان اهل قلم منظور
و مشهور گشت اگر قرآن نیکو ندانستی دران واقعه
بدین آیت نرسیدی و کار او ازان درجه بدین غا
نه کشیدی

حکایت

چون اسکافی را کار بالا گرفت. در خدمت امیر
نوح بن منصور متمکن گشت. و ماکان کاکوی در
کوهستان عصیان آغاز کرد و سر از ربقهٔ اطاعت
بکشید. و عمال بخوار و سمنک فرستاد و چند شهر از
کومش بدست فرو گرفت. و نیز از سامانیان یاد
نکرد. نوح بن منصور بترسید از آنکه او مردی
سهمگین و کافی بود. و بتدارک حال او مشغول گشت

اردو ترجمہ

بن منصور کے پاس خط پہنچا تو اس نے اسکو
پڑھا اور نہایت متعجب ہوا امرائے
دولت ششدر رہ گئے اور دبیران
انگشت بدندان ہوئے البتگین کا معاملہ
یکسو ہونے پر اسکافی پوشیدہ ہوگیا اور
ڈرتا کانپتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک
مرتبہ نوح نے اس کے پاس آدمی بھیجا
اور اسے طلب کیا اور دبیری اس کے
سپرد کی اسکافی کو سربلندی حاصل ہوئی
اور وہ اہل علم میں ممتاز اور مشہور ہوگیا
اگر وہ قرآن سے اچھی طرح واقف نہ ہوتا
تو اس واقعہ میں اس آیت تک اس کی
رسائی نہ ہوتی اور اس کا رتبہ اس درجہ
سے اس مرتبہ پر نہ پہنچتا۔

حکایت:۔ جب اسکافی کو وقار
حاصل ہوا اور امیر نوح بن منصور کی خدمت
میں اس کے قدم جم گئے۔ ماکان ابن کاکو
نے اور کوہستان میں بغاوت شروع
کی اور اطاعت کے دائرہ سے سر کھینچ
لیا خوار اور سمناک میں اپنے کارندے
بھیجے کومس کے چند شہروں پر قابض
ہوگیا اور سامانیوں کا بھی کچھ خیال نہ کیا
نوح ابن منصور ڈرا اس لئے کہ ماکان
ایک خوفناک اور قابل آدمی تھا۔ اور
اس معاملہ کے سرانجام میں مصروف
ہوا ....

اردو ترجمہ

سپہ سالار تاش کو سات ہزار سواروں
کے ساتھ ماکان کو لڑنے کے لیے مقرر کیا
تاکہ جائے اور اس فتنہ کو دبا دے۔ اور
اس دشوار کام کو جسطرح مناسب سمجھے سر کرے
کیونکہ غلام نہایت عقلمند اور سمجھدار آدمی
تھا۔ پیچیدہ مشکلات میں کود پڑتا اور ہوشیاری
سے صاف نکل آتا۔ لڑائی میں فتحیاب رہتا اور
کبھی کسی معاملے میں بے نیل مرام واپس نہ
ہوتا تھا اور جنگ میں کبھی شکست نہ کھائی
تھی جب تک زندہ رہا سامانیوں کی حکومت
نہایت بارونق رہی اور وہ صد درجہ سرسبز
رہی۔ پس اس معاملے میں امیر نہایت متفکر و
متردد تھا۔ کسی کو بھیجا اور اسکافی کو بلایا
اور علیحدگی میں اس سے کہا کہ میں اس واقعہ
سے نہایت پریشان ہوں۔ اسلئے کہ ماکان
بہت دلاور شخص ہے اور مردانگی اور شجاعت
کے ساتھ ہی ساتھ قابلیت اور سخاوت بھی
رکھتا ہے۔ دیلمیوں میں اس جیسے بہت کم ہونگے
چاہیے کہ تم غلام کیساتھ مل کر کام کرنا اور اس
موقع پر اگر فوج کشی میں اس سے خلل دیکھنا میں
خود نیشاپور میں پڑاؤ کروں گا تاکہ پیچھے سے
فوج کو مدد پہنچ سکے اور دشمن کا دل
ٹوٹ جائے۔ ہر روز ایک مختصر خط
ایک تیز رفتار قاصد کے ہاتھ بھیجتے رہنا جو
واقعات پیش آئے ہوں ان کا حال
اس خط میں لکھدیا کرنا۔۔۔۔

...... [illegible]

و تاش سپهسالار را با هفت هزار سوار مجرب او نامزد
کرد که برود و آن فتنه را فرو نشاند. و آن شغل
گران از پیش برگیرد. و بران وجه که مصلحت بیند. که تاش
غلام خردمند بود و روشن رائے و در مضائق نیک
درآمدے و چابک بیرون رفتے و پیروز جنگ
بودے. و از کارها هیچ بی مراد باز نگشته بود و از جنگها
هیچ شکسته نیامده بود. و تا او زنده بود ملک بنی سامان
رونقے تمام و کار ایشان طراوتے قوی داشت
پس درین واقعه امیر عظیم مشغول دل بود و پریشان
خاطر کس فرستاد و اسکافی را بخواند. و با او بخلوت
بنشست و گفت من ازین شغل عظیم سراسیمه که ماکان
مردے دلیر است و با دلیری و مردی کفایت دار
و جود هم و از دیالمه چون او کم افتاده است
باید که با تاش موافقت کنی و هرچه درین
واقعه از لشکر کشی برود سے فرو شود تو با یاد او فرو
دهی و من بنشاپور مقام خواهم کرد تا پشت لشکر
بمن گرم گردد و خصم شکسته دل شود باید که هر روز
مشرعے با ملطفه از آن تو بمن رسد. و هرچه رفته باشد
نکتت از آن بیرون آورده باشی. و در آن ملطفه

ثبت کرده چنانکه تسلی خاطر آید. اسکافی خدمت کرد
وگفت فرمانبردارم. پس دیگر روز تاش رایات
بگشاد و کوس بزد و بر مقدمه از بخارا برفت واز
جیحون عبره کرد با هفت هزار سوار و امیر با باقی لشکر
در پئے او به نیشاپور بیامد. پس امیر تاش رو لشکرا خلعت
بداد و تاش درکشید و به بیهق درآمد و بکومش بیرون
شد و در رے بری نهاد با عزمے درست و حزمے
تمام و ماکان با ده هزار مرد حربی زره پوشیده بر در ری
نشسته بود بری استناد کرده تا تاش برسید و از
شهر بر گذشت و در مقابل او فرود آمد. و رسولان
آمد و شد گرفتند ا بر هیچ قرار نگرفت. که ماکان مغرور
گشته بود و بدان لشکر دل انگیز که از هر جائے فراهم
آورده. پس بران قرار گرفت. که مصاف کنند.
و تاش گرگ پیر بود. و چهل سال سپهسالاری کرده
بود. و از آن نوع بسیار دیده چنان ترتیب کرد.
که چون دو لشکر در مقابل یکدیگر آمدند و ابطال
و شداد لشکر ماوراء النهر و خراسان از قلب. حرکت
کردند نیمے از لشکر ماکان بجنگ دست کشادند و باقی
حرب نکردند و ماکان کشته گشت. تاش بعد از آنکه

اردو ترجمہ

تاکہ مجھکو تسلی رہے اسکافی نے تعظیم بجا لایا
اور عرض کیا کہ حکم کی تعمیل کروں گا پس
دوسرے دن تاش نے علم کھولے نقارہ
بجایا اور بخارا سے مجانب جنگ کو روانہ
ہو گیا اور اپنے سات ہزار سوار و
سمیت دریائے جیحوں کے پار اتر گیا
اور باقی فوج اسکے ہمراہ غلام کے پیچھے
پیچھے نیشاپور پہنچی اور فوج اور غلام کو
خلعت دی تاش کوچ کرکے بیہق میں
آیا اور کومش میں جا نکلا اور نہایت
ہوشیاری اور مضبوط ارادہ سے کیا تھا
رے کی جانب متوجہ ہوا ماکان دس ہزار
پوش فوج لیکر رے کے دروازے
پر جا بیٹھا تھا اور رے کو قائم لشکر بنایا تھا
یہاں تک کہ غلام پہنچ گیا اور شہر سے گذر
کر ماکان کے مقابل ڈیرا ڈالا قاصد گئے
گئے مگر کچھ طے نہیں ہوا۔ اس لئے کہ ماکان
اب دلاور فوج کے بل پر جو اس نے جابجا
اکٹھی کی تھی مغرور ہو گیا تھا آخر یہی فیصلہ
ہوا۔ کہ لڑائی ہو۔
تاش بڑا پرانا گھاگ تھا چالیس سال سپہسالاری
کی تھی اور اس قسم کے واقعات بہت دیکھے تھے
ایسی تدبیر کی کہ جب دونوں لشکر مقابل ہوئے
اور ماوراء النہر و خراسان کی فوجوں کے تیغ
آزما قلب لشکر سے چلے تو ماکان کی آدھی
فوج مصروف پیکار ہوئی۔ اور باقی
نہ لڑی ماکان مارا گیا۔ . . . .

ازگرفتن وبستن وکشتن فارغ شد روئے باسکافی کرد وگفت. کبوتر باید فرستاد بر مقدمه تا از پے او مسرع فرستاده شود اما جملهٔ وقائع را بیک نکته باز باید آورد. چنانکه بر ہمگی احوال دلیل بود. وکبوتر بتواند کشید. ومقصود بحاصل آید. پس اسکافی دو انگشت کاغذ برگرفت وبنوشت اَمَّا مَا کَانَ فَصَارَ کَاسْمِهٖ وَالسَّلَامُ. ازین ما مائے نفی خواست وازکان فعل ماضی تا پارسی چنان بود. که ما کان چون نام خویش شد. یعنی نیست شد چون این کبوتر به امیر نوح بن منصور رسید. از ان فتح چندان تعجب نه کرد که ازان لفظ و اسباب ترفیہ اسکافی تازه فرموده گفت چنین کس فارغ دل باید. تا بہ چنین نکتها برسد

اردو ترجمه

غلام جب لوٹ مار گرفتاری سے فارغ ہوا تو اسکافی سے مخاطب ہوکر کہا کہ پہلے روز نامہ کبوتر بھیجنا چاہیئے۔ تاکہ اس کے پیچھے ایک تیز پے روانہ کیا جائے مگر کل روداد کارزار ایک ہی جملہ میں اسطرح ادا کرنی چاہیئے کہ تمام حالات کو ظاہر کرسکے اور کبوتر لیجا بھی سکے اور مطلب حاصل ہو جائے پس اسکافی نے دو انگل کا غذ لیا اور لکھا اَمَّا مَا کَانَ فَصَارَ کَاسْمِهٖ. وَالسَّلَام۔ اس "ما" سے کہ نفی مراد لیا اور "کان" سے فعل ماضی جب کی فارسی یہ ہوئی کہ "ماکان" اپنے نام کی طرح ہوگیا۔ یعنی نابود ہوگیا جب یہ کبوتر امیر نوح بن منصور کے پاس پہنچا۔ تو وہ اس فتح سے اتنا متعجب نہ ہوا جتنا کہ اس لفظ سے اسکافی کی آسودہ حالی کے سامان بڑھائے اور کہا کہ ایسے شخص کو فارغ البال رہنا ہے تاکہ ایسی باریکیاں پیدا کرے۔

حکایت ۳

ہر صناعت که تعلق بتفکر دارد صاحب صناعت باید که فارغ دل ومرفه باشد که اگر بخلاف این بود سہام فکر او متلاشی شود وبر ہدف صواب بجمع نیاید. زیرا که جز بجمعیت خاطر بچنان کلمات

حکایت۔ جو فن کہ غور وفکر سے تعلق رکھتا ہے اس فن والے کو فارغ البال اور آسودہ حال ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ اگر اس کے خلاف ہوگا تو اس کی فکر کا تیر خطا ہو جائے گا۔ اور صحیح نشانہ پر نہ بیٹھیگا کیونکہ جمعیت خاطر کے بغیر ایسے کلمات

باز نتوان خورد آوردہ اند کہ یکے از دبیران خلفائے عباسیہ
رضی اللہ عنہم بہ والی مصر نامہ مے نوشت۔ و خاطر جمع
کردہ بود۔ و در بحر فکرت غرق شدہ و سخن مے پرداخت
چون درِ ثمین و بارِ ثمین ناگاہ کنیزکش در آمدہ گفت
آرد نماند۔ دبیر چنان شوریدہ طبع و پریشان خاطر
گشت کہ آن سیاقت سخن از دست بداد و بدان
صفت منفعل شد کہ در نامہ بنوشت کہ آرد نماند چنانکہ
آن نامہ را تمام کرد و پیش خلیفہ فرستاد و ازین
کلمہ کہ نوشتہ بود ہیچ خبر نداشت۔ چون نامہ بخلیفہ
رسید و مطالعہ کرد۔ چون بدان کلمہ رسید۔ حیران فرو
ماند و خاطرش آنرا ہیچ حمل نتوانست کرد کہ سخت
بیگانہ بود۔ کس فرستاد و دبیر را بخواند۔ و آن
حال باز پرسید دبیر خجل گشت۔ و براستی آن
واقعہ را درمیان نہاد خلیفہ عظیم عجب داشت و
گفت اوّل این نامہ را بر آخر چندان فضیلت و
رجحان است کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ را بر تَبَّتْ یَدَاۤ
اَبِیْ لَهَبٍ دریغ باشد خاطر چون شما بلغاء را بدست
غوغائے ما یحتاج باز دادن و اسباب ترفیہ
او چنان فرمود کہ امثال آن کلمہ دیگر ہرگز بگوش

اردو ترجمہ

تنگ بیٹھنا محال ہے کہتے ہیں کہ خلفائے
عباسیہ رضی اللہ عنہ کا ایک دبیر مصر کے
بادشاہ کو خط لکھ رہا تہا۔ دلجمعی کے ساتھ
فکر کے دریا میں غرق تہا بیش بہا لآلی اور انمول
موتی جیسے کلمات سجا رہا تہا کہ یکایک اسکی
لونڈی آئی اور کہا کہ آٹا نہیں رہا دبیر
اسقدر پراگندہ خاطر ہوا۔ اور اس کے خیالات
ایسے منتشر ہوئے کہ وہ پیرایۂ کلام اس کے
ہاتھ سے جاتا رہا اور اسدرجہ متاثر ہوا اور
خط میں لکھدیا کہ آٹا نہیں رہا چنانچہ اس خط
کو ختم کرکے خلیفہ کے پاس روانہ کردیا اور یہ
کلمہ جو لکھدیا تہا اس کی اسے کچھ بھی خبر نہ تھی۔
جب وہ خط خلیفہ کے پاس پہنچا اور خلیفہ نے پڑہا
اور جملہ پر پہنچا تو حیران رہ گیا اس کی سمجھ میں
اس جملے کے معنی ہی کچھ نہ آئے اسلئے کہ نہایت
بے جوڑ تہا آدمی بھیجکر دبیر کو بلایا اور وہ کیفیت
اس سے پوچھی۔ دبیر بہت شرمندہ ہوا
اور سچ سچ سارا واقعہ بیان کیا خلیفہ
نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ اس خط کے
ابتدائی حصّہ کو اس کے آخری جزء پر وہی
فضیلت و ترجیح حاصل ہے جو سورہ قل ہو اللہ
کو سورہ تبت یدا پر۔ تم جیسے ادیبوں کے
دل کو معاش کی کشمکش میں مبتلا کرنا افسوس
کی بات ہے اور اس کی آسودہ حالی
کے ایسے ایسے سامان مہیا کیے کہ
پھر ویسا کلمہ ہرگز اس کے کان تک
. . . .
. . . .

او فرو نشد ـ لاجرم آنچنان گشت که معانی گشت دو کون را در دو لفظ جمع کردی ـ

حکایت ۴

صاحب کافی اسماعیل بن عباد الرازی وزیر شهنشاه بود ـ و در فضل کمالے داشت و ترسل و شعر او برین دعوی دو شاهد عدل اند و حاکم را و نیز صاحب مردی عدلی مذهب بود و عدلی مذهبان بغایت متنسک و متقی باشند و روا ندارند که مومنے بخصمی یک حبه دانه در دوزخ بماند و خدم و حشم و عمال او بیشتر آن مذهب داشتندے که او داشت و قاضی بود به قم از دست صاحب که صاحب را در نسک و تقوی او اعتقادے بود راسخ و یک یک بر خلاف این از وے خبر میدادند و صاحب را استوار نمے آمد ـ تا از ثقات اهل قم دو مقبول القول گفتند ـ که زمان خصومت که میان فلان و بهمان بود ـ قاضی پان صد دینار رشوت

اردو ترجمہ

نہ پہنچا لازمی طور پر اسکا نتیجہ یہ ہوا ـ کہ وہ پھر دو لفظوں میں دونوں عالم کے معانی پیدا کر دیا کرتا تھا ـ

حکایت

صاحب اسماعیل بن عباد الملقب بہ کافی ساکن رے شہنشاہ کا وزیر تھا ـ اور فاضل کامل تھا اس کی انشا اور شاعری اس دعوے کے دو منصف گواہ اور دو سچے سچ ہیں مذہبا وہ معتزلی تھا اور معتزلی نہایت پرہیزگار اور متقی ہوتے ہیں ان کے نزدیک یہ جائز ہی کہ ایک مومن ذراسی معصیت کے پاداش میں ہمیشہ دوزخ میں رہے اس کے بہت سے نوکر چاکر اور کارندوں کا بھی وہی مذہب تھا جو اسکا تھا شہر قم میں صاحب ہی کا مامور کیا ہوا ایک قاضی تھا جس کے زہد اور تقوی کا صاحب بہت معتقد تھا حالانکہ یکے بعد دیگرے سبھی نے اس کے خلاف بیان کیا مگر صاحب کو اعتبار نہ آتا تھا ـ

یہاں تک کہ قم کے دو ثقہ اور معقول آدمیوں نے بیان کیا کہ جس وقت فلاں فلاں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا ـ تو قاضی نے پانچ سو دینار رشوت لی تھی . . . .

. . . .

بستد صاحب را عظیم منکر آمد بدو وجه یکی از کثرت رشوت و دوم از دلیری و بیدیانتی ۔ قاضی حالے قلم برگرفت و بنوشت بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ...
أَيُّهَا الْقَاضِي بِقُم فَقَدْ عَزَلْنَاكَ فَقُمْ و فضلا دانند و بلغا شناسند که این کلمات در باب ایجاز و فصاحت چه مرتبه دارد و لاجرم از آن روز باز این کلمه را بلغا و فصحا بر دلها می نویسند ۔ و بر جانها همی نگارند ٭

اردو ترجمہ

صاحب کو یہ بات دو وجہ سے ناگوار گذری اول تو کثرت رشوت کے باعث دوسرے قاضی کے جرأت اور بے دیانتی کے سبب فوراً قلم اٹھا کر لکھا ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے قاضی قم ہم نے تجھے معزول کیا جا اپنا راستہ لے فضلا جانتے ہیں اور بلغا سمجھتے ہیں یہ کلمات بحیثیت اختصار و فصاحت کس پایہ کے ہیں لازمی طور پر اسوقت سے فصحا و بلغا اس کلمہ کو دلوں پر لکھتے ہیں اور جانوں پر نقش کرتے ہیں ۔

حکایت ۵

ملتان شهریست از دیار سند از اعمال غزنین و امروز میان ایشان و کفار کوہے است بلند و پیوسته خائف باشند از تاختن و شبیخون کفار اما ملتانیان مردمان شکوه باشند و جلد و کسوب و با جلدی زعری عظیم تا بجائے که باک ندارند که به عامل بیک من کاه و یک بیضه مرغ کنند ۔ و بحکم اذیت شهر ندا دارند که تظلم الغزنین آیند و یک ماه دو ماه مقام کنند و بے حصول مقصود باز نگردند ٭

حکایت

سندھ کے اطراف میں غزنین کے مضافات میں ایک شہر ملتان ہے اس زمانہ میں کفار اور ملتانیوں کے درمیان ایک اونچا پہاڑ حد فاصل ہے کفار کے دھاووں اور چھاپوں سے ملتانی ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں مگر وہ جری تیلے پھرتیلے اور کماؤ ہوتے ہیں اور جفاکش ہوتے ہیں شریر بھی ایک نمبر ہوتے ہیں ۔ یہاں تک کہ من بھر بھوسا اور ایک انڈے کے لئے اپنے عامل کی شکایت کرنے سے نہیں باز آتے ۔ بلکہ اس ستم کے لئے بھی دادرسی کرتے ہیں کہ فریادی بن کر غزنین آتے ہیں ۔ مہینہ یا دو مہینہ وہاں ٹھہرتے ہیں اور مطلب پورا ہوئے بغیر نہیں جاتے ۔

فی الجملہ در لجاج دستے دارند وانز ابرام پشتی و در
عہد یمین الدولہ سلطان محمود انار اللہ برہانہ یکے شب
کفار بر ایشان شبیخون کردند۔ و بانواع خرابی حاصل
آمد۔ ایشان خود بے خاک مراعنہ کردند۔ چون این
واقعہ بیفتاد ستے چند از معارف ومشاہیر برخاستند
و بحضرت غزنین آمدند و جامہ ہا بدریدند۔ وسرہا برہنہ
کردند۔ وادیلاکنان بجازار غزنین در آمدند وببارگاہ
سلطان شدند وبنالیدند وبزاریدند وآن واقعہ
را بر صفتے شرح دادند کہ سنگ را بر ایشان گریستن آمد
وہنوز این زعارت وجلادت ونزد دیر و نخوبہ از ایشان
ظاہر نگشتہ بود۔ خواجۂ بزرگ احمد حسن میمندی را بر
ایشان رحمت آمد وخراج آن سال اینہا را
بجنشید واز عوارضنان مصون داشت وگفت باز
گردید وبیش کوشید وکم خرچ کنید۔ تا سر سال
بجائے خویش باز آئید جاعتے لمنا بیان یا فرحی قوی و
انتیاشتی تمام گشتند۔ وآن سال مرفہ بنشستند۔
وآب بکس ندادند وچون سال بسر شد۔ ہمان جماعت
باز آمدند۔ وقصۂ خود بخواجہ رفع کردند۔ نکتۂ آن
قصۂ مقصور برآنکہ سال پار خداوند خواجۂ بزرگ دولت

اردو ترجمہ

مختصر یہ ہے کہ بڑے جھگڑالو اور ہٹی ہوتے
ہیں یمین الدولہ سلطان محمود کے زمانے
میں (خدا اس کی دلیل کو روشن کرے) ایک
رات کفار نے ان پر حملہ کیا اور انہیں ہر طرح کا
نقصان پہنچا وہ تو خود ہی بغیر خاک کے زمین
میں لوٹتے تھے جب یہ واقعہ ہوا۔ تو چند معزز
اور سربرآوردہ آدمی دربار غزنین میں حاضر
ہوگئے تھے۔ پھٹے کپڑے۔ ننگے سر روتے
پیٹتے غزنین کے بازار میں داخل ہوگئے اور
بادشاہ کی درگاہ میں پہنچکر نالہ وزاری کی
اور اس واقعہ کو اسطرح بیان کیا کہ پتھروں
کو بھی ان پر رونا آگیا اور۔ ابھی ان کی یہ
شرارت اور گستاخی اور مکروفریب ظاہر نہ
ہوا تھا کہ خواجۂ بزرگ احمد حسن میمندی کو ان پر
رحم آیا اور اس سال کی مالگذاری انہیں
معاف کردی اور دیگر محصولات بھی چھوڑ دیئے
اور کہا کہ واپس جاؤ کوشش زیادہ کرو اور
خرچ کم کرو تاکہ اگلے برس کے شروع تک
اپنی اصلی حالت پر آجاؤ لہذا وہ نہایت خوش
خوش لوٹ گئے۔ اور اس سال آرام سے
بسر کی اور محصول کے نام سے پائی کسی کو
نہ دیا جب سال ختم ہوا تو وہ بھی لوگ
اور خواجہ کی حضور میں انہیں تحریر طلبی
پیش کی جس کا ماحصل یہ تھا کہ پچھلے
سال حضور والا نے . . . . . .
. . . .
. . . .

مارا برحمت و عاطفت خویش بیاراست و بحمایت وحیاطت خود نگاه داشت. و اہل ملتان بدان کرم و عاطفت بجائے خویش رسیدند و چنان شدند که دران ثغر مقام توانند کرد. اما ہنوز چون مزلزلے اند و ترسیم که اگر مال مواضعت را ارسال طلب کنند بعضے متاصل شوند و اثر آن خلل ہم بخزانهٔ معموره باز گردد. خواجه احمد حسن ہم لطفے بکرد و مال دیگر سال بخشید. درین دو سال اہل ملتان توانگر شدند و بر آن بسنده نکردند. در سوم سال طمع کردند که مگر بخشند. ہمان جماعت بازبدیوان حاضر آمدند. و قصه عرضه کردند و ہمه عالم را معلوم شد که ملتانیان بر باطل اند. خواجهٔ بزرگ قصه بر پشت گردانید و بنوشت که اَلخَرَاجُ خَرَاجٌ اَدَاؤُهٗ دَوَاؤُهٗ گفت خراج ریش ہزار چشمه است گزاردن او داروے اوست و از روزگار آن بزرگ این معنی مثلے شد و در بسیار جائے بکار آمد. خاک بر آن بزرگ خوش باد۔

اردو ترجمہ

اپنے لطف و کرم سے ہمارے ملک کو آراستہ کیا تھا اور اپنی حفاظت اور حمایت سے اس کی نگہبانی کی تھی۔ ملتان والے اس نوازش اور عنایت سے اپنی اصلی حالت پر آگئے اور اتنے ہوگئے کہ سرحد پر ٹھہر سکتے ہیں مگر چونکہ ابھی جمے نہیں ہیں۔ اس پر ہمیشہ اندیشہ ہے کہ اگر اس سال مالگذاری کی گئی تو بعض لوگ تباہ ہوجائیں گے اور اس کا اندیشہ شاہی خزانہ پر پڑیگا۔ خواجہ احمد حسن نے مہربانی کی اور دوسرے سال کی مالگذاری بھی معاف کر دی اس دو سال میں ملتان والے دولتمند ہوگئے مگر انہوں نے اسی پر بس نہ کرکے تیسرے سال بھی لالچ کیا کہ شاید (خواجہ) سہ برسہ بھی معاف کر دے۔ وہی جماعت پھر حاضر دربار ہوئی اور عرضی پیش کی ساری دنیا کو معلوم ہوگیا کہ ملتان والے حق پر نہیں ہیں خواجۂ بزرگ نے عرضی کو الٹ کر اس کی پشت پر لکھدیا اَلخَرَاجُ خَرَاجٌ اَدَاؤُهٗ دَوَاؤُهٗ یعنی مالگذاری ایک ناسور ہے اس کی ادائگی ہی اس کا علاج ہے اس بزرگ کے زمانے سے یہ بات ضرب المثل ہوگئی اور بہت سے موقعوں پر کام آئی خدا کرے خاک ....



حکایت ٦

در عہد دولت آل عباس رضی اللہ عنہم خواجگان
شگرف خاستند. وحال برامکہ خود معروف
ومشہور است کہ صلات وبخشش ایشان برچہ درجہ
ومرتبہ بودہ است. اما حسن سہل ذوالریاستین
وفضل برادرش کہ از آسمان درگذشتند تا بجائیکہ مامون
دختر فضل را خطبت کرد وبخواست. وآن دختر
بود کہ در جمال برکمال بود ودر فضل بے مثال وقرار
برآن بود کہ مامون بخانۂ عروس رود. یک ماہ آنجا
قیام کند وبعد از یک ماہ بخانۂ خویش باز آید. با
عروس این روز کہ بہشت رفتن بود چنانچہ رسم
است خواست کہ جامۂ سبز پوشند ومامون پیوستہ
سیاہ پوشیدے ومردمان چنان گمان بردند کہ بدان
سبب پوشد کہ شعار عباسیان سیاہ است. تا یک
روز یحیی اکثم سوال کرد کہ از چیست کہ امیر المومنین بر
جامہ سیاہ اقبال بیش میفرماید. مامون با قاضی امام
گفت کہ سیاہ جامۂ مردان وزندگان است کہ ہیچ
زنے را با جامہ سیاہ عروس نہ کنند. وہیچ مردہ
را با جامہ سیاہ بگور نہ کنند. یحیی ازین جواب بالتعجب
کرد. پس مامون آن روز جامہ خانہا عرض کردن

اردو ترجمہ

قبیر خلفائے عباسیہ رضی اللہ عنہم کے عہد حکومت
میں اچھے بڑے آدم الوجود وزرا برسر کار
آئے چنانچہ برمکیوں کا حال تو مشہور ہے اور ان
کے صلہ اور بخشش کس پایہ اور کس حیثیت کی
تہیں حسن سہل ذوالریاستین اور اس کے
بہائی فضل کا مرتبہ تو آسمان سے بہی بلند تہا
یہاں تک کہ مامون رشید نے فضل کی بیٹی کی
خواستگاری اور شادی کا پیغام دیا وہ لڑکی
بہت حسین اور اعلیٰ درجہ کی قابل تہی یہ طے ہوا
کہ مامون دلہن کے گہر جائے ایک ماہ تک
وہاں رہے اور بعد ایک ماہ کے معہ دلہن
کے اپنے گہر آئے جو ان دان جانے کے لئے
مقرر تہا مامون نے چاہا کہ اس روز دستور
کے موافق اعلیٰ درجہ کی پوشاک پہنی جائے
اور مامون ہمیشہ سیاہ پوشاک پہنا کرتا
تہا. لوگ خیال کرتے تھے کہ سیاہ لباس
اس لئے پہنا ہے کہ وہ عباسیوں کا مخصوص
رنگ ہے یہاں تک کہ یحیی ابن اکثم نے ایک
روز دریافت کیا کہ کیا سبب ہے کہ امیر المومنین
سیاہ لباس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں
مامون نے قاضی امام یحیی (ابن اکثم)
سے کہا کہ کالے کپڑے مردوں اور زندوں
کا لباس ہے کیونکہ کسی عورت کو کالے
کپڑے پہنا کر دلہن نہیں بناتے نہ کسی
مردے کو کالا کفن دے کر دفن کراتے
یحیی ان جوابات سے بہت متعجب ہوا
پس اس روز مامون نے خواہش کی۔

خواست و از آن ہزار قبائے اطلس معدنی و ملکی و طیم و بنج و ممزج و مقراضی و اکسون ہیچ پسند ید وہم سیاہ در پوشید و برنشست در وسے بخانہ عروس نہاد و آن روز فضل سرائے خویش بیارا سۃ بود بر سبیلے کہ بزرگان حیران بماندند ۔ چندان نفائس جمع کردہ بود ۔ کہ انفاس از شرح وصفت آن قاصر بودند ۔ مامون چون بدر سرائے عروس رسید پردۂ دید آویختہ خرم تر از بہار چین و نفیس تر از شعار دین نقش او در دل ہمہ آویخت و رنگہا او بجان ہمہ آمیخت ۔ روئے بندہا کرد و گفت ازان ہزار قبا ہر کدام کہ اختیار کردے اینجا رسوا گشتمی الحمد للہ شکراً کہ برین سیاہ اختصار افتاد و از جملہ تکلف کہ فضل آن روز کردہ بود یکے آن بود کہ چون مامون بمیان سرائے رسید طبقے پر کردہ بود از موم بہ ہیئت مروارید گرد یکے چون فندقے در ہر یکے پارہ کاغذ نام دیہی بر وی نبشتہ در پائے مامون ریخت و از مردم مامون ہر کہ ازان موم بیافت ۔ قبالۂ آن دیہ بدو فرستاد ۔ وچون مامون بہ بیت العروس بیامد خانہ دید مجصص و منقش ابزار جیبی

اردو ترجمہ

کہ توشہ خانہ ملاحظہ کرائے جہاں ہزار قبائیں اطلس اور معدنی اور ملکی و منشیر اور بنج اور ممزج اور مقراضی اور اکسون کی ہزار اور ان قباؤں میں سے ایک بھی پسند نہ کی اور سیاہ اور سیاہ لباس ہی پہن لیا ۔ اور سوار ہو کر دلہن کے گھر کا رخ کیا اس روز فضل نے اپنا گھر خوب آراستہ کر رکھا تھا کہ بڑے بڑے لوگ حیران رہ گئے ۔ نفیس اور نادر چیزیں اسقدر اکٹھی تھیں کہ انسان اس کے بیان اور تعریف نہیں کر سکتے ۔ مامون جب مکان کے دروازے پر پہنچا تو ایک پردہ پڑا ہوا دیکھا جو بہار چین سے زیادہ خوبصورت اور شعار دین سے زیادہ نفیس اس کے نقش دل میں کھب جاتے تھے ۔ اور اس کا رنگ روح میں سمایا جاتا تھا اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان ہزار پوشاکوں میں سے آج میں جو بھی پوشاک پہنا تو عمر بھر یہاں شرمندہ ہوتا الحمد للہ شکر ہے کہ میں نے لباس سیاہ ہی پر قناعت کی فضل نے اس روز جو جو تکلفات کئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جب مامون گھر میں پہنچا تو اس نے (فضل) اس نے موتیوں کے وضع کی موم کی گولیوں کا ایک طباق پر رکھا تھا ہر گولی کا حجم فندق کے برابر تھا ہر ایک میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا جس پر ایک گاؤں کا نام لکھا ہوا تھا ۔ ان گولیوں کو اس نے مامون کے پیروں میں بکھیر دیا مامون کے آدمیوں میں جسکو وہ موم کی گولی مل گئی اس گاؤں کا قبالہ اس کو بھیجا ۔ پانچ جب مامون دلہن کے گھر میں آیا ۔

زده خرم تر از مشرق در وقت دمیدن صبح خوشتر
از بوستان بگاه رسیدن گل دهانه داری
حصیر از شوشهٔ زر کشیده افگنده و بدر و لعل و پیروزه
ترصیع کرده و ہم بران شش بالشی نهاده و نگار در
صدر او نشسته از عمر زندگانی شیرین تر و از صحت
و جوانی خوشتر قامتے که سرو غاتفر بدو بنده بوشتے با
عارضے که شمس الانوار او را خداوند خواندے. موئے
او در شک مشک و عنبر بود و چشم او حسد جزع و عبہر
سرے بر پائے خاست و بجز امید و پیش ماموں
باز آمد و خدمتے نیکو بکرد و عذرے گرم بخواست
و دست ماموں بگرفت و بیاورد و در صدر بنشاند
و پیش او بخدمت بایستاد. ماموں او را نشستن
فرمود بدو زانو در آمد و سر در پیش آورد و چشم
بر بساط افگند ماموں والہ گشت. دل در باختہ بود
جان بر سر نهاد دست دراز کرد و از خلال قبا شمرده
دانه مروارید بر کشید. ہر یکے چند بیضهٔ عصفوری
از کواکب آسمان روشن تر و از دندان خوب
رویان آبدار تر و از کیوان و مشتری مدور تر بلکه
منور تر نثار کرد بر روئے آن بساط بحرکت آمدند.

اردو ترجمہ

دیوار دل پر نقد و نشست چینی کی بیٹھک لگی ہے
طلوع سحر کے وقت مشرق کی جو کیفیت ہوتی
ہے اس سے زیادہ دلفریب اور بفصل بہار
میں باغ کی جو حالت ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشگوار
سونے کے تاروں سے بنی ہوئی چٹائی جس میں
موتی اور لعل اور فیروزے جڑے ہوئے
تھے سارے فرش بچھی ہوئی ہے اور اس قسم کے
چھ تکئے اس پر رکھے ہوئے ہیں۔ ایک خوبصورت نگار
جس میں بیٹھی ہے عمر و زندگانی سے زیادہ پیاری
تندرستی اور جوانی سے زیادہ دلپذیر قد و
قامت کہ سرو غاتفر کو اس کا غلام ہونا رخسار
کا یہ عالم کہ آفتاب اسے اپنا آقا کہتا بال اس
کے مشک و عنبر پر رشک کریں آنکھیں اس
غضب کی کہ سنگ سلیمانی اور نرگس عبہر
چل چل رہیں سرو کی طرح کھڑی ہوگئی ناز سے
قدم اٹھایا اور ماموں کے پاس آکر بڑی
خوبی سے تعظیم بجالائی پر جوش معذرت
پیش کی۔ ماموں کا ہاتھ پکڑ کر لائی اور اس کو
صدر میں بٹھادیا اور خود اس کے سامنے کھڑی
ہوگئی ماموں نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا دو
زانو بیٹھ گئی اور سر جھکالیا اور آنکھیں فرش پر
جمادیں ماموں دل اور جان پر مرشار تو دے ہی
چکا تھا۔ جان بھی دل کیساتھ شامل کردی ہاتھ
بڑھا کر پوشاک میں سے اٹھارہ موتی نکالے جو کہ
ہر ایک چڑیا کے انڈے کی برابر تھا آسمان کے
ستاروں سے زیادہ چمکدار حسینوں کے دانتوں سے
آبدار اور زحل اور مشتری سے زیادہ گول بلکہ زیادہ
روشن اور نچھاور کردئے موتی اس فرش پر حرکت کرنے لگے۔

وانزا ستواء بساط و تدویر در حرکات متواتر گشت
و سکون را مجال نماند دختر بدان جواهر التفات نکرد
و سر از پیش بر نیاورد - مامون مشعوف تر گشت -
دست بیازید - و در انبساط باز کرد تا مگر معانقہ کند
عارضۂ شرم استیلا گرفت و آن نازنین چنان منفعل
شد کہ حالتے کہ بزنان مخصوص است واقع شد و اثر
شرم و خجالت بر صفحات وجنات او ظاہر گشت
بر فور گفت یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا
تَسْتَعْجِلُوْہُ - مامون دست باز کشید و خواست کہ او را
غشی افتد از غایت فصاحت این آیت و
لطف و بکار بردن او درین واقعہ نیز از و چشم
بر نتوانست داشت و ہژدہ روز از ان خانہ
بیرون نیامد و بہیچ کار مشغول نشد الّا بدو د کار
فضل بالا گرفت و رسید بدانجا کہ رسید -

اردو ترجمہ

فرش کی ہمواری اور اپنی گولائی کے باعث
ان کی حرکت جاری رہی اور وہ کسی طرح نہ
ٹھہرے لڑکی نے ان موتیوں کی طرف مطلق
توجہ نہ کی اور نہ سر اٹھایا - مامون اور بھی زیادہ
فریفتہ ہو گیا ہاتھ بڑھا کر سرگرم اختلاط ہوا تا کہ
اسے گلے لگائے (لڑکی پر) شرم غالب ہوئی
اور وہ نازنین ایسی متاثر ہوئی کہ وہ حالت
واقع ہو گئی جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے
(یعنی حیض جاری) ہو گیا اور خجالت کا اثر اس
کے گالوں کے صفحوں پر ظاہر ہو گیا معاً اس
نے کہا اے امیر المومنین خدا کا حکم آ گیا سو اس
میں نہ جلدی کیجئے - مامون نے ہاتھ کھینچ لیا اور
اس آیت کی انتہائی فصاحت اور اس
محل پر اس کی خوبی استعمال کے باعث قریب
تھا کہ اسے غش آ جائے تاہم اس کی طرف سے نگاہ
نہ ہٹا سکا اٹھارہ روز تک اس گھر سے باہر نکلا
اور سوائے اس کے کہ اپنی محبوبہ کے ساتھ
مصروف عشرت رہا اور کوئی کام نہ کیا
فضل کو عروج حاصل ہوا اور اس حد تک
کہ جس پر کہ آخر کار فائز تھا -

حکایت ٧

اما در روزگار ما ہم از خلفائے بنی عباس، ابن المستظہر
المسترشد باللہ امیر المومنین لیثبت اللہ قواعد دولتہ و ...

حکایت

ہمارے ہی زمانے میں خلفائے عباسیہ
میں سے المسترشد باللہ بن امیر المومنین
المستظہر باللہ حضرت اس کی تربیت کو
خوشنس نباد ......

....

اردو ترجمہ

اور جنت میں اس کا رتبہ بلند کرے بیشمار
خزانہ بہت سے ہتھیار اور ایک آراستہ
فوج لیکر نہایت شان و شوکت کے
ساتھ بغداد سے نکلا۔ اور خراسان کا
رخ کیا کیونکہ وہ سلطان عالم سنجر کے مقابلہ
میں برتری حاصل کرنا چاہتا تھا۔ خود غرض
لوگوں کے جوڑ توڑ اور شرارت پسند دلوں
کے مکر و فریب کے باعث یہاں تک نوبت
پہنچی تھی جب خلیفہ کرمانشاہان پہنچا
تو ایک عمدہ خطبہ دیا جو فصاحت میں
انتہائے بلندی کی آفتاب سے بھی اونچا
نکل گیا اور عرش الٰہی اور جنت کی آخری
حد تک جا پہنچ گیا اور ان خطبہ میں نہایت
دلتنگی اور ناامیدی کیساتھ اس انداز سے آل
سلجوق کی شکایت کی کہ ایران عرب کے
فصحا اور بلغا نے داد دی کہ رسول خدا
صلعم کے صحابہ کے بعد ان سب پر خدا کی رحمت
ہو جو مرکز نبوت کے شاگرد اور کلام
نبوی کے شارح تھے کسی شخص نے ایسی
فصاحت اور خوبی کے ساتھ اپنا بیان
مرتب نہیں کیا تھا امیر المومنین المستر
شد باللہ نے کہا۔ فوضنا امورنا الی آل
سلجوق فبرزوا علینا فطال علیہم الامد فقست
قلوبہم وکثیر منہم فاسقون۔ ارشاد ہے کہ ہم
اپنے معاملات آل سلجوق کے سپرد کئے انہوں
نے ہمارے خلاف بغاوت کی، ایک زمانہ گذرا
اُن پر اور ان کے دل سخت ہو گئے اور بہت سے ان میں
بدکار ہو گئے۔

فی الجنان رُتبتہٗ از شہر بغداد خروج کرد با لشکرے
آراستہ و تجملے پیراستہ و خزینۂ بے شمار و سلاح
بسیار متوجہا الی خراسان بسبب استزادی کہ از
سلطان عالم سنجر داشت و آن صناعت اصحاب
اغراض بود و تمویہ و تزویر اہل شر کہ بدآنجا رسانیدہ
بودند۔ چون بکرمانشاہان رسید روز آدینہ خطبہ کرد کہ
در فصاحت از ذروۂ اوج آفتاب درگذشتہ
بود و بمنتہائے عرش و علیین رسیدہ در اثنائے
این خطبہ از بس دلتنگی و نہایت نا امیدی شکایتے
کرد از آل سلجوق کہ فصحائے عرب و بلغائے عجم
انصاف بدادند کہ بعد از صحابۂ نبی رضوان اللہ
علیہم اجمعین کہ تلامذۂ نقطۂ نبوت بودند و شارح
کلمات جوامع الکلم ہیچ کس فصلے بدین جزالت
و فصاحت نظم ندادہ بود۔ قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ
اَلْمُسْتَرْشِدُ بِاللّٰہِ فَوَّضْنَا اُمُوْرَنَا اِلٰی اٰلِ سَلْجُوْقَ فَبَرَزُوْا
عَلَیْنَا فَطَالَ عَلَیْہِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُہُمْ وَکَثِیْرٌ مِّنْہُمْ
فَاسِقُوْنَ ۔ میگوید کارہائے خویش بآل سلجوق باز
گذاشتیم پس بیرون آمدند و روزگار بر ایشان
بر آمد و بسیار سخت شد دلہائے ایشان و

از ایشان بیشتر فاسقانند یعنی گردن کشیدند از فرمانہائے ما در دین و مسلمانی۔

حکایت ۸

گورخان خطائی بدر سمرقند با سلطانِ عالم سنجر بن ملک شاہ مصاف کرد و لشکرِ اسلام را چنان چشم زخمے افتاد کہ نتواں گفت ما ورا النہر او را مسلّم شد۔ بعد از کشتن امام مشرق حسام الدین انار اللہ برہانہ و سقی علیہ رضوانہ پس گورخان بخارا بہ اتسنگین پسر بیابانی۔ برادر زادہ خوارزم شاہ اتسز در وقت بازگشتن داد و او را بخواجہ امام تاج الاسلام احمد بن عبد العزیز سپرد کہ امام بخارا بود و پسر برہان تا ہر چہ کند باشارت و کند و بے امر وے ہیچ کاری نکند و ہیچ حرکت بے حضور او نہ کند و گورخان بازگشت و بہ برخان باز رفت و عدل او را اندازہ نبود و نفاذ امر او را حدے نہ و الحق حقیقت پادشاہی زین دہ بیش نیست اتسنگین چون میدان تنہا یافت دست تظلم بر دواز بخارا استخراج کردن گرفت، بخاریان تنی چند بوفد سوے برخان رفتند و تظلم کردن۔ گورخان چون بشنید نامہ نوشت سوے اتسنگین بہ طریق اہل اسلام بسم اللہ الرحمن الرحیم اتسنگین بداند کہ میانِ ما اگرچہ مسافت دور است رضا و سخط ما بدو نزدیک است اتسنگین آن کند کہ احمد فرماید و احمد آن فرماید کہ محمد فرمودہ است والسلام۔ بارہا این تامل رفتہ است و این تفکر کردہ ام۔ ہزار مجلد

اور اُن میں سے اکثر فاسق ہیں یعنی انھوں نے دین اور اسلام میں ہمارے حکم سے سرتابی کی۔

حکایت

گورخان خطائی نے شہر سمرقند کے دروازہ پر سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ سے جنگ کی۔ اسلامی لشکر کو ایسا نقصان پہنچا کہ قابل بیان نہیں۔ امام مشرق حسام الدین خدا اسکی دلیل کو روشن کرے اور اپنی خوشنودی کو اسکے [illegible] کرے اسکے قتل کے بعد گورخان ماوراء النہر پر متصرف ہو گیا۔ اور اس نے بخارا اتسنگین کو دیدیا جو بیابانی کا بیٹا۔ اور خوارزم شاہ اتسز کا بھتیجا تھا۔ واپسی کے وقت اسے خواجہ امام تاج الاسلام احمد بن عبد العزیز کے سپرد کیا جو بخارا کے امام اور برہان کے بیٹے تھے۔ تا کہ وہ ہر کام انکے مشورے سے کرے اور انکے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرے اور انکی اطلاع کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھائے۔ گورخان لوٹا اور برخان کی طرف چلا گیا۔ اور اسکے انصاف کی انتہا نہ تھی اور اسکے حکم کو بھی نفاذ [illegible] اور [illegible] سچ تو یہ ہے کہ حقیقت میں بادشاہی [illegible] اتسنگین جب میدان خالی پایا تو ظلم [illegible] اور بخارا [illegible] بخاری [illegible] اور فریاد کی۔ گورخان نے [illegible] بسم اللہ الرحمن الرحیم اتسنگین کو معلوم ہو [illegible] اور ہمارے درمیان [illegible] ہماری خوشنودی [illegible]

۲ ستر و کہ ہیچ اتسنگین کو وہ کام کرنا چاہیے جس کا احمد (تاج الاسلام) حکم دے اور احمد وہ حکم دے جو محمد ﷺ [illegible]

شرح این نامه است بلکه زیادت و مجلش نهایت هویدا و روشن است و محتاج شرح نیست و من مثل این کم دیده ام

اُردو ترجمہ اس سے بھی زیادہ اسکی شرح تفصیل کیلئے چاہئیں اور اجمالی طور پر نہایت صاف ہے کوئی تشریح کی ضرورت نہیں میں نے ایسے خط بہت کم دیکھے ہیں

حکایت ۹

نهایت فصاحت قرآن ایجاز لفظ و اعجاز معنی است و هرچه فصحاء
و بلغاء از امثال این تضمین افتاده است تا بدرجه
ایست که دهشت همه آرد و عاقل و بالغ از حال خویش
بیگرد و آن دلیل واضح است و حجت قاطع
بر آنکه این کلام از مجاری نفس هیچ مخلوقی نرفته است
و از هیچ کام و زبانی حادث نشده است و رقم قدم
بر ناصیه اشارات و عبارات او مثبت است آورده
که یکی از اهل اسلام پیش ولید بن مغیره این آیت
همی خواند وقیل یا ارض ابلعی ماءک و یا سماء اقلعی و غیض
الماء و قضی الامر و استوت علی الجودی فقال الولید بن
المغیرة والله ان علیه لطلاوة وان له لحلاوة وان اعلاه
لمثمر وان اسفله لمغدق وما هو بقول البشر چون
دشمنان در فصاحت قرآن و اعجاز او در میدان انصاف
بدین مقام رسیدند دوستان بنگر تا خود بکجا رسند۔
والسلام

حکایت

قرآن مجید کی انتہائی فصاحت اسکا اختصار لفظی اور اعجاز معنوی ہے اور فصحاء و بلغاء کو مذکورۃ الصدر جیسی آیات قرآنی کی جن تضمینوں کا اتفاق ہوا ہے وہ اس پایہ کی ہیں کہ ان سے ڈر معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ عقلمند اور سمجھدار کی حالت کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے اور یہ امر اس بات کی صاف دلیل اور قطعی حجت ہے کہ یہ کلام کسی مخلوق کے منہ سے نہیں نکلا۔ اور کسی انسانی زبان سے پیدا نہیں ہوا۔ اور اسکی عبارات اور اشارات کی پیشانی پر قدامت کی تحریر ثبت ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان ولید بن المغیرہ کے آگے اس آیت کو پڑھ رہا تھا اور پڑھا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا۔ اور اے آسمان بس کر۔ پانی خشک ہو گیا۔ اور اسطرح کام تمام کیا گیا۔ اور وہ یعنی کشتی نوح کوہ جودی پر رک گئی۔ ولید بن المغیرہ نے کہا۔ خدا کی قسم واقعی اس میں شیرینی اور خوبی ہے اور اس کا اعلیٰ حصہ پھلدار اور ادنیٰ حصہ جوش دینے والا ہے یہ انسان کا کلام نہیں قرآن کی فصاحت اور اسکے اعجاز کے متعلق دشمن انصاف کے میدان میں اس حد پر پہنچ گئے تو ذرا غور تو کرو۔ دوست کہاں تک پہنچیں گے۔ والسلام

١٠ حکایت

پیش از ین در میان ملوک عصر و جبابرهٔ روزگار پیش چون پیشدادیان و کیان و اکاسره و خلفا رسمی بوده است که بمفاخرت و مبارزت بعدل و فضل کردندی و هر رسولی که فرستادندی از حکم و رموز و لغز مسائل با او همراه کردندی و درین حالت پادشاه محتاج شدی بارباب عقل و تمیز و اصحاب رای و تدبیر و چند مجلس در آن نشستندی و برخاستندی تا آنگاه که آن جوابها بر یک وجه قرار گرفتی و آن لغز و رموز ظاهر و هویدا شدی آنگاه رسول را گسیل کردندی و این ترتیب برجای بوده است تا بروزگار سلطان عادل یمین الدوله والدین محمود سبکتگین رحمة الله علیه ولی از چون سلجوقیان آمدند و ایشان مردمان بیابان نشین بودند از مجاری احوال و معالی آثار ملوک بی خبر بیشتر از رسوم پادشاهی بروزگار ایشان مندرس شد و بسی از ضروریات ملک منطمس گشت یکی از آن دیوان برید است باقی برین قیاس توان کردن. آورده اند که سلطان یمین الدوله محمود رحمة الله علیه رسولی فرستاد بماوراء النهر بنزدیک ایلک خان و در نامه که تحریر افتاده بود تقریر کرده این فصل که قال الله تعالی

اردو ترجمہ

حکایت: اگلے زمانہ میں سلاطین عصر و بادشاہان سلف مثلاً پیشدادیوں اور کیانیوں، ساسانیوں و خلفاء میں یہ دستور تھا کہ انصاف میں فضل و کمال میں باہم ایک دوسرے پر مفاخرت اور مسابقت کرتے تھے جو قاصد کہ بھیجتے تھے حکمت کی باتیں شطرنج اور پیچیدہ سوالات اسکے ہمراہ کر دیتے تھے اس صورت میں بادشاہ ارباب عقل و تمیز و اصحاب رائے و تدبیر کا محتاج ہوتا تھا۔ متعدد مجلسیں برپا ہوتیں اور برخاست ہو جاتیں یہاں تک کہ متفقہ طور پر جوابات متعین کر لیے جاتے اور معمے حل ہو جاتے اور وہ پہیلیاں معلوم ہو جاتیں اسوقت قاصد کو رخصت کرتے۔ سلطان عادل یمین الدولہ والدین محمود سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک یہ دستور قائم رہا۔ اسکے بعد سلجوقیوں کا زمانہ آیا کیونکہ وہ تو صحرا نشین لوگ تھے اور بادشاہوں کے طریقے اور اُن کے حالات سابق سے ناواقف تھے اسلئے انکے زمانہ میں بادشاہی رسوم اکثر مٹ گئیں اور لوازم حکومت بہت سے جاتے رہے اُن میں سے ایک محکمہ ڈاک ہے اسی پر دوسروں کو قیاس کر سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک بار سلطان یمین الدولہ محمود رحمۃ اللہ علیہ نے ماوراء النہر میں ایلک خان کے پاس ایک قاصد بھیجا اور خط میں جو لکھا گیا تھا یہ تحریر تھا کہ خدا تعالیٰ [illegible] فرماتا ہے۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ؛ و ارباب حقائق و اصحاب
دقائق بر آن قرار داده اند که این تقیه از جهل بود فرمایند که هیچ
نقصانے ارواح انسان را از نقص جهل بتر نیست و از نقص نادانی
بازپس ترنه. و کلام ناآفریده گواهی میدهد بر صحت این قضیت
و درستی این خبر قال الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. پس همی خواهم
که ائمه ولایت ماوراء النهر و علمائے زمین مشرق و افاضل حضرت
خاقان از ضروریات این قدر خبر دهند که نبوت چیست؟ ولایت
چیست؟ دین چیست؟ اسلام چیست؟ ایمان چیست؟ احسان
چیست؟ تقوی چیست؟ امر معروف چیست؟ نهی منکر چیست؟
صراط چیست؟ میزان چیست؟ رحم چیست؟ شفقت چیست؟
عدل چیست؟ فضل چیست؟ چون این نامه بحضرت تمغاخان رسید
و بر مضمون و مکنون او وقوف یافت. ائمه ماوراء النهر را از دیار و بلاد
باز خواند و درین معنی با ایشان مشورت کرد و چند کس از کبار و عظماء
ائمه ماوراء النهر قبول کردند که هر یک درین باب کتابے کنند و
در اثناء سخن و متن کتاب جواب آن کلمات درج کنند
و برای این چهار ماه زمان خواستند و این مهلت بانواع مقرر بود
چهار ماه قوی تر اخراجات خزینه بود. از اخراجات
رسولان و ایلچیان و تعهد ائمه تا محمد بن عبده الکاتب که دبیر
طمغاخان بود و در علم تقدمے و در فضل ترفعے داشت و در نظم

اردو ترجمہ

درحقیقت خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ حقیقت کے پہچاننے والوں اور نکتہ سنجوں نے یہ معنی لیے ہیں کہ یہ پرہیز کا حکم جہل سے پرہیز کرنے کے متعلق ہے، اسلئے کہ انسان کی روح کے لئے جہل سے بڑھ کر کوئی نقص نہیں، اور نادانی سے بدتر کوئی عیب نہیں۔ اس مسئلہ کی صحت اور اس قول کی سچائی پر خود قرآن مجید شاہد ہے کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا ان کے لئے بڑے درجے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ملک ماوراء النہر کے ائمہ اور زمین مشرق کے علماء اور دربار خاقان کے فضلا امور ضروریہ متعلق نبوت کی بابت [illegible] کہ نبوت کیا ہے ولایت کیا ہے۔ دین کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے۔ تقوی کیا ہے؟ امر بالمعروف کیا ہے؟ عدل کیا ہے فضل کیا ہے؟ جب یہ نامہ تمغاخان کے دربار میں پہنچا اور اسکے مضمون اور مطلب سے آگاہ ہو گیا۔ تو مختلف شہروں اور ضلعوں سے ماوراء النہر کے ائمہ کو بلایا۔ اور اس بارہ میں ان سے مشورہ لیا۔ ماوراء النہر کے چند بڑے بڑے اور زبردست اماموں نے اس بات کو قبول کیا کہ ان میں ہر ایک اس کے متعلق ایک کتاب لکھے اور اثناء کلام اور متن کتاب میں ان کلمات کا جواب لکھے اور اس کام کیلئے چار ماہ کی مہلت چاہی، مگر یہ بات کئی طرح سے [illegible]

و در نثر تبحری داشت و از فضلاء و بلغاء اسلام یکی او بود گفت من این
سوالات در دو کلمه جواب گویم چنانکه افاضل اسلام و اماثل
مشرق چون ببینند در محل رضا و مقبول افتد پس قلم برگرفت
و در پایان مسائل بر طریق فتوی بنوشت که قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم التعظیم لامر الله والشفقة
علی خلق الله همه ائمهٔ ماوراء النهر انگشت بدندان
گرفتند و شگفتیها نمودند و گفتند اینست جوابی کامل و
لفظی شامل و خاقان عظیم برافروخت که بدبیر کفایت شد و
بائمه حاجت نیفتاد و چون بغزنین رسید همه بپسندیدند پس
از این مقدمات نتیجه آن همی آید که دبیر عاقل و فاضل همین
جمالی است از تجمل پادشاه و همین رفعتی است از ترفع پادشاه
پس بدین حکایت این مقاله را ختم کنیم والسلام

PR-43

مقاله دوم

۱۲۱۰۸

(۱) در ماهیت علم شعر و صلاحیت شاعر "۸"

شاعری صناعتی است که شاعر بدان صناعت اتساق
مقدمات موهمه کند والتیام قیاسات منتجه بر آن وجه که
معنی خرد را بزرگ گرداند و معنی بزرگ را خرد و نیکو را در خلعت

اردو ترجمہ

نثر میں کامل تھا۔ اور فضلا اور بلغا اسلام میں ایک وہ تھا اس نے کہا کہ میں ان سوالات کا جواب دو لفظوں میں دوں گا۔ اور وہ ایسا ہوگا کہ فضلائے اسلام اور بزرگان مشرق جب اسکو دیکھیں گے تو پسند آئے گا۔ اور تعریف کریں گے۔ پس قلم اٹھایا اور فتوی کے طور پر ان سوالوں کے نیچے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے حکم کی تعظیم اور خلق خدا پر مہربانی لازم ہے۔ ماوراء النہر کے تمام اماموں نے انگلیاں منہ میں دبالیں۔ اور حیران رہ گئے اور کہا کہ یہ ہے جواب کامل اور یہ ہے کلمہ جامع۔ خاقان بہت خوش ہوا کہ دبیر سے کام چل گیا۔ اور اماموں کی ضرورت نہ پڑی جب یہ جواب غزنین کو پہنچا تو سب نے پسند کیا پس ان مقدمات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دبیر عاقل اور فاضل شوکت سلطانی کی ایک سجاوٹ ہے زبردست اور رفعت شاہی کی بہترین سرفرازی ہے پس اس حکایت پر ہم اس مقالہ کو ختم کرتے ہیں والسلام

مقالہ دوم

شعر کی حقیقت اور شاعر کے سلیقہ کا بیان

شاعری ایک ایسی صنعت ہے کہ شاعر اس سے وہمی مقدمات کو ترتیب دیتا اور نتیجہ خیز قیاسات کو اس طرح باندھتا ہے کہ ادنی کو اعلی اور اعلی بات کو ادنی اور بھلائی کو برے جامہ میں اور برائی کو بہترین صورت میں ظاہر کرکے دکھاتا ہے

زشت باز نماید و زشت را در صورت نیکو جلوه
کند و بایهام قوتهای غضبانی و شهوانی
را برانگیزد تا بدان ایهام طباع را انقباضی
وانبساطی بود، و امور عظام را در نظام
عالم سبب شود چنانکه آورده اند

١١ "٨"

حکایت

(2) ٢

احمد بن عبدالله خجستانی را پرسیدند که تو مرد
خربنده بودی، با میری خراسان چون افتادی
گفت به بادغیس در خجستان، روزی دیوان حنظله
بادغیسی می خواندم، بدین دو بیت رسیدم

مهتری گر بکام شیر در است
شو خطر کن ز کام شیر بجوی
یا بزرگی و عز و نعمت و جاه
یا چو مردانت مرگ رویاروی

13/9/71

داعیه در باطن من پدید آمد که بهیچ وجه در آن حالت
که بودم راضی نتوانستم بود، خران را بفروختم
واسپ خریدم و از وطن خویش رحلت کردم و

اردو ترجمہ

اور برائی کو بہترین جامہ میں ظاہر کر کے دکھایا
اور بذریعہ صنعت ایہام غضبانی اور
شہوانی طاقتوں کو ابھارتا ہے یہاں تک
کہ اسی ایہام سے طبیعتوں میں قبض و بسط
پیدا ہو جاتی ہے اور شاعری دنیا میں
بڑے بڑے کاموں کے انتظامات کا باعث
ہوتا ہے جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے۔

حکایت

احمد بن عبداللہ خجستانی سے لوگوں نے
پوچھا کہ تو ایک گدھے والا تھا امیر خراسان
کے مرتبہ تک کس طرح پہنچا۔ کہا کہ ایک
روز میں خجستان کے بادغیس میں دیوان
حنظلہ بادغیسی پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ
ان دو شعروں تک پہنچا ؎
اگر سرداری شیر کے حلق میں ہے تو جا
اور آفت برداشت کر کے شیر کے حلق سے
ڈھونڈ یا تو بزرگی عزت نعمت اور
مرتبہ حاصل ہوگا۔ یا جوانمردوں کی طرح
مر کر چلا جا۔ میرے دل میں ایسا تقاضا
پیدا ہوا کہ کسی وجہ سے میں موجودہ
حالت میں کسی طرح خوش نہیں رہ سکتا
تھا۔ میں نے گدھے بیچ کر گھوڑا خرید
اور اپنے وطن سے نکل دیا۔ اور

Founder of Saffarids

بحکایت علی بن اللیث شدم برادر یعقوب بن
اللیث و عمرو بن اللیث و باز دولت صفاریان
در نردۂ اوج علیین پرواز همی کرد و علی برادر کهین بود
و یعقوب و عمرو را برادر قبله تمام بود. چون یعقوب
از خراسان بغزنین شد از راه جبال. علی بن
اللیث مرا از رباط سنگین باز گردانید و ولا
بخراسان بشحنگی اقطاعات فرمود و من از آن
لشکر سوارے صد بر راه کرده بودم و سوارے
بیست از خود داشتم و از اقطاعات علی
بن اللیث یکے کروخ هری بود و دوم خواف...
نیشاپور. چون بکروخ رسیدم فرمان عرضه کردم
آنجه من رسید تفرقه لشکر کردم و بلشکر دادم
سوارے من سی صد شد. چون بخواف رسیدم
و فرمان عرضه کردم خواجگان خواف تمکین
نه کردند و گفتند ما را شحنه باید یاده تن راے من
برآن جمله قرار گرفت که دست از طاعت صفاریان
باز داشتم و خواف را غارت کردم و بروستائی
پشت بیرون شدم به بیهق در آمدم دو هزار
سوار بر من جمع شد بیامدم و نیشاپور بگرفتم

اُردو ترجمہ

اور علی بن اللیث برادر یعقوب بن اللیث
و عمرو بن اللیث کی خدمت میں گیا صفاریوں
کی حکومت کا باز علیین کی چوٹیوں پر پرواز
کر رہا تھا علی سب سے چھوٹا بھائی تھا
یعقوب عمرو کو اسیر رنگی حاصل تھی
جب یعقوب خراسان سے پہاڑوں
کے راستے غزنین گیا تو علی بن اللیث نے
مجھکو رباط سنگین سے واپس کر کے
خراسان کے پرگنوں کی کوتوالی پر
مقرر کیا۔ میں لشکر سے سو سوار لیکر
چلا تھا۔ اور بیس سوار سے اپنے تھے
علی بن اللیث کی جاگیریں ایک تو کروخ
ہری میں تھا۔ اور دوسرا خواف نیشاپور
جب میں کروخ پہنچا اور فرمان دکھایا تو جو کچھ
مجھکو وہاں سے ملا میں نے لشکر میں تقسیم
کردیا۔ اور سپاہ کو دیدیا۔ اور یاب
میرے سوار تین ہزار ہو گئے۔ جب خواف
پہنچا۔ اور فرمان پیش کیا تو خواف کے
سرداروں نے میری عزت کی اور کہا
کہ ہمیں ایک کوتوال اور دس آدمی دیجئے
کی ضرورت ہے اور میں بھی اسیر ہو
ہوگیا۔ یہاں تک کہ میں نے صفاریوں
کی اطاعت سے دست برداری اختیار
کی۔ اور خواف کو لوٹ لیا۔ اور بشت
کے ایک دہقان کے ساتھ چلکر بیہق
آیا یہاں میرے پاس دو ہزار سوار جمع
ہو گئے۔ تخمیس آیا اور نیشاپور فتح کرلیا

و کار من بالا گرفت و ترقی ہمے کرد تا جملہ خراسان خویشتن را مستخلص گردانیدم۔ اصل و سبب این دو(۲) شعر بود۔ و سلامی اندر تاریخ خویش ہمے آرد۔ کہ کار احمد بن عبداللہ بدرجہ رسید کہ بہ نیشاپور یک شب سی صد ہزار دینار و پانصد سر اسپ و ہزار تا جامہ بہ بخشید و امروز در تاریخ از ملوک قاہرہ یکے اوست۔ اصل آن دو(۲) بیت شعر بود و در عرب عجم امثال این بسیار است ؞؞؞

اردو ترجمہ

میرا کاروبار بڑھ گیا اور روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں نے تمام خراسان سے نجات پائی۔ اور اس کا سبب یہی دو(۲) شعر تھے۔ اسلامی اپنی تاریخ میں یہی کہتا ہے کہ احمد بن عبداللہ کا مرتبہ اس قدر بڑھ گیا کہ ایک رات نیشاپور میں ایک لاکھ دینار۔ پانچ سو گھوڑے ایک ہزار جوڑے مرحمت فرمائے اور آج تاریخ میں منجملہ ان کے ایک وہ بھی ہے۔ اور اس کا باعث صرف وہی دو(۲) شعر ہیں۔ عرب و عجم میں اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ؞؞

ایں بسیار است اما بریں یکے اختصار کردیم۔ پس بادشاہ را از شاعرِ نیک چارہ نیست کہ بقائے اسم او را ترتیب کند و ذکر او در دواوین و دفاتر مثبت گرداند زیرا کہ چوں پادشاہ بامرے کہ ناگزیر است مامور شود از لشکر و گنج و خزینہ او آثار نماند و نام او بسبب شعر شاعراں جاوید بماند۔ شریف مجلدی گرگانی گوید ؎

ازاں چنداں نعیم ایں جہانی کہ ماند از آل سامان آل بامان

ثنائے رودکی ماندست و مدحت نوائے باربد ماندست و دستان

و اسامی ملوک عصر و سادات زمان بنظم رائع و شعر شائع ایں جماعت باقی است چنانکہ اسامی آل سامان باشناد ابوعبداللہ جعفر بن محمد الرودکی و ابوالعباس الربنجنی و ابو المثل البخاری و ابو اسحق جویباری و ابوالحسن اغجی و طحاوی و خبازی نیشاپوری۔ و ابوالحسن الکسائی اسامی ملوک آل ناصر الدین باقی ماند۔ بامثال عنصری و عسجدی و فرخی و بہرامی و زینتی و بزرجمہر قاینی و مظفری و منشوری و منوچہری و مسعودی و قصارامی و ابوحنیفہ اسکافی و راشدی و ابوالفرج رونی و مسعود سعد سلمان و محمد ناصر و شاہ ابورجا و احمد خلف و عثمان مختاری و مجدود السنائی را نامی

موجب ہے۔ اگر ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ پس بادشاہ کو ایک ایسے ملک الشعراء کی سخت ضرورت ہے جو اس کے نام کی ترتیب کرے۔ اور اس کا ذکر دیوانوں اور دفتروں میں لکھے کیونکہ جب بادشاہ ایسے کام پر مامور ہو جائے کہ جس سے مفر نہیں ہے (مر جاتا ہے) اور اس کے لشکر و گنج خزانہ کے آثار باقی نہ رہیں تو اس کا نام شعراء کے اشعار کی وجہ سے ہمیشہ باقی رہے گا۔ شریف مجلدی گرگانی کہتا ہے ؎ باوجود دنیا کی اس قدر نعمتوں کے بھی آل سامان میں سے کون باقی رہا (صرف) رودکی کی مدح اور ثنا باقی ہے یا باربد کی صدائے داستان باقی رہ گئی ہے۔ بادشاہان زمانہ اور سرداران عالم کے نام اس جماعت کی نظم دلخوش اور مشہور سے باقی ہیں۔ چنانچہ سامانی کے نام استاد ابوعبداللہ جعفر بن محمد الرودکی۔ ابوالعباس الربنجنی۔ ابوالمثل بخاری۔ ابواسحاق جویباری۔ ابوالحسن اغجی۔ طحاوی خبازی نیشاپوری اور ابوالحسن الکسائی کے باقی رہے۔ اور بادشاہان آل ناصر الدین کے نام عنصری۔ عسجدی۔ فرخی۔ بہرامی۔ زینتی۔ بزرجمہر۔ قاینی۔ منشوری۔ منوچہری۔ مسعودی۔ قصارامی۔ ابوحنیفہ۔ اسکافی۔ مظفری۔ راشدی۔ ابوالفرج رونی۔ مسعود سعد سلمان۔ محمد ناصر۔ شاہ ابورجا۔ احمد خلف۔ عثمان مختاری اور مجدود السنائی ...

آلِ خاقان باقی ماند بلوعلوی وکلابی ویحیی فرغانی وعمعق بخاری
ورشیدی سمرقندی ونجار ساغرجی وعلی بایندی ولپسر
درغوش وعلی سپهری وجوهری وسغدی ولپسر تبیشه و
وعلی شطرنجی۔ واما اسامی آل بویه باقی ماند۔ باستاد
منطقی وکیا عضائری وبندار۔ اما اسامی آل سلجوق
باقی ماند بفرخی [illegible] (۲) [illegible] ثانی وجعفر همدانی
ودرفیروز فخری وبرهانی وامیر معزی وابوالمعالی رازی
وعمید کمالی وشهابی اما اسامی ملوک طبرستان
باقی ماند بقمری گرگانی ورافعی نشاپوری وکفائی گنجه
وکوسه خالی وکورکله و اسامی ملوک غور آل شنسب
خلد اللہ جل لہ ملکهم باقی ماند۔ بابوالقاسم رفیعی وابوبکر جوهری
وکمترین بندگان نظامی عروضی وعلی صوفی وو دواوین
این جماعت ناطق است بکمال وجمال وآلت و عدت
وعدل وبذل واصل وفضل ورائے وتدبیر و
تائید وتاثیر این پادشاهان ماضیه واین مهتران
خالیه نور اللہ مضاجعهم وَوَسَّعَ عَلَیهِم مَوَاضِعَهُم بسا
مهتران که نعمت پادشاهان خوردند وبخششهائے
گران کردند۔ وبرین شعرائے مفلق سپردند که امروز
ازیشان آثار نیست۔ واز خدم وحشم ایشان

اردو ترجمہ

جیسے شخصوں سے باقی رہے اور آلِ
خاقان کے نام۔ لولوی۔ کلابی۔ یحیی
فرغانی وعمعق۔ بخاری۔ رشید سمرقندی
نجار ساغرجی۔ علی بایندی لپسر درغوش
علی سپہری۔ جوہری۔ سغدی۔ لپسر
تبیشی اور علی شطرنجی سے باقی رہے
اور آل بویہ کے نام استاد منطقی۔ کیا
غضائری اور بندار سے باقی ہیں۔
آل سلجوق کے نام فرخی گرگانی لامعی
دہستانی۔ جعفر ہمدانی فیروز فخری۔
برہانی امیر معزی۔ ابوالمعالی۔ رازی
عمید کمالی اور شہابی سے باقی رہے
طبرستان کے بادشاہوں کے نام۔
قمری۔ گرگانی۔ رافعی۔ نیشاپوری۔
کفائی گنجہ۔ کوسہ خالی۔ اور کورکلہ سے
باقی رہے اور بادشاہان غور آل
شنسب اللہ تعالیٰ اس کا ملک ہمیشہ
رکھے۔ کے نام ابوالقاسم رفیعی ابوبکر جوہری
کمترین بندگان نظامی۔ عروضی اور علی
صوفی سے باقی رہے۔ اور اس جماعت
کے دیوان بادشاہان سلف اور سردا
ران گذشتہ کمال جمال۔ حاجت روائی۔
سرداری۔ انصاف وعنایات۔ نسب
بزرگی رائے تدبیر امداد اور اثرات
بیان کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی قبر
کو پرنور کرے۔ اور ان کے مقامات
(جنت) میں وسیع کرے۔ بہت سے
سرداران نے بادشاہوں کی نعمتیں
حاصل کیں اور بڑی بڑی بخششیں کی اور شعراء
خوشگو کو رحمت فرمائیں۔ آج ان کا کوئی نشان باقی نہیں اور ان کے خدم وحشم سے کوئی رہنے والا نہیں۔

و بارہا و بسا کوشکہائے منقش و باغہائے دلکش
کہ بنا کردند و بیارا ستند کہ امروز با زمین ہموار گشتہ
است۔ و با مفازات و اودیہ برابر شدہ (مصنف گوید)

بسا کاخا کہ محمودش بنا کرد ۞ کہ از رفعت ہمی با مہ مرا کرد
نہ بینی زان ہمہ یک خشت بر پائے ۞ مدیح عنصری ماندست بر جائے

و خداوند عالم علاء الدنیا و الدین ابو علی الحسین
بن الحسین اختیار امیر المؤمنین کہ زندگانیش دراز باد و
چتر دولتش منصور، بچنین خواستن آن دو ملک شہریار شہید
و ملک حمید بغزنین رفت و سلطان بہرام شاہ
از پیش او برفت و بر درِ آن دو شہید کہ استخفافہا
کردہ بودند و گزافہا گفتہ شہر غزنین را غارت فرمود و
عمارات محمودی و مسعودی و ابراہیمی خراب کرد و
مدایح ایشان بزر ہمی خرید و در خزینہ ہمی نہاد۔ کس را
زہرۂ آن نبود کہ در آن لشکر یا در آن شہر ایشان
را سلطان خواند و پادشاہ خود از شاہنامہ برمی خواند
آنچہ ابو القاسم فردوسی گفتہ بود ع

چو کودک لب از شیر مادر بشست ۞ زگہوارہ محمود گوید نخست
تن زندہ پیل و بجان جبرئیل ۞ بکف ابر بہمن بدل رود نیل
جہاندار محمود شاہ بزرگ ۞ بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ

اردو ترجمہ

اور بہت سے محل منقش اور باغ دلکش بنائے اور انہیں آراستہ کیا۔ لیکن آج زمین کے برابر ہوگئے اور جنگلوں اور وادیوں کی طرح ہموار ہو گئے۔

(مصنف کہتا ہے) ع

بہت سے ایسے محل کہ جنکو محمود نے تعمیر کیا کہ بلندی میں چاند سے گذرتے تھے لیکن ان میں سے تو ایک اینٹ بھی اپنی جگہ نہ پائے گا۔ صرف عنصری کی تعریفیں اپنی جگہ قائم رہ گئی ہے۔ ہمارے بادشاہ عالم علاء الدنیا والدین ابو علی الحسین بن الحسین پسندیدہ امیر المومنین۔ کہ ان کی زندگانی دراز اور ان کی حکومت کا چتر فتحمند ہو۔ دو بادشاہ شہریار اور ملک حمید سے بغرض آزمائی کے لئے غزنین گئے اور سلطان بہرام شاہ ان کے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ ان دو شہیدوں کے جانے کے بعد کہ جنہوں نے مضافات کی لغو باتیں کہیں غزنین کو لوٹا اور محمودی مسعودی ابراہیمی عمارتوں کو ڈھا دیا۔ اور اس کی مدحیں نصائح روپیہ دے کر خریدتے اور خزانہ میں رکھتے تھے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اس لشکر یا اس شہر میں کوئی ان کو سلطان کہ سکے۔ حالانکہ بادشاہ خود ابو القاسم فردوسی کے شاہنامہ سے جو کچھ اس نے کہا پڑھتا تھا۔ ع

جب بچہ ماں کے دودھ سے ہونٹ دھوتا ہے تو پہلے گہوارہ سے محمود کہتا ہے جسم میں مست ہاتھی کی طرح ہے۔ جان میں جبرئیل کی طرح ہے ہتھیلی میں بہمن کی طرح اور دل میں دریائے نیل ہے۔ ع

ع۔ جہاں دار بادشاہ محمود شاہ بزرگ ایک گھاٹ پر بکری اور بھیڑئے لاتا ہے۔ (پانی پلاتا ہے)

همیشه خداوندان خرد دانند که اینجا حشمت محمود نماند و بود حرمت فردوسی بود و نظم او. اگر سلطان محمود دانسته بودی همانا که آن آزاد مرد را محروم و مایوس نگذاشتی انتهی"

فصل ۲

در چگونگی شاعر و شعرا (۲) ۱۳ "B" ۹۷

اما شاعر باید که سلیم الفطرت عظیم الفکرت صحیح الطبع جید الرویه دقیق النظر باشد. در انواع علوم متنوع باشد و در اطراف رسوم مستطرف زیرا چنانکه شعر در هر علمی بکار همی شود هر علمی در شعر بکار همی شود. شاعر باید که در مجلس محاورت خوشگوی بود و در مجلس معاشرت خوشروی و باید که شعر او بدان درجه رسیده باشد که در صحیفهٔ روزگار مسطور باشد و بر السنهٔ احرار مقروء و بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند که حظ اوفر و قسم افضل از شعر بقای اسم است. و تا مسطور و مقروء نباشد این معنی بحاصل نیاید. و چون شعر بدین درجه نباشد تأثیر او را اثر نبود و پیش از خداوند خود بمیرد. و چون او را خویش اثری نیست

اردو ترجمہ

ہر صاحب عقل جانتا ہے کہ یہاں محمود کی شان و شوکت باقی نہ تھی۔ بلکہ فردوسی کی نظم اس کی عزت تھی۔ اگر سلطان محمود یہ جانتا ہوتا تو اس شریف شخص کو نا امید اور محروم رہنے نہ دیتا۔

فصل

شاعر اور اس کے اشعار کی کیفیت میں۔ شاعر کو سلامت عقل، زبردست تخیل، صحیح طبیعت، صحت فکر اور گہری نظر والا ہونا چاہیے۔ اور ہر قسم کے علوم سے ماہر اور انواع کی رسموں سے پسندیدہ ہونا چاہیے کیونکہ جس طرح ہر علم میں شعر کہا جاتا ہے اسی طرح ہر علم انشا میں بھی کام آتا ہے۔ شاعر کو چاہیے کہ وہ گفتگو کی مجالس میں خوش بیان اور عیش و مسرت کی محفلوں میں خنداں پیشانی رہے اور چاہیے کہ اس کے اشعار اس پایہ کے ہوں کہ روزگار کے صفحہ پر لکھے جا سکیں اور شرفا کی زبانوں پر پڑھے جائیں اور بیاضوں میں لکھے جائیں۔ اور شہروں میں لوگ پڑھیں۔ کیونکہ شعر سے بہترین مسرت اور افضل حصہ بقائے اسم ہے۔ جب تک لکھا اور پڑھا نہ جائیگا یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس ضرور ہے کہ جب تک اس درجہ کا شعر نہ ہوگا مؤثر نہ ہوگا اور وہ اپنے مالک (شاعر) سے پہلے ہی مر جاتا ہے اور جب اس شعر کو اپنی ہی بقا نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

. . . .

. . . .

دربقائے اسم دیگرے چہ اثر باشد۔ امّا شاعر بدین درجہ نرسد
الّا کہ در عنفوان شباب و در روزگار جوانی بیست ہزار
بیت از اشعار متقدمان یاد گیرد و دہ ہزار کلمہ از آثار
متاخران پیش چشم کند۔ و پیوستہ دواوین استادان
ہمی خواند۔ و یاد ہمیگیرد کہ درآمد و بیرون شد ایشان
از مضائق و دقائق سخن برچہ وجہ بودہ است۔ تا طرق
و انواع شعر در طبع او مرتسم شود۔ و عیب و ہنر شعر بر
صحیفۂ خرد او منقش گردد تا سخنش روے در ترقی دارد
و طبعش بجانب علو میل کند۔ ہرکرا طبع در نظم شعر راسخ شد
و سخنش ہموار گشت روے بعلم شعر آرد و عروض بخواند و گرد
تصانیف استاد ابوالحسن السرخی البہرامی گردد و چون
غایۃ العروضین و کنز القافیہ و نقد معانی و نقد الفاظ و
سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بر استادے را
سزاوار شود و اسم او در صحیفۂ روزگار پدید آید۔ چنانکہ
اسامی دیگر استادان کہ نامہائے ایشان یاد کردیم۔ تا آنچہ
از مخدوم و ممدوح بستاند۔ حق آن بتواند گزارد و دربقا
اسم امّا بر پادشاہ واجب است کہ چنین شاعر را تربیت
کند تا در خدمت او پدید آید و نام او از مدحت او
ہویدا شود۔ امّا اگر ازین درجہ کم باشد۔ نشاید بدو سیم

اردو ترجمہ

تو دوسرے شخص کا نام باقی رکھنے کی کیا
تاثیر ہو سکتی ہے شاعر اس مرتبہ پر اسوقت
تک نہیں پہنچ سکتا جبتک آغاز شباب
اور عالم جوانی میں متقدمین اشعار کے
بیس ہزار شعر اور متاخرین کے رسوم
کے دس ہزار کلمات مستحضر نہ کرلے۔ اور
ہمیشہ استادوں کے دیوان پڑھتا رہے
اور معلوم کرے کہ سخن کی باریکیوں اور
تنگیوں سے ان کی آمد و رفت کس طرح انجام
پر ہوئی ہے تاکہ اشعار کے اقسام اور طریقے
اور اس کی طبیعت پر منقش اور شعر کی
بھلائی برائی اس کے صحیفۂ دل پر نقش
ہو جائے جس سے اس کا کلام ترقی
کیطرف مائل ہو اور اس کی طبیعت بلندی
کیطرف مائل ہو جب شخص کی طبیعت
شعر نظم کرنے میں مضبوط ہو جائے اور
اس کو کلام مناسب ہونے لگے تو وہ فن
شعر کی طرف متوجہ ہو۔ اور عروض پڑھے
استاد ابوالحسن سرخسی البہرامی کی تصنیفات
دیکھے مثلاً غایۃ العروضین۔ کنز القافیہ
نقد الفاظ سرقات اور تراجم اور اس علم
کی ہر قسم کو استاد سے جسکو وہ مناسب سمجھتا ہو
پڑھے تاکہ استاد کا نام سزاوار ہو اور
اسکے صفحات روزگار پر (جیسے دوسرے
استاد کہ جنکا نام پہلے بیان کیا) روشن ہو
تاکہ جو کچھ مخدوم و ممدوح سے حاصل کرے
بقائے نام میں اسکا حق ادا کرسکے لیکن
بادشاہ پر لازم ہے کہ ایسے شاعر کی تربیت
کرے تب اس کی [illegible]

صنایع کردن. و بشعر او التفات نمودن خاصه که پیر بود. و درین
باب تفحص کرده‌ام در کل عالم از شاعر پیر بدتر نیافته‌ام و هیچ
سیم ضایع‌تر از آن نیست که بوے دهند ناجوانمردی که به
پنجاه سال ندانسته باشد که آنچه من همیگویم بد است
کے بخواهد دانستن - اما اگر جوان بود که طبع راست دارد
اگرچه شعرش نیک نباشد و در شریعت آزادگی تربیت او
واجب باشد و تعهد او فریضه و تفقد او لازم اما در خدمت
بادشاه هیچ بهتر از بدیهه گفتن نیست که به بدیهه طبع بادشاه خرم
شود و مجلسها برافروزد و شاعر بمقصود رسد و آن اقبال که
رودکی از آل سامان دید به بدیهه گفتن و زود شعری کس
ندیده است۔

حکایت

چنین آورده اند که نصر بن احمد که واسطه عقد آل سامان بود
و اوج دولت آن خاندان ایام ملک او بود و اسباب
تمتع و علل ترفع در غایت ساختگی بود۔ خزانه آراسته و لشکر
جرار و بندگان فرمانبردار زمستان بدار الملک بخارا مقام
کردے. و تابستان به سمرقند رفتے یا بشهرے از شهر

اردو ترجمہ

تاکہ اسکا نام اس (شاعر) کی مدح سے زندہ
ہو۔ اگر اس درجے سے کم ہو تو اس پر مال
و زر ضائع کرنا اور اس کے اشعار پر
توجہ نہ کرنی چاہیئے خاصکر جبکہ بوڑھا ہو
میں نے اسباب میں بہت غور کیا ہے اور
تمام دنیا میں بوڑھے شاعر سے بدتر کسی کو
نہ پایا اور کوئی روپیہ اس سے زائد کار
نہیں ہو سکتا جو اسے دیا جائے جو شخص
پچاس سال تک یہ نہ جان سکا کہ جو کچھ
میں کہہ رہا ہوں درست نہیں تو پھر کب
جانے گا۔ لیکن اگر جوان ہو اور طبیعت
مناسب رکھتا ہو تو اگرچہ اس کے شعر
اچھے نہ ہوں لیکن امید ہے کہ آئندہ
اچھے ہو جائیں گے اور شریعت آزاد
اس کی تربیت واجب اور اس کی ذمہ
داری فرض اور اسکے ساتھ مہربانی کرنا
لازم ہے لیکن بادشاہ کی خدمت میں
فی البدیہہ کہنے سے بہتر کوئی طریقہ نہیں
کیونکہ بدیہہ سے بادشاہ کی طبیعت خوش
ہو جاتی ہے مجالس رونق پاتے ہیں اور
شاعر اپنے مقصود پر پہنچتا ہے۔ بدیہہ گوئی
اور جلد شعر کہنے میں جو اقبال رودکی نے
آل سامان سے پایا کسی کو نصیب نہ ہوا۔
حکایت - کہتے ہیں کہ نصر بن احمد
کہ آل سامان کا (لڑی کا) سب سے بڑا
موتی تھا جس کا زمانہ ملکی بلندی کا تھا
موافق خزانے مالا مال لشکر جرار ملازمین
فرمانبردار اس کی عادت تھی کہ موسم سرما
میں دار الملک بخارا میں قیام کرتا

هائے خراسان مگر یکسال نوبت ہری بود بفصل بہار
بباد غیس بود که بادغیس خرم تر ین چراخوار ہائے خراسان
و عراق است۔ قریب ہزار ناو است۔ پر آب و علف
که ہر یکے لشکرے را تمام باشد (چون ستوران بہار نیکو
بخوردند و بتن و توش خویش باز رسیدند۔ و شائستہ
میدان حرب شدند و نصر بن احمد روئے بہری نہاد و
بدر شہر بمرغ سپید فرود آمد و لشکرگاه بزد و بہارگاه بود
و شمال روان شده میوه ہائے مالن و کروخ۔ در رسید
که امثال آن در بسیار جا ئہا بدست نشود و اگر شود بدان
ارزانی نباشد۔ آنجا لشکر بر آسود و ہوا خوش بود۔ باد سرد
نان فراخ و میوه ہا بسیار و مشمومات فراوان و لشکرے از
[illegible] از عمر خویش (چون
[illegible]
در وم [illegible]
عنفوان شباب بدادند مہرگان دیر درکشید و سرما قوت
نکرد و انگور در غایت شیرینی رسید و در سواد ہری صد و بیست
لون انگور یافته شود ہر یک از دیگرے لطیف تر و لذیذ تر
و از آن دو نوع است که در ہیچ ناحیت ربع مسکون یافته
نشود یکے پرنیان و دوم کلنجری تنک پوست خرد تکس بسیار

اردو ترجمہ

ور گرمی میں سمرقند یا خراسان کے کسی
شہر میں چلا جاتا۔ مگر ایک سال ہری
کی باری تھی اور فصل بہار میں باد
غیس خراسان اور عراق کا بہترین
سبزہ زار ہے۔ ایک ہزار ناؤ کے قریب
پانی میں تیرتی ہیں۔ چارہ اسقدر تھا
کہ ہر ایک لشکر کو کافی ہو سکے جب
جانوروں نے بہار کے موسم خوب
اچھی طرح سے چر لیا اور پھر اپنی حالت
فربہی پہ آکر لڑائی اور میدان کے
قابل ہو گئے تو نصر بن احمد نے ہری کا
ارادہ کیا۔ اور شہر کے دروازہ پر سفید
باغیس اترا۔ اور لشکر گاہ قائم کی بہار
کا موسم تھا نسیم شمالی چلنے لگی مالن کروخ
میوہ انگور۔ [illegible] شہر وغیرہ ہو گئے
کہ ایسے انگور اکثر مقامات میں میسر نہیں
آتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو اسقدر ار
زاں سے نہیں۔ لشکر کو آرام ملا کیونکہ
[illegible]
سے اپنا لطف اٹھایا [illegible]
جب مہرگان آیا تو انگور پک گئے۔ اور گل
ریحان پودینہ اور گل بابونہ نکل آئے
لوگوں نے جوانی کی نعمتوں سے [illegible]
کی اور عنفوان شباب کو داد دی۔ بہت
لطف اٹھائے) انگور انتہائی شیرینی پر
پہنچ گیا۔ اطراف ہری میں ایک سو بیس
قسم کے انگور پائے جاتے ہیں اور ہر ایک دوسرے

آب گوئی که در وی اجزاء ارضی نیست از کلنجری یکخوشه پنج من و
هر دانه پنج درم سنگ بیاید سیاه چون قیر و شیرین چون شکر
و ازش بسیار نتوان خورد بسبب مائیتی که در وست و انواع
میوه های دیگر همه خیار چون امیر نصر بن احمد مهرگان و ثمرات
او بدید عظیمش خوش آمد. نرگس رسیدن گرفت کشمش
بیفگندند در مالن و منقی برگرفتند و آونگ ببستند و گنجینها
پر کردند. امیر با آن لشکر بدان دو پاره دیه درآمد که او را غوره و
درواز خوانند سراهائی دیدند هر یکی چون بهشت اعلی و هر
یکی را باغی و بستانی در پیش بر جهت شمال نهاده زمستان
آنجا مقام کردند و از جانب سجستان نارنج آوردن گرفتند
و از جانب مازندران ترنج رسیدن گرفت زمستانی گذاشتند
در غایت خوشی چون بهار درآمد اسپان بباد غیس فرستادند
و لشکرگاه بمالن بیان دو جوی بردند و چون تابستان در
آمد میوه ها دررسید امیر نصر بن احمد گفت تابستان کجا رویم
که ازین خوشتر مقامگاه نباشد مهرگان برویم و چون مهرگان در
آمد گفت مهرگان هری بخوریم و برویم و همچنین فصلی بفصلی همی انداخت
تا چهار سال برین برآمد ... سامانیان ... بود ...
... آباد و ملک ... سران لشکر ... هری ... بود ...
... ملول گشتند و آرزوی ...

اردو ترجمہ

بہت لطیف اور لذیذ۔ ان میں بہت اقسام ہیں۔ جو تمام دنیا میں کسی جگہ نہیں
پائی جاتی۔ ایک پرنیان دوسرے کلنجری
کا ہر خوشہ پانچ من کا اور ہر دانہ پانچ درم
کے برابر ہوتا ہے اور وہ اپنی خاصیت
سے بہت کھایا جاتا ہے اور ہر قسم کے
دوسرے میوے مثلاً ککڑی وغیرہ
(حکایت) جب امیر نصر بن احمد نے زمانہ
مہرگان اور اس کے میوے دیکھے تو
بہت پسند آئے۔ نرگس آنا شروع
ہوگیا لوگوں نے کشمش چھوڑ کر مالن اور
منقی اپنا شروع کیا۔ انگلیاں باندھیں
اور دوسرے بھر لئے۔ امیر اس لشکر
کیسا تھ اس دو دیہات کو گیا جن کو
غورہ کہتے ہیں۔ بہت سے
سرائیں دیکھیں کہ ہر ایک بہشت بریں
کیطرح اور ہر ایک کے سامنے شمال
کی طرف ایک باغ لگا ہوا تھا۔
سردی کے موسم میں وہاں ٹھہرے
سجستان سے نارنج اور مازندران سے
ترنج آنا شروع ہوگئے۔ الغرض موسم
سرما نہایت خوشی کے ساتھ گزرا جب
بہار آئی تو گھوڑے بادغیس روانہ
کر ... اور لشکرگاہ مالن ... دو نہروں
کے درمیان ... گرمی ...
گرما آیا تو میوے آنا شروع ہوگئے
امیر نصر بن احمد نے ... گرمی میں
... کوئی جگہ ... نہیں
مہرگان ... مہرگان آیا

خانمان برخاست پادشاہ را ساکن دید ہوائے ہری در سر او و عشق ہری در دل او و در اثنائے سخن ہری را بہشت عدن مانند کردے بلکہ بر بہشت ترجیح نہادے و از بہار چین زیادت آوردے دانستند کہ سر آن[خیال ١٢] دارد کہ این تابستان[گرمی ١٢] نیز آنجا باشد۔ پس سران لشکر و مہتران ملک نزدیک استاد ابو عبد اللہ الرودکی رفتند و از ندمائے پادشاہ ہیچکس محتشم تر و مقبول القول تر از و نبود۔ گفتند پنجہزار دینار ترا خدمت کنیم اگر صنعتے بکنی کہ پادشاہ ازین خاک حرکت کند کہ دلہائے ما آرزوئے فرزند ہمے برد و جان ما از اشتیاق بخارا ہمے برآید۔ رودکی قبول کرد کہ نبض امیر بگرفتہ بود و مزاج او بشناختہ دانست کہ بہ نثر با او درنگیرد[اثر کند ١٢] روئے بہ نظم آورد قصیدۂ بگفت و بوقتے کہ امیر صبوح کردہ بود درآمد و بجائے خویش بنشست و چون مطربان فرو داشتند او چنگ برگرفت و در پردۂ عشاق[نام پردہ] این قصیدہ آغاز کرد

[از دو پردہ ١٢]

بوئے جوئے مولیان آید ہمے ٭ بوئے یار مہربان آید ہمے

[نام ندی کی خوشبو ١٢]

پس فروتر شود و گوید

ریگ آموئے و درشتی راہ او ٭ زیر پایم پرنیان آید ہمے

آب جیحون از نشاط روئے دوست ٭ خنگ ما را تا میان آید ہمے

اے بخارا شاد باش و دیر زی ٭ میر زی تو شادمان آید ہمے

اردو ترجمہ

لیکن بادشاہ کو مقیم دیکھا۔ کیونکہ ہری کی خواہش اسکے سر میں اور ہری کا عشق اسکے دل میں موجود تھا۔ اسی اثناء کلام میں ہری کو جنت عدن سے تشبیہ دیتا بلکہ جنت پر ترجیح دیتا۔ اور بہارستان چین سے بالاتر بیان کرتا۔ لوگوں نے سمجھا کہ اسکو موسم گرما بھی وہیں گذارنے کا خیال ہے۔ پس سرداران لشکر اور ارکان سلطنت استاد ابو عبد اللہ الرودکی پاس گئے۔ کیونکہ بادشاہ کے مصاحبوں میں اس سے بڑھکر کوئی بھی ذی عزت اور مقبول سخن نہ تھا اور کہا کہ ہم آپ کو پانچ ہزار دینار دینگے۔ اگر آپ کوئی ایسی صورت اختیار کریں کہ بادشاہ یہاں سے چل پڑے کیونکہ ہمارے دل اہل و عیال سے ملنے کو چاہتے ہیں اور اشتیاق بخارا میں ہماری جانیں نکلی جا رہی ہیں رودکی نے منظور کر لیا۔ کیونکہ وہ امیر کی حالت سے واقف تھا اور اسکا مزاج پہچانتا تھا۔ سمجھا کہ نثر اسپر کچھ اثر نکریگی نظم کا ارادہ کیا اور ایسے وقت میں کہ امیر صبوح لئے ہوئے تھا آیا۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جب قوالوں نے چنگ رکھا تو اسنے اٹھا لیا۔ اور پردہ عشاق میں یہ قصیدہ کہا۔ جوئے مولیان کی بو آ رہی ہے گویا مہربان دوست کی بو آ رہی ہے آگے چل کر کہتا ہے

موضع آمو کی ریت اور اسکے راستہ کی سختی میرے پیروں کے نیچے ریشمی کپڑا معلوم ہو رہی ہے۔ دوست کے دیدار کی خوشی کی وجہ سے دریائے جیحون کا پانی (باوجود گہرائی کے) ہمارے گھوڑوں کی کمر تک آ رہا ہے ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

میر ماہست و بخارا آسمان ٭ ماہ سوئے آسمان آید ہمے
میر سرواست و بخارا بوستان ٭ سرو سوئے بوستان آید ہمے

چون رودکی بدین بیت رسید امیر چنان منفعل گشت کہ از تخت فرود آمد و بے موزہ پائے در رکاب خنگ نوبتی آورد و روئے بہ بخارا نہاد چنانکہ رانین و موزہ تا دو فرسنگ در پئے امیر بردند بہ بروتہ و آنجا در پائے کرد و عنان تا بخارا ہیچ جائے باز نگرفت و رودکی آن پانصد ہزار دینار مضاعف از لشکر بستند و شنیدم بسمرقند در سنہ اربع و خمسمائہ از دہقان ابو رجا احمد ابن عبد الصمد العابدی کہ گفت جد من ابو رجا حکایت کرد کہ چون درین نوبت رودکی بسمرقند رسید چہار صد شتر زیر بنہ او بود و الحق آن بزرگ بدین تجمل ارزانی بود کہ ہنوز این قصیدہ را کس جواب نگفتہ است کہ مجال آن ندیدہ اند کہ ازین مضایق آزاد توانند بیرون آمد و از عذب گویان و لطیف طبعان عجم یکے امیر الشعراء معزی بود کہ شعر او در طلاوت و طراوت بغایت است و در روانی و عذوبت بنہایت۔ زین الملک ابو سعد ہندو بن محمد بن ہندو الاصفہانی از وے درخواست کہ آن قصیدہ را جواب گوئی گفت نتوانم۔ الحاح کرد۔ چند بیت بگفت کہ یک بیت از آن بیتہا این است ٭
رستم از مازندران آید ہمے ٭ زین ملک از اصفہان آید ہمے

اُردو ترجمہ

ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم سب آسانی سے گذر سکتے ہیں اسے بخارا تو خوش رہ اور دیر تک قائم رہ تیرا بادشاہ خوشی خوشی تیری طرف آرہا ہے۔ بادشاہ چاند ہے اور بخارا آسمان تو چاند آسمان کی طرف آرہا ہے اور اگر امیر سرو ہے اور بخارا باغ تو سرو باغ کی طرف آرہا ہے۔ جب رودکی اس شعر پر پہنچا تو امیر اسقدر شرمندہ ہوا کہ تخت سے اتر کر بغیر موزے پہنے ہوئے باری کے گھوڑے پر سوار ہو کر بخارا کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ پاجامہ اور موزے دو فرسنگ تک امیر کے پیچھے لیگئے۔ وہاں پہنے اور بخارا آنے تک راستہ میں کہیں گھوڑا نہیں روکا۔ اور رودکی نے اس پانچ ہزار سے دوگنا لشکر سے حاصل کیا۔ میں نے سنہ ۵۰۴ھ ابو رجا احمد بن عبد الصمد عابدی زمیندار سے سمرقند میں سنا کہ میرے دادا ابو رجا نے بیان کیا کہ اس مرتبہ جب رودکی سمرقند آیا تو چار سو اونٹ اسکے سامان سے لدے ہوئے تھے۔ بیشک وہ بزرگ اس شان و شوکت سے آراستہ تھا اب تک کسی شخص نے اس قصیدہ کا جواب نہیں کہا کیونکہ اسکی طاقت نہیں دیکھی کہ اس مشکلات سے سالم آسانی سے نکل پاسکیں گے۔ عجم کے شیریں بیان اور پاکیزہ طبیعت والوں میں ایک امیر الشعرا معزی تھا کہ اسکے اشعار تر و تازگی اور رنگینی میں بیحد اور شیرینی و روانی میں بیحد تھی۔ زین الملک ابو سعد ہندو بن محمد ہندو اصفہانی نے اس سے کہا کہ اس

---

۴ قصیدہ کا جواب کہئے اسنے کہا کہ میرے سے ناممکن ہے بہت کوشش کی تو چند شعر کہے انمیں ایک بیت یہ ہے۔ رستم مازندران سے آرہا ہے زین الملک اصفہان سے

همه سخن‌دانان دانند که میان این سخن و آن سخن چه تفاوت [فرق ۱۲] است و که تواند گفتن بدین عذبی که او در مدح همی گوید [کرامیه ۱۲] درین قصیده بیت

آفرین و مدح سود آید همی ۔ گر به گنج اندر زیان آید همی

واندرین بیت از محاسن هفت صنعت است ۔ اوّل مطابق دوم متضاد سوم مردّف چهارم بیان مساوات پنجم عذوبت ششم فصاحت هفتم جزالت و هر استادی که در علم شعر تبحری است چون اندکی تفکّر کند داند که من درین مصیبم ۔ والسّلام ۔

حکایت

عشقی که سلطان یمین الدوله محمود را با ایاز ترک بوده است معروف است و مشهور ۔ آورده‌اند که سخت [زیاده ۱۲] نیکو صورت نبود ۔ لیکن سبز چهرهٔ شیرین بوده است متناسب اعضا و خوش حرکات و خردمند و آهسته و آداب مخلوق بهستی او را عظیم دست داده بوده است و در آن باره از نادر [نهایت ۱۲] [آب و آداب شاهی ۱۲] [حاصل شده بود ۱۲] زمانهٔ خویش بوده است و این همه اوصاف است که عشق را بعث کند و دوستی را بر قرار دارد ۔ و سلطان [برمی‌انگیزد ۱۲] یمین الدوله محمود مردی دیندار و متّقی بود و با عشق

اردو ترجمہ

تمام عقلمند جانتے ہیں کہ اس کلام میں اور اس کلام میں کتنا فرق ہے اور اس شیرینی کیساتھ کون کہہ سکتا ہے کہ اسنے یہ قصیدہ مدح کے سلسلہ میں بیان کیا ہے اگر خزانہ میں نقصان واقع ہوتا ہے (سخاوت کی وجہ سے) مدح اور نثار فائدہ منصور ہوتا ہے اس شعر میں محاسن شعریہ کی سات صنعتیں ہیں) اوّل مطابقت دوسرے متضاد تیسرے مردّف چوتھے بیان مسلسل پانچویں شیرینی چھٹے فصاحت ۔ ساتویں استواری ہر استاد کہ جس کو علم شعر میں مہارت ہے جب وہ اچھی طرح فکر کریگا ۔ تو معلوم کرے گا کہ میں اسمیں صائب الرائے ہوں ۔ والسّلام

(حکایت)

عشق سلطان یمین الدولہ محمود کو ایاز سے ساتھ تھا مشہور و معروف ہے کہا جاتا ہے کہ وہ خوبصورت تھا ۔ لیکن اس کا چہرہ شیریں سبز (جو کہ خط برآمدہ) تھا سڈول اعضا خوش حرکات عقلمند نرم گو تھا ۔ اور مخلوق پرستی کے آداب خوب حاصل کیے اسی سبب سے اپنے زمانہ کے عجائبات میں سے تھا اور یہ تمام اوصاف وہ ہیں کہ عشق کو ابھارتے اور دوستی کو برقرار رکھتے ہیں ۔
سلطان یمین الدولہ محمود ایک دیندار اور متّقی شخص تھا عشق ایاز میں بہت خودداری سے کام لیتا تھا ۔

ایاز بسیار کشی گرفتے تا از شارع شرع بہ منہاج حریت
قدمے عدول نکردے شبے در مجلس عشرت بعد از آنکہ شراب
در دا اثر کردہ بود عشق در عمل نمودہ بزلف ایاز نگریست
عنبرے دید بر روئے ماہ غلطان سنبلے دید بر چہرۂ آفتاب
پیچان حلقہ حلقہ چون زرہ بند بند چون زنجیر در حلقۂ ہزار دل
در ہر بندے صد ہزار جان عشق عنان خویشتن داری از دست
صبر او بربود و عاشق وار در خویش کشید محتسب آمنا وصدقنا
سر از گریبان شرع بر آوردہ و در برابر سلطان یمین الدولہ
بایستاد و گفت ہان محمود عشق را با فسق میامیز و حق را با باطل
ممزوج مکن کہ بدین ذلت ولایت عشق بر تو بشوبد و چون پدر خویش
از بہشت عشق بیفتی و بعناء دنیاء فسق در مانی سمع اقبالش
در غایت شنوائی بود این قضیہ مسموع افتاد ترسید کہ سپاہ
صبر او با لشکر زلفین ایاز بر نیاید کارد بر کشید و بدست ایاز داد کہ
بگیر و زلفین خویش را ببر ایاز خدمت کرد و کارد از دست او
بستد و گفت از کجا ببرم گفت از نیمہ ایاز زلف دو تو کردہ تقدیر
بگرفت و فرمان بجائے آورد و ہر دو زلف خویش را پیش محمود نہاد
گویند آن فرمانبرداری عشق را سببے دیگر شد محمود زر و جواہر
افزون از رسم معہود و عادت ایاز را بخشش کرد از غایت مستی
در خواب رفت و چون نسیم سحرگاہی بر وزید بر سر تخت پادشاہی

اردو ترجمہ

ایاز میں بہت خودداری سے کام لیتا تھا
یہاں تک کہ شریعت کے طریقے و شرع کے
راستہ سے ایک قدم بھی نہ ہٹتا۔
ایک رات مجلس عشرت میں شراب
حالانکہ اسمیں اثر کر چکی تھی عشق نے اپنا
کرشمہ دکھایا۔ ایاز کی زلف پر نظر ڈالی
دیکھا کہ عنبر ہے۔ کہ چاند پر ڈھلکا ہوا
ہے اور ایک سنبل ہے کہ آفتاب کے
چہرہ پر لپٹ رہا ہے۔ زرہ کی طرح
حلقہ حلقہ زنجیر کی طرح کڑی کڑی ہے
حلقہ میں ہزار دل اور ہر کڑی میں
ہزار جان عشق نے اسکے صبر کے ساتھ
سے خودداری کی لگام لے لی۔ عاشق
کی طرح اپنے سے لپٹا لیا۔ کوتوال آمنا
وصدقنا نے (ایمان لائے ہم اور
اور تصدیق کی ہم نے یعنی (جا بہ ایمانی
لے) گریبان شرع سے سر نکالا۔ اور
گویا بصورت انسانی سلطان یمین الدولہ
کی برابر کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ خبردار محمود
عشق کو گناہ میں نہ ملا۔ اور حق کو باطل
سے آلودہ نہ کر۔ کیونکہ اس لغزش سے
ولایت عشق تجھپر فتنہ برپا کریگا۔ اور
اپنے باپ (آدم) کی طرح جنت عشق
سے دنیا کے فسق کی تکلیف میں گر پڑیگا
اسکا سمع اقبال بہت سننے والا تھا
یہ بات سنی اور ڈرا۔ اسکے صبر کی سپاہ
ایاز کی زلفوں کے لشکر پر فتح نہیں
پا سکتی۔ چھری نکالکر ایاز کے ہاتھ میں
دی۔ اور کہا کہ لے اور اپنی دونوں
زلفیں کاٹ ڈال۔ ایاز نے آداب بجا لا کر
اسکے ہاتھ سے چھری لی اور کہا کہ کہاں
سے کاٹوں محمود نے کہا کہ آدھوں
آدھ سے ایاز نے زلفوں کو دوہرا کر کے
اندازہ کیا اور فرمان بجا لایا۔ اور اپنی
دونوں زلفیں کاٹ کر محمود کے سامنے رکھ دیں

از خواب درآمد۔ آنچه کرده بود بیادش آمد۔ ایاز را بخواند آن زلفین
بریده بدید سپاه پشیمانی بر دل او تاختن آورد و خمار عربده بر دماغ
او مستولی گشت می خفت و می خاست و از مقربان و مرتبان کس را
زهره آن نبود که بپرسد که سبب چیست؟ تا آخر حاجب علی قریب
که حاجب بزرگ او بود روی بعنصری کرد و گفت پیش سلطان در
رو و خویشتن بدو نمای و طریقی بکن که سلطان خوش طبع گردد۔
عنصری فرمان حاجب بزرگ بجای آورد و در پیش سلطان شد
و خدمت کرد سلطان یمین الدوله سر برآورد و گفت ای عنصری این
ساعت از تو همی اندیشیدم می بینی که چه افتاده است ما را درین
معنی چیزی بگو که لایق حال باشد عنصری خدمت کرد و بر بدیهه گفت

کی عیب سر زلف بت از کاستن است
چه جای بغم نشستن و خاستن است
جای طرب و نشاط و می خواستن است
کآراستن سرو ز پیراستن است

سلطان یمین الدوله محمود را این دو بیتی بغایت خوش افتاد بفرمود
تا جواهر بیاوردند و سه بار دهان او پر جواهر کرد و مطربان را پیش
خواست و آن روز تا بشب بدین دو بیتی شراب خوردند و آن
داهیه بدین دو بیتی از پیش او برخاست و عظیم خوش طبع گشت
والسلام۔ اما بباید دانست که بدیهه گفتن رکن اعلی است
در شاعری و بر شاعر فریضه است که طبع خویش را بریاضت
بدان درجه رساند که در بدیهه معانی انگیزد که سهم از خزینه بدیهه

اردو ترجمہ

اور جو کچھ اسنے کیا تھا خیال آیا۔ ایاز کو بلایا تو اسکی دونوں زلفیں کٹی ہوئی دیکھیں۔ خجالت کی سپاہ نے اسکے دل پر حملہ کیا اور بدمزگی کا خمار اسکے دماغ پر غالب ہو گیا کبھی اُٹھتا تھا کبھی بیٹھتا تھا اور ندیموں اور مصاحبوں میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ دریافت کر سکتا کہ اسکی وجہ کیا ہے یہاں تک کہ آخرکار علی قریب جو اسکا سب سے بڑا دربان تھا عنصری کے پاس گیا اور کہا کہ تو سلطان کے پاس جا کر خود اسکو اپنا چہرہ دکھا اور کوئی ایسی تدبیر کر کہ بادشاہ خوش ہو جائے۔ عنصری بزرگ دربان کا فرمان بجا لایا۔ اور سلطان کے سامنے جا کر آداب بجا لایا اور یمین الدولہ محمود نے کہا کہ اے عنصری میں تجھکو ابھی یاد کر رہا تھا (کٹی ہوئی زلفوں کی طرف اشارہ کر کے) دیکھتا ہے کہ یہ کیا بری ہوئی ہیں؟ ہم کو اس بارے میں کچھ حسب حال کہہ کر سناؤ۔ عنصری نے آداب بجا لایا اور فی البدیہ کہا۔ معشوق کی زلفوں کے سرے کا کٹنا کب عیب میں داخل ہے اور یہ رنجیدہ ہو کر بیٹھنے اٹھنے کا کیا موقع ہے۔ اور یہ تو عیش و مسرت اور شراب پینے کا وقت ہے کیونکہ سرو کو چھانٹنا اسکو خوبصورت بناتا ہے۔ سلطان یمین الدولہ محمود کو یہ دوبیتی بہت پسند آئی اس نے حکم دیا کہ جواہرات حاضر کئے گئے۔ تین مرتبہ اس عنصری کا منہ جواہرات سے بھر دیا اور گویوں کو بلایا۔ اور دن بھر شام تک اس دو بیتی کی بدولت شراب پی گئی اور اسکی وجہ سے یہ رنج دور ہوا اور بہت خوش ہوا۔ والسلام۔
واضح ہو کہ شاعری میں بدیہہ گوئی ...

بیرون آید و پادشاه را حسب حال بطبع آرد و این همه از بهر مراعات دل مخدوم و طبع ممدوح است باید و شعرا هرچه یافته اند از صلات معظم ببدیهه و حسب حال یافته اند ؛

حکایت

فرخی از سیستان بود پسر جولوغ غلام امیر خلف بانو طبعی نیکو داشت و شعر خوش گفتی و چنگ تر زدی و خدمت دهقانی کردی از دهاقین سیستان و این دهقان او را هر سال دویست کیل پنج منی غله دادی و صد درم سیم نوحی او را تمام بودی اما زنی خواست هم از موالی خلف و خرجش بیشتر افتاد و دبه و زنبیل در افزود فرخی بی برگ ماند و در سیستان کسی دیگر نبود مگر امرای ایشان فرخی قصه بدهقان برداشت که مرا خرج بیشتر شده است چه شود که دهقان از انجا که کرم اوست غلهٔ من سیصد کیل کند و سیم صد پنجاه درم تا مگر با خرج من برابر شود دهقان بر پشت قصه توقیع کرد که این قدر از تو دریغ نیست و افزون ازین را روی نیست فرخی چون بشنید مایوس گشت و از صادر و وارد استخبار همی کرد که در اطراف و اکناف عالم نشان ممدوحی شنود تا روی بدو آرد باشد که اصابتی یابد تا خبر کردند او را از امیر ابوالمظفر چغانی بچغانیان که این نوع را تربیت

اردو ترجمہ

روپیہ دیا جاتا ہے اور بادشاہ کو حسب حال ہی پسند آتا ہے اور یہ سب باتیں مخدوم کے دل اور ممدوح کی طبیعت کو خوش کرنے کے واسطے ہونا چاہیے شاعروں نے جب کبھی بڑے بڑے انعامات حاصل کئے ہیں تو بدیہہ گوئی اور حسب حال بیان کرنے سے حاصل کئے ہیں۔

حکایت

فرخی جولوغ امیر خلف کا لڑکا اور سیستان کا باشندہ تھا۔ طبیعت اچھی پائی تھی شعر بھی نہایت بہترین موزوں کرتا تھا اور چنگ بھی بہت اچھا بجاتا تھا۔ اور سیستان کے زمینداروں میں سے ایک کی خدمت کرتا تھا۔ اور یہ زمیندار اسکو پانچ من کے پیمانہ سے دو سو پیمانہ غلہ اور سو درم نوحی (چاندی) دیتا تھا۔ جو اسکو کافی ہوتے تھے۔

لیکن اسنے خلف کی لونڈیوں میں سے ایک کیساتھ بیاہ کر لیا۔ اب اسکا خرچ زیادہ ہو گیا۔ اور اسکی مشکیں زنبیل (مہربان معاف کریں) فرخی بے سامان ہو گیا اور سیستان میں اس خاندان کے سوا کوئی دوسرا آنحضرت تھا فرخی نے زمیندار کے سامنے درخواست پیش کی کہ میرا خرچ زیادہ ہو گیا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ زمیندار اپنی مہربانی سے میرا غلہ تین سو پیمانہ اور نقد ڈیڑھ سو درم کر دیں تو شاید میرے خرچ کے مطابق ہو جائے زمیندار نے عرضی کی پشت پر لکھا کہ تجھے مل جائے اسکے انکار نہیں اور اس سے زیادہ دینے کی گنجائش نہیں جب فرخی نے سنا تو ناامید ہوا اور آنے جانے والوں سے خبریں معلوم کرتا رہا کہ اکناف عالم میں کسی ممدوح کا پتہ لگے تو اسطرف متوجہ ہو شاید کچھ معاش مل جائے

می کند و این جماعت را صله و جائزهٔ فاخره بدهد و امروز
از ملوک عصر و امرای وقت درین باب او را نظیر نیست. قصیده
بگفت و عزیمت آن جانب کرد

با کاروان حلّه برفتم ز سیستان * با حلّه تنیده ز دل بافته ز جان

الحق نیکو قصیده‌ایست و در وصف شعر کرده است و در غایت
نیکوئی و مدح بی‌نظیر است پس برگی بساخت و روی
بچغانیان نهاد و چون بحضرت چغانیان رسید بهارگاه بود
و امیر بداغگاه و شنیدم که هجده هزار مادیان زهی داشت
هر یکی را کرهٔ در دنبال و هر سال برفتی و کرگان داغ فرمودی
و عمید اسعد که کدخدای امیر بود بحضرت بود نزلی راست
می کرد تا در پی امیر برد۔ فرخی به نزدیک او درشد و او را قصیده
خواند و شعر امیر بر وی عرضه کرد خواجه عمید اسعد مردی فاضل بود و شاعر
دوست شعر فرخی را شعری دید تر و عذب خوش و استادانه
فرخی را سگزی دید بی اندام جبه پیش و پس چاک پوشیده دستار
بزرگ سگزی وار در سر و پای و کفش بس ناخوش و شعری
در آسمان هفتم، هیچ باور نکرد که این شعر آن سگزی را شاید بود
بر سبیل امتحان گفت امیر بداغگاه است و من میروم پیش
او و ترا با خود ببرم بداغگاه که داغگاه عظیم خوش جائی است۔
جهانی در جهانی سبزه بینی پر خیمه و چراغ چون ستاره از هر یکی

اردو ترجمہ

اور اس جماعت کو صلہ دیگا جیسا انعام دینا چاہئے اور آج ذیل کے بادشاہوں اور امیروں زمانہ کے امیروں میں سے اس معاملہ میں کوئی اسکا ہمسر نہیں۔ ایک قصیدہ کہا اور اس طرف کا ارادہ کیا

لباس کے قافلہ کے ساتھ میں سیستان سے چلا (اکیلا) اور وہ لباس بھی ایسا تھا کہ جس کا تار دل تھا اور پود جان کا۔ پریشانحالی میں بیشک قصیدہ بہت اچھا ہے اور اسمیں بہت ہی خوبی ہے شعر کی تعریف کی ہے اور مدح بھی بینظیر ہے پس سامان تیار کیا اور چغانیاں کی طرف روانہ ہوا جب چغانیان کے دربار میں پہنچا تو بہار کا زمانہ تھا۔ اور امیر داغگاہ (جہاں گھوڑوں کے داغ لگائے جاتے ہیں) میں تھا۔ میں نے سنا ہے کہ اسکے پاس اٹھارہ ہزار بہترین گھوڑیاں تھیں اور ہر ایک کیساتھ بچہ تھا اور ہر سال جاکر بچھیروں کے داغ لگایا کرتا تھا۔ اور عمید اسعد امیر کا وزیر تھا وہ دربار میں موجود تھا اور مہمانداری کا سامان کر رہا تھا کہ امیر کے واسطے لیجائے۔ فرخی اسکے پاس گیا اور اسکو بھی قصیدہ سنایا۔ اور وہ اشعار جو امیر کیواسطے کہے تھے پیش کیے چونکہ عمید اسعد ایک فاضل اور شاعر دوست شخص تھا۔ فرخی کا کلام نہایت عمدہ اور بہترین و استادانہ دیکھا اور فرخی دیکھا تو وہ ایک سیستانی اور ناموزوں جبہ آگے پیچھے سے پھٹا ہوا اور ایک بڑی سے سیستانی پگڑی سر پر۔ جوتا اور پاؤں میلے اور خراب اور حالت یہ کہ اسکا شعر آسمان ہفتم سے بلند۔ ہرگز یقین نہ کیا کہ یہ اشعار اس سیستانی کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور امتحان کے طور پر کہا کہ امیر داغگاہ میں ہے میں

اسکے پاس جاؤنگا اور تجھے بھی اپنے ساتھ لیجاؤنگا۔ تو داغگاہ بڑی عجیب بے نظیر مقام ہے جہاں تجھے ایک سبزہ کا عالم نظر آئیگا۔ جہاں ...

آواز رود و سرود آمد و حریفان درهم نشسته و شراب همی نوشند و عشرت همی کنند و به درگاه امیر آتشی افروخته چند کوهی که کرگان را داغ همی کنند و پادشاه شراب در دست و کمند در دست دیگر شراب می خورد و اسپ می بخشد قصیده‌ای گوی لایق وقت و صفت داغ گاه کن تا پیش امیر برم - فرخی آن شب برفت و قصیده پرداخت سخت نیکو و بامداد در پیش خواجه عمید اسعد آورد و آن قصیده این است

چون پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار ❊ پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار

خاک را چون ناف آهو مشک زاید بی قیاس ❊ بید را چون پر طوطی برگ روید بی شمار

دوش وقت نیم شب بوی بهار آورد باد ❊ حبذا باد شمال و خرما بوی بهار

باد گویی مشک سوده دارد اندر آستین ❊ باغ گویی لعبتان جلوه دارد در کنار

نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله ❊ ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار

تا برآید جامهای سرخ مل بر شاخ گل ❊ پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار

باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمای ❊ آب مروارید گون و ابر مروارید بار

راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند ❊ باغهای پرنگار از داغ گاه شهریار

داغگاه شهریار اکنون چنان خرم بود ❊ کاندرو از خرمی خیره بماند روزگار

سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر ❊ خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار

هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست ❊ هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار

سبزه‌ها با بانگ چنگ مطربان چرب دست ❊ خیمه‌ها با بانگ نوش ساقیان میگسار

اردو ترجمہ

اور ایک خیمے کی طرف سے گانے کی آواز آرہی ہے اور یاران طریقت بیٹھے شراب پی رہے ہیں اور عیش و عشرت کر رہے ہیں - اور امیر کی بارگاہ کے قریب آگ جل رہی ہے اور کچھ آدمی پہاڑی گھوڑیوں اور بچھیروں کے داغ لگا رہے ہیں - بادشاہ کے ایک ہاتھ میں جام شراب ہے اور دوسرے میں کمند - شراب پی رہا ہے اور گھوڑے بخش رہا ہے - تو ایک ایسا قصیدہ کہو جو مناسب حال ہو اور داغ گاہ کی تعریف کر میں تجھے امیر کے پاس لے چلوں گا - فرخی اس رات چلا گیا اور بہترین قصیدہ لکھا اور صبح کے وقت خواجہ عمید اسعد کے پاس لایا - اور وہ قصیدہ یہ ہے -

جب سبزہ زار نیلے کا پرند (موٹی کپڑا) اپنے جسم پر پہن لے تو اس کے عکس سے سات رنگ کے پرنیان پہاڑ نظر آنے لگتے ہیں - پرنیان - ریشمی کپڑا - ہرن کی ناف کی طرح خاک سے بے انتہا مشک پیدا ہو - بید میں طوطی کے پروں کی طرح بے شمار پتے نکل رہے ہیں - کل صبح کے وقت نسیم بہار لائی - کیا اچھی باد ... باغ جلوہ ... معشوق اپنی آغوش میں لیے ہوئے ہے - نسترن اپنے ہار میں سفید موتی کی طرح رکھتی ہے اور ارغوان اپنی بالی میں بدخشان کا لعل رکھتی ہے - جیسے گل کی شاخ پر سرخ شراب کے پیالے نکل آئے ہیں - آدمیوں کے ہاتھ کے پنجے چنار کی طرف سے کھینچ گئے ہیں - باغ گوناگوں لباس پہنے ہیں اور شاخیں [illegible] پانی موتی کی طرح صاف ہے اور ابر موتی برسا رہا ہے - تو خیال کر کہ سبز باغوں نے بادشاہ کے داغ گاہ سے رنگین خلعت پائی ہیں - بادشاہ کی داغگاہ اس وقت ایسی شگفتہ ہے کہ اس کی شگفتگی سے زمانہ متحیر ہے - سبزہ میں سبزہ [illegible]

۱۲ دیکھے گا جیسے آسمان میں آسمان خیمے میں خیمہ اس طرح ہے کہ جس طرح قلعہ میں قلعہ ... ہر ایک خیمے میں وہاں ایک عاشق اپنے دوست کے ساتھ مست سو رہا ہے اور جہاں

عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب ❊ مطربان رود و سرود و خفتگان خواب گران

بر در پرده سرای خسرو پیروز بخت ❊ از پی داغ آتشی افروخته خورشیدوار

بر کشیده آتشی چون مطرد دیبای زرد ❊ گرم چون طبع جوانی زرد چون زر عیار

داغها چون شاخهای بسد یاقوت رنگ ❊ هر یکی چون ناردانه گشته اندر زیر نار

ریدکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف ❊ مرکبان داغ نادیده قطار اندر قطار

خسرو فرخ سیر بر باره دریا گذر ❊ با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار

همچو زلف نیکوان مرد گیسو تاب خورده ❊ همچو عهد دوستان سالخورده استوار

میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان ❊ شادمان و شادخوار و کامران و کامگار

هر کرا اندر کمند شصت بازی درفکند ❊ گشت نامش بر سرین و شانه و رویش نگار

هرچه زین سو داغ کرد از سوی دیگر هدیه داد

شاعران را با لگام و زائران را با فسار

چون خواجه عمید اسعد این قصیده بشنید حیران فرو ماند که هرگز مثل آن بگوش او فرو نشده بود جمله کارها فرو گذاشت و فرخی را بر نشاند و روی بامیر نهاد آفتاب زرد و پیش امیر آمد و گفت ایخداوند ترا شاعری آورده ام که تا دقیقه روی در نقاب خاک کشیده است کس مثل او ندیده است و حکایت کرد آنچه رفته بود امیر فرخی را بار داد و چون درآمد خدمت کرد امیر دست داد و جای نیکو نامزد کرد و بپرسید و بنواخت و بعاطفت خویش امیدوارش گردانید و چون شراب دوری چند درگذشت

اردو ترجمہ

عاشقاں بوس و کنار میں اور معشوق ناز و عتاب میں ہیں قوال گانے بجانے اور سونے والے نیند اور خمار میں ہیں بادشاہ کے سراپردہ کے پاس داغ کے لگانے کے واسطے آفتاب کی طرح آگ جلا دی آگ کے شعلے بانات زرد کی طرح ہیں جوان آدمی کی طبیعت کے مانند ہیں اور قالب سونے کی طرح زرد داغ کے لئے یاقوت جیسے سرخ مونگے کی شاخ کی طرح ہیں اور ہر ایک ناردانہ کی طرح آگ میں نظر آرہا ہے نہ سوئی ہوئی آنکھیں صف بصف ہیں

مبارک عادتوں والا بادشاہ دریا سے گذر جانیوالے گھوڑے پر اسطرح بیٹھا ہے جیسے اسفندیار جنگل میں کمان لئے ہوئے ہے۔ مرد معشوقوں کی زلفوں کی طرح گیسو پیچ و تاب کھائے ہوئے ہیں اور پرانے دوستوں کے عہد کی طرح مضبوط ہیں امیر عادل بوالمظفر بادشاہ اپنے متعلقین کے ساتھ خوش و خرم مقصد و راد مراد ہے جسکو اسنے کمند کے نشانہ میں لیا اسکا نام اسکے سرین شانہ اور چہرے پر لکھ گیا جسکو اسطرف داغ لگایا اور اسطرف سے بخشش یا شاعروں کو لگام دیا اور دیکھنے والوں کو باگ ڈور دیا خواجہ عمید اسعد نے جب یہ قصیدہ سنا تو متحیر رہ گیا کیونکہ کبھی اسنے ایسا قصیدہ نہ سنا تھا تمام کاروبار چھوڑ دیئے اور فرخی کو بٹھا کر خود امیر کے پاس گیا آفتاب زرد ہو چکی تھی کہ امیر کے پاس پہنچا اور کہا کہ الٰہی اور میں ایک نئے ایک شاعر لایا ہوں کہ جب سے دقیقی نے خاک کے نیچے اپنا منہ چھپایا ہے کسی نے اس جیسا شاعر نہیں دیکھا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا پھر امیر نے فرخی کو

فرخی برخاست و بآواز حزین و خوش این قصیده بخواند

س — با کاروان حلہ برفتم ز سیستان

چون تمام برخواند امیر شعر شناس بود و نیز شعر گفتے ازین قصیدہ بسیار شگفتیہا نمود عمید اسعد گفت اے خداوند باش تا بہتر بینی- پس فرخی خاموش گشت و دم درکشید تا غایت مستی امیر پس برخاست و آن قصیدهٔ داغ گاه برخواند- امیر حیرت آورد پس در آن حیرت روئے بفرخی آورد و گفت ہزار سر کرہ آوردند ہمہ روئے سپید و چہار دست پائے سپید ختلی راہ تراست تو مردے سگزی و عیاری چندانکہ بتوانی گرفت بگیر ترا باشد فرخی را شراب تمام دریافتہ بود و اثر کرده بیرون آمد و زود دستار از سر فروگرفت خویشتن را در میان فسیلہ افگند و یک گلہ در پیش کرد و بدان روئے دشت بیرون برد و بسیار چپ و راست و از ہر طرف بدوانید کہ یکے نتوانست گرفت- آخرالامر رباطے ویران بر کنار لشکرگاه پدید آمد کرگان دران رباط شدند- فرخی بغایت مانده شده بود- در دہلیز رباط دستار زیر سر نہاد و حالی درخواب شد از غایت مستی و ماندگی کرگان را بشمردند چہل و دو سر بودند- رفتند و احوال با امیر بگفتند امیر بسیار بخندید و شگفتیہا نمود- و گفت مردے مقبل است کار او بالا گیرد- او را و کرگان را نگاه دارید-

اردو ترجمہ

تو فرخی اٹھا- اور درد ناک اور خوش آواز کے ساتھ یہ قصیدہ پڑھا س- میں لباس کے ساتھ قافلہ کے ساتھ سیستان سے چلا- جب تمام پڑھ چکا کیونکہ امیر شعر شناس تھا اور خود بھی شعر کہتا تھا اس قصیدے سے بہت خوش ہوا- عمید اسعد نے کہا کہ اے خداوند ذرا ٹھہریئے تاکہ آپ اس سے اور بہتر سنیں- پس فرخی خاموش ہو گیا اور امیر کے انتہائی مخمور ہونے تک چپ رہا- پھر کھڑا ہوا اور وہی داغگاہ والا قصیدہ پڑھا امیر حیران رہ گیا- اور اسی حیرت میں فرخی کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ ہزار بچھیرے لائے گئے ہیں سب سفید منہ اور سفید پیروں والے ختلی تیری راہ ہے تو سیستانی اور چالاک آدمی ہے جس قدر تجھ سے لئے جا سکیں لے لے تیرے ہو جائیں گے- فرخی میں شراب اثر کر چکی تھی باہر آیا اور سر سے پگڑی اتار دی اور اصطبل میں گھس گیا- ہانکتا ہوا میدان میں لے گیا- دائیں بائیں ہر طرف سے بہت دوڑایا لیکن ایک بھی نہ پکڑ سکا آخر کار لشکر گاہ کے پاس ایک ویران سرائے دکھائی دی- بچھیرے اس سرائے میں چلے گئے- فرخی بہت تھک گیا تھا انتہائی مستی اور تکان کی وجہ سے سرائے کی دہلیز پر پگڑی سر کے نیچے رکھ کر سو گیا- نوکروں نے بچھیروں کو گنا تو ۴۲ تھے اور سارا حال امیر سے جا کر کہا امیر بہت

وچون او بیدار شود مرا بیدار کنید مثال پادشاه امتثال کردند
دیگر روز بطلوع آفتاب فرخی برخاست و خود برخاسته بود
و نماز کرده بار داد و فرخی را بنواخت و آن کرگان ابکسان او سپردند
و فرخی را اسپ با ساخت خاصه فرمود و دو خیمه و سه شتر و پنج سر
برده و جامه پوشیدنی و گستردنی و کار فرخی در خدمت او عالی شد
و تجملی تمام ساخت پس بخدمت سلطان یمین الدوله محمود رفت
وچون سلطان محمود او را بدان تجمل دید بهمان چشم در وی نگریست و کارش
بدانجا آمد که با بیست غلام سیمین کمر از پس او برنشستندی والسلام

حکایت

در سنه ۵۱۰ عشر و خمسمائه پادشاه اسلام سنجر بن ملک شاه
اطال الله بقائه و دام الی المعالی ارتقائه بسر طوس بدشت
تروق بهار داد و دو ماه آنجا مقام کرد و من از هری بسبیل انتجاع بدان
حضرت پیوستم و نداشتم از برگ و تجمل هیچ قصیده بگفتم و
بنزدیک امیر الشعرا معزی رفتم از او افتتاح کردم و شعر من
بدید و از چند نوع مرا بسخت امتحان او آمدم بزرگیها فرمود و حق بجا
واجب داشت روزی پیش او از روزگار استزادت همی نمودم
و گله همی کردم مرا دل داد و گفت تو درین علم رنج برده و تمام
حاصل کرده آن را هر آینه اثری باشد و حال من همچنین بود و

اردو ترجمہ

جس وقت وہ اٹھے تو مجھے بھی اٹھایا جائے
بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی گئی دوسرے
دن طلوع آفتاب کے وقت فرخی اٹھا
اور امیر پہلے ہی اٹھ چکا تھا۔ نماز پڑھ کر
دربار میں آنے کی اجازت دی۔ اور
فرخی کیساتھ بہت مہربانی فرمائی اور
وہ گھوڑے اس کے لوگوں کو دیدئے
فرخی کو ایک گھوڑا خاصہ کے ساز و
سامان کیساتھ۔ اور ایک خیمہ تین
پانچ غلام اور پہننے کے
فرمائے۔ اور فرخی کا
مرتبہ آپ کی خدمت میں بلند ہوا اور پورا
شان و شوکت حاصل کی پھر سلطان
یمین الدولہ کی خدمت میں گیا جب سلطان
محمود نے اسکو عزت و شان والا دیکھا
اور اسکا مرتبہ اسقدر ہو گیا کہ
بیس غلام چاندی کے پٹکے والے اس کے
پیچھے سوار ہوتے تھے۔ والسلام

حکایت

۵۱۰ھ میں پادشاہ اسلام سنجر بن
ملک شاہ (اللہ تعالیٰ آپکی عمر دراز
کرے اور ہمیشہ بلندی کی طرف پہنچا
یا ہوا رکھے) علاقہ طوس کے دشت
تراق میں رونق افروز ہوئے اور
دو ماہ وہاں پر قیام کیا۔ میں بسلسلہ
تلاش معاش اس بارگاہ تک جا
پہنچا میرا ساز و سامان اور شان
و شوکت کچھ بھی نہ تھی میں نے
ایک قصیدہ کہا۔ اور امیر الشعرا
معزی کے پاس گیا۔ پس اسکے
افتتاح کی اسنے میرے شعر دیکھے
اور مجھے چند طریقوں سے جانچا
اسکی منشا کے مطابق تھا بہت سی
عزت اور احترام سے پیش آیا

ص میں نے اسکے سامنے زمانہ کی زیادتی بیان کرکے شکایت کی اور اس نے مجھے تسلی دی اور کہا کہ تو نے اس علم پر بہت رنج اٹھایا ہے

هیچ شعر نیک ضایع نمانده است تو درین صناعت حظی داری
و سخنت هموار و عذب است و روی در ترقی دارد، باش تا بینی که ازین علم
بکجا رسی و اگر روزگار در رعایت تو تقصیری نماید و رثای الحال
کار بمراد تو گردد و پدر من امیر الشعراء برهانی رحمة الله علیه در اول دولت
ملک شاه بشهر قزوین از عالم فنا بعالم بقا تحویل کرد و در آن قطعه
سخت معروف است مرا بسلطان ملک شاه سپرد درین بیت

بیت - من رفتم و فرزند من آمد خلف صدق
او را بخدا و بشما هر دو سپردم

پس جامگی و اجری پدر بمن تحویل افتاد و شاعر ملک شاه
شدم و سالی در خدمت پادشاه روزگار گذاشتم که جز
از دور او را ندیدم

و از اجری و جامگی یک من و یک دینار نیافتم و خرج
من زیادت شد و وام بگردن من در آمد و کار در سر من پیچید
و خواجه بزرگ نظام الملک رحمة الله در حق شعرا اعتقادی
نداشت از آنکه در معرفت او دستی نداشت و از ائمه
و متصوفه بهیچ کس نمی‌پرداخت روزی که فردای آن رمضان
خواسته بود و من از جمله خرج رمضان و عید دانگی
نداشتم و آن دلتنگی بنزد علاء الدوله امیر علی فرامرز رفتم
که پادشاه زاده بود و شعر دوست و ندیم خاص سلطان بود

اردو ترجمہ

لیکن آج تک کوئی اچھا شعر ضائع نہیں ہوا ہے تجھ کو اس فن میں حصہ ملا ہے تیرا کلام شستہ اور شیریں ہے اور ابھی رو بہ ترقی ہے صبر کر تاکہ تو اس علم کی بھلائیاں دیکھے اگر زمانہ ابتدا میں تجھے آسائش دینے میں تنگی کرتا ہے لیکن آخر کار تیری منشا کے مطابق کام ہوگا۔ میرا باپ امیر الشعراء برہانی رحمۃ اللہ علیہ ملک شاہ کے زمانے میں شہر قزوین میں اس دنیائے فانی سے عالم بقا کو رخصت ہوا اور مجھے اپنے اس قطعہ میں جو بہت مشہور ہے اس نے سلطان ملک شاہ کے سپرد کیا ہے

میں چلا گیا اور میرا فرزند بہتر جانشین آگیا
میں اسے خدا اور بادشاہ کے سپرد کر جاتا ہوں

پس میرے باپ کا وظیفہ اور روزینہ مجھ کو ملنے لگا اور میں ملک شاہ کا شاعر ہو گیا۔ اور ایک سال بادشاہ کی خدمت میں اس طرح گذارا کہ سوائے دور کے میں اسے دور سے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اس وظیفہ اور روزینہ سے ایک من غلہ یا ایک دینار بھی مجھے نہ ملا۔ میرے اخراجات بڑھ گئے اور میری گردن پر بار قرض ہو گیا اور میرے خیال میں کام بہت مشکل ہو گیا اور یہ حالت تھی کہ خواجہ نظام الملک رحمۃ اللہ علیہ اس سبب سے کہ انہیں شعر کی قابلیت نہ تھی اس لئے شاعروں کے حق میں اچھا اعتقاد نہ رکھتے تھے اور نیز اماموں اور زاہدوں و صوفیوں کی طرف متوجہ نہ تھے ایک دن جب کہ اس کے دوسرے روز رمضان کا چاند دکھائی دینے والا تھا اور میرے پاس رمضان اور عید کے خرچ کیلئے ایک دانگ تک نہ تھا۔ میں اسی دلگیری میں علاء الدولہ امیر علی فرامرز کے پاس گیا کیونکہ وہ بادشاہزادہ تھا شعر دوست اور سلطان کا خاص مصاحب اور اس کا دا

داماد او حرمت تمام داشت و گستاخ بود و در آن دولت
منصب بزرگ داشت و مرا تربیت کردے گفتم زندگانی خداوند
دراز باد۔ نه هر کارے که پدر تواند کرد پسر تواند کرد با آنچه پدر را
نباید پسر را بباید۔ پدر من مردے جلد و سہم بود و در این صناعت
مرزوق و خداوند جہان سلطان شہید الپ ارسلان را
در حق اعتقادے بود که آنچه از و آمد از من ہیچ نیاید مرا حیاے
مانع است و نازک طبعی با آن یار است یک سال خدمت کردم
و ہزار دینار دام برآوردم و دانگے نیافتم۔ و دستوری خواه
بنده را تا نیشاپور باز گردد و دام بگزارد و با آن باقی که بماند
می سازد و دولت قاہره را دعا می گوید۔ امیر علی گفت راست
راست گفتی ہمه تقصیر کرده ایم۔ بعد از این نیکو ہم سلطان
نماز شام بماه دیدن بیرون آید۔ باید که آنجا حاضر باشی
تا روزگار چه دست دہد۔ حالی صد دینار فرمود تا برگ
رمضان سازم و بر فور تھیلے بیاوردند صد دینار نیشاپوری
و پیش من نہادند عظیم شادمان باز گشتم و برگ
رمضان بفرمودم و نماز دیگر بدر سراپرده سلطان شدم
قضا را علاء الدوله ہمان ساعت در رسید خدمت
کردم گفت سخت نیکو کردی بوقت آمدی پس فرود آمد و پیش
سلطان شد آفتاب نزد سلطان از سراپرده بدر آمد

اردو ترجمہ

اور اس کا داماد بھی تھا۔ اور بہت گستاخ
اور بیباک تھا۔ اور اس حکومت میں
بڑے عہدہ پر مقرر تھا۔ اور میری تربیت
بھی کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ خداوند
کی عمر دراز ہو۔ ہر کام جو باپ کر سکتا
ہے وہ بیٹا نہیں کر سکتا اور جو کچھ
باپ سے ہو سکتا ہے وہ بیٹے سے نہیں
ہو سکتا۔ میرا باپ ایک چالاک دلاور
شخص تھا۔ اس صنعت سے روزی
خوار اور خداوند جہان الپ ارسلان
کا اس کے حق میں بڑا اعتقاد تھا۔ جو کچھ
اس سے ہو سکتا مجھ سے نہیں ہو سکتا
مجھ کو حیا مانع ہے اور نازک طبعی اس
حیا کی ساتھ رفیق ہے میں نے ایک سال کی
خدمت کی اور ایک ہزار دینار کا قرضہ
ہو گیا۔ لیکن ایک پیسہ تک بھی نہ ملا۔ بندہ
کو اجازت دلا دیجئے تاکہ میں نیشاپور چلا جاؤں
اور قرضہ ادا کر دوں۔ اور جو کچھ باقی
رہے اس پر صبر کروں اور حکومت
عالیہ کو دعا دوں۔ امیر علی نے کہا کہ تو
سچ کہتا ہے ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے
اور آئندہ نہ کریں گے بادشاہ مغرب
کے وقت چاند دیکھنے کو باہر آئے گا
تجھے چاہئے کہ وہاں حاضر ہو دیکھ کہ
زمانہ کیا رنگ دکھاتا ہے۔ اسوقت
مجھے سو دینار دینے کے واسطے کہا کہ
میں رمضان کیلئے سامان مہیا کروں
فوراً سو دینار نیشاپوری سکے تھیلی میں
لا کے اور میرے سامنے رکھے
میں بہت ہی خوش ہوا۔ اور واپس آیا
رمضان کا سامان مہیا کیا اور دوسرے
نماز کے وقت سلطان کے سراپردہ پر چلا
گیا۔ اتفاق سے علاء الدولہ بھی اسی
وقت وہاں پہنچ گیا میں آداب بجا لایا فرمایا

کہ بہت اچھا کیا اور وقت پر پہنچا۔ پھر سواری سے اتر کر سلطان کی خدمت میں چلا گیا۔ وقت غروب آفتاب قریب تھا سلطان محل

کمان گروهه در دست علاء الدوله بر راست من بدویدم و
خدمت کردم امیر علی نیکو بها پیوست و بماه دیدن مشغول شدند
و اول کسے که ماه دید سلطان بود عظیم شادمانه شد. علاء الدوله مرا
گفت پسر برهانی درین ماه نو چیزے بگوئے من بر فور این دو بیتے گفتم
اے ماه چو ابروان یاری گوئی ؛ یا نے چو کمان شهریاری گوئی
نعلے زده از زر عیاری گوئی ؛ در گوش سپهر گوشواری گوئی .
چون عرضه کردم امیر علی بسیارے تحسین کرد سلطان گفت برو از
آخور هر کدام اسپ که خواهی بگشاے و درین حالت بر کنار
آخور بود امیر علی اسپے آورد بیاوردند بکسان من دادند
ارزیده سی صد دینار نیشاپوری سلطان بمصلی رفت و من در خدمت
نماز شام بگذاردم و بخوان نشستیم بر خوان امیر علی گفت پسر
برهانی درین تشریفے که خداوند جهان فرمود هیچ نگفتی حالی دو
بیتی بگوے من بر پاے جستم و خدمت کردم و چنانکه آمد حالی
این دو بیتے بگفتم

چون آتش خاطر مرا شاه بدید ؛ از خاک مرا بر زبر ماه کشید
چون آب یکے ترانه از من بشنید ؛ چون باد یکے مرکب خاصم بخشید

چون این دو بیتی ادا کردم. علاء الدوله احسنتها کرد و بسبب تحسینت
سلطان مرا هزار دینار فرمود. علاء الدوله گفت جامگی و اجراش
رسیده است فردا بر دامن خواجه خواهم نشست تا جامگیش از خزانه

اردو ترجمہ

کمان گروہہ ہاتھ میں تھی اور علاء الدولہ داہنی جانب کی طرف دوڑا اور ادا بجالایا۔ امیر علی نے بہت تعریف کی پھر چاند دیکھنے میں مشغول ہو گئے سب سے پہلے بادشاہ نے چاند دیکھا بہت خوش ہوا۔ علاء الدولہ نے کہا پسر برہانی اس نئے چاند کے بارے میں کچھ کہو۔ میں نے فوراً کھڑے ہو کر یہ رباعی کہی ؎ اے چاند گویا کہ تو معشوقوں کی ابروؤں کی طرح ہے۔ یا ہیں بادشاہ کی کمان کی طرح ہے یا ایک خالص سونے کا نعل لگا ہے یا تو آسمان کے کان میں ایک بالی ہے۔ جب میں نے پیش کی تو امیر علی نے بہت تعریف کی سلطان نے کہا کہ جا اور اصطبل سے جو گھوڑا تو چاہے کھول لے اسوقت ہم اصطبل کے پاس ہی تھے امیر علی نے ایک گھوڑا میرے نامزد کیا۔ اور لوگوں نے حاضر کیا۔ اور میرے ملازمین کو دیا جو تین ہزار نیشاپوری دینار کی قیمت کا تھا۔ سلطان مصلے پر گیا۔ اور میں نے بھی سلطان کی خدمت میں نماز مغرب ادا کی پھر دسترخوان پر پہنچے دسترخوان پر پہنچ کر امیر علی نے کہا کہ خداوند جہان نے جو تحفہ عطا فرمایا ہے اسکے بارے میں تو نے کچھ نہیں کہا۔ ایک رباعی کہہ دے میں فوراً اٹھا اور آداب بجا لا کر جس طرح بھی ہو سکا یہ رباعی فوراً کہی ؎ جب بادشاہ نے میرے دل کی رگ دیکھی میں خاک دان تھا کو مجھے چاند کی بلندی پر پہنچا دیا۔ پانی کی طرح رواں ایک رباعی مجھ سے سنی اور ہوا کی طرح تیز ایک خاصہ کا گھوڑا مجھے بخشا جب میں نے یہ

۲ دو بیتیاں ادا کیئے تو علاء الدولہ نے بہت تعریف کی اور اس تعریف کرنے کی وجہ سے بادشاہ نے مجھے ہزار دینار عطا فرمائے علاء الدولہ نے کہا کہ اسکا

بهر بابد واجها ستش بر سپاهان نویسد گفت مگر تو کنی کرد بگران ایں
این حسبت نیست واو را بلقب من باز خوانید ولقب سلطان
معز الدنیا والدین بود امیر علی مرا خواجه معزی خواند سلطان گفت
امیر معزی آن بزرگ نبزرگ زاده چناں ساخت که دیگر روز نماز
پیش هزار دینار بخشیده و هزار دو دویست دینار جامگی
وبرات نیز هزار من غله بمن رسیده بود چون ماه رمضان
بیرون شد مرا بمجلس خواند و با سلطان ندیم کرد و اقبال من روی
در ترقی نهاد و بعد از آں پیوسته تیمار من همی داشت و امروز
هر چه دارم از عنایت آں بادشاه زاده دارم - ایزد تبارک و تعالی
خاک اورا با نوار رحمت خوش گرداد بمنه وفضله

حکایت

آل سلجوق همه شعر دوست بودند اما هیچکس شعر دوستی تر از
طغانشاه بن الپ ارسلان نبود - و محاورت و معاشرت او همه
باشعرا بودند و ندیمان او همه شعرا بودند چون امیر عبد الله قرشی و ابوبکر
ارزقی و ابو منصور با بابو یوسف و شجاعی النسوی و احمد بدیهی و حقیقی و
نسیمی و اینها مرتب خدمت بودند - و آینده و رونده بسیار
بودند همه از و مرزوق و محظوظ -
مگر روزے امیر با احمد بدیهی نرد همی باخت و نرد دوه هزاری

اردو ترجمہ

اور روز نہ اصفہان سے ادا کر سکو لکھے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو شاید ایسا کر سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں ورنہ کو میرے لقب سے بلایا جائے۔ بادشاہ کا لقب معز الدنیا والدین تھا۔ امیر علی نے مجھے خواجہ معزی کہا لیکن بادشاہ نے امیر معزی فرمایا۔ الغرض اس بزرگ زادہ بزرگ نے۔ امیر علی نے مجھ ایسا کام کیا کہ دوسرے روز ظہر کی نماز کے وقت ہزار دینار مجھ کو مرحمت فرمائے اور دو ہزار دو سو وظیفہ ہوئے اور نیز ہزار من غلہ روزینہ مجھ کو مل گیا جب ماہ رمضان ختم ہوا۔ تو مجھ کو دربار میں بلایا۔ اور بادشاہ کا مصاحب کر دیا۔ اب میرا اقبال بلند ہوتا گیا اسکے بعد بھی میری خبرگیری کرتا رہا۔ اور آج میرے پاس جو کچھ بھی ہے اس بادشاہزادہ کی عنایت سے ہے خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اسکی خاک کو رحمت کے نور سے منور (خوش) کرے ؛ ؛ ؛

حکایت

یوں تو آل سلجوق سب ہی شعر دوست تھے لیکن طغانشاہ الپ ارسلان سے بڑھ کر کوئی شعر دوست نہ تھا۔ اسکی مجلس گفتگو اور محفل عیش سب شعرا کیساتھ ہی ہوتی تھی اور اسکے مصاحب تمام شعرا تھے مثلاً امیر عبد اللہ قرشی و ابوبکر ارزقی اور ابو منصور ابو یوسف شجاعی نسوی اور احمد بدیہی حقیقی اور نسیمی یہ تو خدمت پر بیٹھ رہنے والے تھے اور آنے جانیوالے تو بہت سے تھے اور سب اس سے روزی خوار اور خوش تھے۔
مگر ایک روز امیر احمد بدیہی کے ساتھ نرد کھیل رہا تھا۔ اور دس ہزاری

پاین کشیده بود و امیر دو مهره در ششگاه داشت احمد بیهقی
دو مهره در یک گاه و ضرب امیر را بود. احتیاط کرد نادره
بلند انداخت تا دو شش زند، دو یک برآمد عظیم تیره شد و از
طبع برفت و جای آن بود و آن غضب به درجهٔ کشید که هر ساعت
دست به تیغ می‌کرد ندیمان چون برگ بر درخت می‌لرزیدند
که پادشاه بود و کودک بود و مقهور، چنان زخمی ابوبکر ازرقی
برخاست و نزدیک مطربان شد و این دو بیتی بازخواند

آرزقی گوید

گر شاه دو شش خواست دو یک زخم افتاد
تا ظن نبری که کعبتین داد نه داد
آن زخم که کرد رای شاهنشه یاد
در خدمت شاه روی بر خاک نهاد

ابا منصور ابا یوسف در سنه ۵۰۹ تسع و خمسمائه که من بهرات
افتادم مرا حکایت کرد که امیر طغانشاه بدین دو بیتی چنان
به نشاط آمد و خوش طبع گشت که بر چشمهای ازرقی بوسه داد و زر
خواست پانصد دینار و در دهان او می‌کرد و یک درست مانده
بود و به نشاط اندر آمد و بخشش کرد و سبب آن همه یک دو بیتی
بود. ایزد تبارک و تعالی بر هر دو رحمت کناد بمنّه و کرمه.

اردو ترجمہ

پاسے کھینچے ہوئے تھا امیر دو پاسہ ششدر میں رکھتا تھا۔ اور احمد بیہقی کے دو پانسے یکے رہیں اور چال امیر کی تھی بہت احتیاط سے چلا۔ چاہتا تھا کہ دو چھکے چلیں لیکن دو یکے نکلے۔ بہت غصہ ہوا۔ اور از خود رفتہ ہو گیا۔ اور اس کا موقعہ بھی تھا۔ اور غصہ اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ ہر وقت تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا اور مصاحب درخت کے پتے کی طرح لرز رہے تھے کیونکہ بادشاہ تھا۔ اور بچہ تھا نیز اپنے مال سے ہارا ہوا تھا۔ ابوبکر ازرقی اٹھے اور قوالوں کے پاس جا کر یہ رباعی پڑھی۔

سہ اگر بادشاہ نے دو چھکے چلنے چاہے اور یکے کی چال پڑ گئی تو یہ خیال نہ کرنا کہ پانسوں نے داد نہیں دی۔ اس (پہلی) چال نے جب بادشاہ کی رائے کو یاد کیا تو بادشاہ کی خدمت میں خاک پر منہ رکھا۔ یعنی (یکے پانسے الٹے ہو گئے) ابو منصور ابو یوسف نے سنہ ۵۰۹ھ میں جب میں ہرات گیا۔ تو مجھ سے کہا کہ امیر طغانشاہ اس رباعی سے اس قدر خوش ہوا کہ ازرقی کی آنکھوں پر بوسہ دیا۔ اور زر منگا کر پانچ سو دینار اس کے منہ میں ڈالنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ایک دینار باقی رہ گیا تھا۔ اور بہت ہی خوش ہوا اور انعام دیا۔ اس کا سبب بھی ایک رباعی تھی۔ خدائے تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دونوں پر اپنی رحمت کرے۔

٨ حکایت

اردو ترجمہ

سنہ ۴۷۲ ہجری ۱۰۷۹ء کے مہینوں میں ابو الفرج
صاحب غرض نے سلطان ابراہیم سے عرض
کیا کہ آپکے بیٹے سیف الدولہ امیر محمود کا ارادہ
ہے کہ ملک شاہ کی خدمت میں عراق کی طرف
چلا جائے۔ بادشاہ کو غیرت آئی تو ایسا
کیا کہ اسکو یکایک گرفتار کر لیا اور باندھ
لیا اور قلعہ میں بھیج دیا۔ اسکے مصاحبوں
کو بھی قید کر کے الگ الگ قلعوں میں بھیجا
ان میں سے ایک مسعود سعد سلمان
بھی تھا۔ اسکو وجیرستان کے قلعہ
نامی میں بھیجا گیا۔ اس نے قلعہ نامی کے
متعلق بادشاہ کی خدمت میں ایک رباعی
روانہ کی (مسعود سعد کہتا ہے) اے بادشاہ
تیری قید میں ملک شاہ ہونا چاہیے کیونکہ تیری
بیڑی تاجدار کے پاؤں کے لائق ہے اور جو شخص سعد
سلمان کی نسل سے پیدا ہوا اگر زہر بھی ہو
تو تیرے ملک کو نقصان نہیں پہنچا
سکتا۔ یہ رباعی علی خاص کے پاس پہنچی
لیکن اسپر کچھ اثر نہ ہوا۔ عقلمند اور انصاف
پسند جانتے ہیں کہ مسعود کے خیالات اونچے
اور فصاحت میں بلند ہیں۔ اور فصاحت میں
کس درجہ پر ہیں۔ اگر ایسا ہو کہ یہ اشعار
پڑھتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
اور آنسو جاری ہو جاتے ہیں
میری آنکھوں سے نکل پڑتے ہیں
یہ سب اشعار اسکے سامنے پڑھے گئے
لیکن وہ کسی موقع پر بھی نہ پسیجا
اور چلا گیا اور اس آزاد مرد کو قید
میں چھوڑ گیا۔ اسکی قید سیف الدولہ
کے قریبی مصاحب ہونے کی وجہ سے
بارہ سال کی تھی۔ ادارہ ۔ ۔ ۔ ۔

در شهور سنهٔ ۴۷۲ اثنتین و سبعین و اربعمائة (اربعمائة) ابو الفرج
صاحب غرضے قصّه بسلطان ابراهیم بر داشت که پسر او
سیف الدوله امیر محمود نیّت آن دارد که بجانب عراق برود بخدمت
ملک شاه. سلطان را غیرت کرد و چنان ساخت که او را ناگاه
بگرفت و به بست و بحصار فرستاد و ندیمان او را بند کرد و
بحصارها فرستاد و از جمله یکے مسعود سعد سلمان بود و او را بوجیرستان
بقلعهٔ نامی فرستادند. از قلعهٔ نامی دو بیتی بسلطان فرستاد.

(مسعود سعد سلمان فرماید)

در بند تو ای شاه ملک شاه باید تا بند تو پای تاجدارے ساید
آن کس که ز پشت سعد سلمان آید گر زهر شود ملک ترا نگزاید

(این دو بیتی علی خاص بر سلطان برد بر وے هیچ اثرے نکرد و ارباب خرد
و اصحاب انصاف دانند که ابیات مسعود در علو بچه درجه است
و در فصاحت بچه پایه بود. وقت باشد که من از اشعار او همے خوانم
موے بر اندام من بر پای خیزد و جای آن بود که آب از چشم من
برود. جمله این اشعار بر آن پادشاه خواندند و بشنید که بهیچ موضع او
گرم نشد و از دنیا برفت و آن آزاد مرد را در زندان بگذاشت
و مدت حبس او بسبب قربت سیف الدوله دوازده سال بود.)

در روزگار سلطان مسعود ابراہیم بسبب قربت او ابونصر پارسی ہشت سال
بود و چندان قصائد غرر نفائس در کمال طبع و ذکاء او نہاده الّا کہ ہیچ مسموع
نیفتاد - بعد از ہشت سال ثقۃ الملک طاہر علی مشکان او را بیرون آورد
و جملہ آن آزاده مرد در دولت ایشان ہمہ عمر در حبس بسر برده این بدنامی
در آن خاندان بزرگ بماند و من بنده اینجا متوقفم کہ این حال را
بر چہ حمل کنم - بر ثبات رائے یا بر غفلت طبع یا بر قساوت قلب یا بر بد دلی
در جملہ ستوده نیست و ندیدم ہیچ خردمند کہ آن دولت را برین
حزم و احتیاط محمدت کرد - و از سلطان عالم غیاث الدّنیا و الدّین
محمد بن ملک شاه بدر ہمدان در واقعۂ شہاب الدین قتلمش الب
غازی کہ داماد او بود - تجاوز طیّب الله تربتہا و رفع فی
الجنان رتبتہا شنیدم کہ خصم در حبس داشتن نشان بد دلی
است زیرا کہ از دو حال بیرون نیست یا مصلح است
یا مفسد اگر مصلح است در حبس داشتن ظلم است و اگر مفسد
است مفسد را زنده گذاشتن ہم ظلم است در جملہ بر مسعود
بسر بر آمد و آن بدنامی تا دامن قیامت بماند -

حکایت ۹

ملک خانانیان از روزگار سلطان خضر بن ابراہیم عظیم طراوتے
داشت و شگرف سیاستے و ہیبتے کہ بیش از آن نبود او پادشاہ

اردو ترجمہ

اور سلطان ابراہیم کے زمانہ میں بسبب
قربت صاحبت ابونصر پارسی کو آٹھ
سال کی سزا ملی اور جتنے قصائد روشن
اور بہترین ہوئے اسکی نازک طبیعت کے
لیے ان میں سے ایک بھی نہ سنا شریف
آدمیوں نے اسکی حکومت میں تمام عمر
قید خانہ میں کاٹی اور یہ بدنامی اس
بزرگ خاندان پر باقی رہ گئی - لیکن
میں یہاں متردد ہوں کہ اس کیفیت
کو کس حالت پر بیان کروں ثبات
رائے پر یا طبیعت کی غفلت پر یا سخت
دلی یا عداوت پر - لیکن یہ کسی حالت
میں بھی پسندیدہ نہیں ہے میں نے
نہیں دیکھا کہ کسی عقلمند نے اس حکومت
کی اس حزم و احتیاط پر تعریف کی ہو
میں نے سلطان غیاث الدنیا والدین
سے ہمدان کے دروازہ پر امیر شہاب
الدین قتلمش الپ غازی (جو اس کا
بہنوئی تھا - اللہ تعالیٰ انکی قبروں کو
پاک کرے اور جنت میں انکے رتبہ کو
بڑھائے کے واقعہ انتقال میں سنا کہ
دشمن کو قید میں رکھنا بزدلی کی علامت
ہے کیونکہ دو حال سے خالی نہیں یا تو
مصلح یا مفسد اگر مصلح ہے تو قید میں
رکھنا ظلم ہے اور اگر مفسد ہے تو
اسے زندہ چھوڑنا بھی ظلم ہے الغرض
حیات مسعود اور یہ بدنامی حشر تک
باقی رہی ٭٭٭

خاقانیوں کا ملک سلطان خضر بن
ابراہیم کے زمانے میں عجب ترو تازگی
رکھتا تھا انتظامات و شان و شوکت
و دبدبہ والا تھا کہ اس سے قبل نہ تھا - اور وہ

خردمند۔ عادل و نیک رائے بود۔ ما وراء النہر و ترکستان او را مسلم بود و از جانب خراسان او را فراغتے تمام و خویشی و دوستی و عہد و شفقت برقرار۔ و از جملہ تجمل ملک او یکے آن بود کہ چون برنشستے بجز دیگر سلاح ہفت صد گرز زرین و سیمین پیش اسپ او بردندے و شاعر دوست عظیم بود۔ استاد رشیدی و امیر عمعق و نجیبی فرغانی و نجار ساغرجی و علی پانیذی و پسر درغوش و پسر اسفراینی و علی سپہری در خدمت او صلتہائے گران یافتند و تشریفہائے شگرف ستدند و امیر عمعق امیر الشعراء بود و از آن دولت حظے تمام گرفتہ و تجملے قوی یافتہ چون غلامان ترک و کنیزکان خوب و اسپان راہوار و ساختہائے زر و جامہائے فاخر و ناطق و صامت فراوان و در مجلس پادشاہ عظیم محترم بود و بضرورت دیگر شعرا را خدمت او ہمے بایست کردن و از استاد رشیدی ہمان طمع می داشت کہ از دیگران و وفا نمے شد۔ اگرچہ رشیدی جوان بود۔ اما عالم بود و در آن صناعت ستی زینب ممدوحہ او بود و ہمگی حرم خضر خان در فرمان او بود و نیز پیش پادشاہ قربتے تمام داشت۔ رشیدی را او بستودے و تقریظ فضل او کردے تا کار رشیدی بالا گرفت و سید الشعرائی یافت و پادشاہ را در اعتقادے پدید آمد و صلتہائے گران بخشید رفتے و در غیبت رشیدی از عمعق پرسید کہ شعر

اُردو ترجمہ

اور راہ ایک عادل نیک رائے اور عقلمند شخص تھا۔ ماوراءالنہر اور ترکستان اسکے قبضہ میں تھا۔ اور خراسان کی طرف سے اُسے پورا اطمینان حاصل تھا عزیزداری، دوستی، عہد و پیمان قائم تھا۔ منجملہ اسکے اور شان و شوکت کے ایک یہ تھا کہ جب وہ بیٹھ کر چلتا تھا تو علاوہ اور دوسرے ہتھیار والوں کے سات سو گرز سونے اور چاندی کے لوگ لے کر اس کے گھوڑے کے آگے آگے چلتے تھے۔

اور بہت شاعر دوست تھا۔ اُستاد رشیدی و امیر عمعق و نجیبی و فرغانی نجار ساغرجی۔ علی پانیذی۔ پسر درغوش پسر اسفراینی۔ علی سپہری نے اسکی خدمت میں بڑے بڑے صلے حاصل کئے اور بہترین خلعتیں پائیں۔ امیر عمعق امیر الشعرا تھا۔ اور اس حکومت سے بہرہ پائے تھے۔ اور اسباب شان و شوکت مثلاً ترک غلام خوبصورت لونڈیاں۔ راہوار۔ گھوڑے زر دوزی ساز و سامان بہترین خلعتیں پائے تھا لونڈی، غلام، زر و زیور کافی تھا۔ اور بادشاہ کی مجلس میں بہت محترم تھا حسب ضرورت دوسرے شعرا کو اسکی خدمت کرنا لازمی تھی۔ استاد رشیدی وہ طبیعت رکھتا تھا کہ دوسرے کی ہونا مشکل ہے اگرچہ رشیدی جوان تھا لیکن عالم تھا مضمون لئے قصیدہ میں اسکی ممدوحہ تھی۔ اور خضر خان کی تمام بیگمات اسکے فرمان میں تھیں۔ اور بادشاہ کے بہت زیادہ مقرب تھا رشیدی کی تعریف کرتا تھا۔ یہاں تک کہ

عبدالسید را چون می بینی گفت شعری بغایت نیک متقی و منقح
امّا قدری نمکش در می باید. نه بس روزگاری بر آمد که رشیدی
در رسید و خدمت کرد و خواست که بنشیند پادشاه او را پیش خواند
و بتقریب چنانکه عادت ملوک است گفت امیر الشعرا را پرسیدم
که شعر رشیدی چون است گفت نیک است امّا بی نمک است
باید که درین معنی بیتی دو بگوئی۔ رشیدی خدمت کرد و بجای
خویش آمد و بنشست و بر بدیهه این قطعه بگفت

شعرهای مرا به بی نمکی ۞ عیب کردی روا بود شاید
شعر من همچو شکر و شهد است ۞ و ندرین دو نمک نکو ناید
شلغم و باقلیست گفتهٔ تو ۞ نمک ای قلتبان ترا باید

چون عرضه کرد پادشاه را عظیم خوش آمد و در ماوراء النهر عادت
و رسم است که در مجالس پادشاه و دیگر مجالس زر و سیم در طبقها
بنقل بنهند و آن را سیم طاقا یا جفت خوانند و در مجلس خضر خان
بخشش (۱) چهار طبق زر سرخ نهاده بودی، و در هر یکی دویست
و پنجاه دینار و آن بمشت بخشیدی این روز چهار طبق رشیدی
را فرمود و حرمتی تمام پیدا آمد و معروف گشت زیرا که چنانکه
ممدوح بشعر نیک شاعر معروف شود شاعر بصلهٔ گران معروف
مشهود گردد این دو معنی متلازمان اند ۞

اردو ترجمہ

عبدالرشید رشیدی کے اشعار کے
متعلق تم کیا کہتے ہو۔ کہا کہ شعر تو نہایت
پاک و صاف اور عمدہ ہوتے ہیں لیکن
انہیں کچھ نمک کی ضرورت ہے زیادہ
عرصہ نہ گذرا تھا کہ رشیدی آ پہنچا اور
آداب بجا کر چاہتا تھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھے
لیکن بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلایا
اور بطور تقریب جیسا کہ بادشاہوں کی عادت
ہے کہا کہ میں نے امیر الشعراء سے دریافت
کیا کہ رشیدی کے اشعار کیسے ہوتے
ہیں تو انہوں نے کہا کہ اچھے ہوتے ہیں
لیکن نمک ضرور ہونے چاہیے ہیں۔ اس
بارے میں دو ایک شعر کہنے چاہئیں)
رشیدی آداب بجا لایا۔ اور اپنی جگہ پر
بیٹھ گیا۔ اور فی البدیہہ یہ قطعہ کہا
تو نے میرے اشعار میں بے نمکی کا عیب
ظاہر کیا۔ بجا ہے اور درست ہے میرے
اشعار تو شہد اور شکر کی طرح ہوتے
ہیں اور ان دونوں میں نمک اچھا
معلوم نہیں ہوتا تیرا کہا ہوا شلغم اور باقلہ
ہے اسے اے دیوث نمک کی بھی ضرورت
ہے جب پیش کیا تو بادشاہ کو بہت اچھا
معلوم ہوا۔ ماوراء النہر میں رسم و عادت
ہے کہ بادشاہوں کے دربار اور دوسری
مجالس میں سونے اور چاندی کے طباق
بھر کر رکھے جاتے ہیں اور ان کو سیم طاق
یا جفت کہتے ہیں) خضر خان کی مجلس
میں بھی چار طباق زر سرخ کے بھر کر
رکھے جاتے تھے اور ہر ایک میں دو سو
پچاس دینار ہوتے تھے۔ خضر خان مٹھی
بھر کر عنایت کرتا تھا۔ اس روز چار
طباق رشیدی کو عنایت کر دیئے اسے
بہت عزت حاصل ہوئی۔ اور مشہور
ہو گیا کیونکہ جس طرح ممدوح شاعر کے
اچھے شعر سے مشہور ہوتا ہے اسی طرح
(۱) شاعر بھی بادشاہ کے انعامات سے مشہور ہوتا ہے اور یہ دونوں باہم لازم ہیں ۞

۱۰ ۴/ ⑧

حکایت

۹/ "B" ۸/

استاد ابو القاسم فردوسی از دہاقین طوس بود از دیہی کہ آن دیہہ را باز خوانند و از ناحیت طبرستان است بزرگ دیہی است و از وی ہزار مرد بیرون آید۔ فردوسی در آن دیہہ شوکتی تمام داشت چنانکہ بدخل آن ضیاع از امثال خود بے نیاز بود و از عقب یک دختر بیش نداشت و شاہنامہ بنظم ہمی کرد و ہمہ امید او آن بود کہ از صلۂ آن کتاب جہاز آن دختر بسازد۔ بیست و پنج سال در آن کتاب مشغول شد کہ آن کتاب تمام کرد و الحق ہیچ باقی نگذاشت و سخن را بآسمان علّیین برد و در عذوبت بماء معین رسانید و کدام طبع را قدرت آن باشد کہ سخن را بدین درجہ رساند کہ او رسانیدہ است در نامہ کہ زال ہمی نویسد بسام نریمان بمازندران در آن حال کہ با رودابہ دختر شاہ کابل پیوستگی خواست کرد ؎

یکی نامہ فرمود نزدیک سام ؛ سراسر درود و نوید و خرام
نخست از جہان آفرین یاد کرد ؛ کہ ہم داد فرمود و ہم داد کرد
ازو باد بر سام نیرم درود ؛ خداوند شمشیر و گوپال و خود
چمانندۂ چرمہ ہنگام گرد ؛ چرانندۂ کرگس اندر نبرد
فزایندۂ باد آوردگاہ ؛ فشانندۂ خون ز ابر سیاہ

حکایت

ابو القاسم فردوسی طوس کے زمینداروں میں سے تھا۔ اور اس گاؤں کا رہنے والا تھا جس کو باز کہتے ہیں۔ جو طبرستان کے نواح میں واقع ہے اور وہ ایسا بڑا گاؤں ہے اس سے ہزاروں لائق شخص نکلے ہیں۔ فردوسی اس گاؤں میں اچھی شان شوکت سے رہتا تھا۔ چونکہ اس زمینوں کی آمدنی کی وجہ سے اپنے اخراجات سے بے نیاز تھا اور اپنے بعد ایک لڑکی کے سوا اور کوئی اولاد نہ رکھتا تھا۔ شاہنامہ نظم کر رہا تھا۔ اور اسکو یہ امید تھی کہ اس کتاب کے صلے میں لڑکی کا جہیز تیار کرے۔
اور پچیس سال تک اس کتاب میں لگا رہا۔ اور حقیقتاً کچھ باقی نہ چھوڑا اور کلام کو آسمان علیین تک پہنچایا۔ شیرینی میں چشمۂ شیریں کے برابر کر دیا۔ اور کس طبیعت کو یہ قدرت ہو سکتی ہے کہ کلام کو اس رتبہ تک پہنچائے جس مرتبہ تک اسنے پہنچایا۔ اس خط میں کہ زال سام نریمان کو مازندران لکھا۔ حالانکہ وہ بادشاہ کابل کی لڑکی رودابہ سے شادی کرنا چاہتا تھا لکھتا ہے ؎

ایک خط سام نریمان کو روانہ فرمایا۔ جو سراپا سلام۔ خوشی اور رحمت تھا۔
پہلے جہان کے پیدا کرنے والے خدا کو یاد کیا کہ جس نے انصاف فرمایا اور انصاف کیا۔
اسکی طرف سے سام نریمان کو سلام پہنچے جو صاحب شمشیر گرز و خود ہے۔ جو گرد غبار (لڑائی) کے موقعہ پر گھوڑے چلانے والا ہے۔ جنگ میں گدھ کا خیال کرتا ہے اور میدان جنگ میں زیادہ قتل

بمردی هنر در هنر ساخته ❊ سرش از هنر گردن افراخته

من در عجم سخنے بدین فصاحت نمے بینم و در بسیاری از سخن عرب هم چون فردوسی شاهنامه تمام کرد نساخ او علی دیلم بود و راوی ابودلف و شکر (؟) حیی قتیبه که عامل طوس بود و بجائے فردوسی ایادی داشت نام این سه بگوید

از ین نامه از نامداران شهر ❊ علی دیلم و بودلف راست بهر

نیامد جز احسنتشان بهره ام ❊ بگفت اندر احسنتشان زهره ام

حیی قتیبه است از آزادگان ❊ که از من نخواهد سخن رایگان

نیم آگه از اصل و فرع خراج ❊ همی غلطم اندر میان دواج

حیی قتیبه عامل طوس بود. و این قدر او را واجب داشت و از خراج فرو نهاد لاجرم نام او تا قیامت بماند و پادشاهان همے خوانند پس شاه نامه علی دیلم در هفت مجلد بنبشت و فردوسی بودلف را برگرفت و روئے بحضرت غزنین نهاد و بپایمردی خواجه بزرگ احمد حسن کاتب عرضه کرد و قبول افتاد و سلطان محمود از خواجه منتها داشت اما خواجه بزرگ منازعان داشت که پیوسته خاک تخلیط در قدح جاه او همے انداختند محمود با آن جماعت تدبیر کرد که فردوسی را چه دهیم گفتند پنجاه هزار درم و این خود بسیار باشد که او مرد رافضی است و معتزلی مذهب و این بیت بر اعتزال او دلیل کند که او گفت

اُردو ترجمہ

جوانمردی سے ہنر میں ہنر پیدا کئے ہوئے اسکا سر ہنر کی وجہ سے بلند ہے میں عجم میں اس فصاحت کے ساتھ کلام پاتا اور اکثر حصے زیادہ کلام میں بھی یعنی عرب میں بھی نظم کی اتنی ضخیم کتاب کوئی نہیں ہے جبکہ شاہ نامہ ختم کیا اس کا محرر علی دیلم راوی نقال یا پڑھنے والا ابودلف کوشش کرنے والا حیی قتیبہ جو طوس کا عامل تھا اور فردوسی پر بہت احسان کرتا تھا۔ ان تینوں کے نام بیان کرتا ہے۔ شہر کے مشہور لوگوں سے اس حصے سے علی دیلم اور ابودلف کا حصہ ہے مجھے سوائے اُن کی تعریفوں کے اور کچھ نہ ہو سکا میں انکی تعریفیں بیان کر کے بہرہ ہوں حیی قتیبہ ان شریفوں میں سے ہے جو مجھ سے میرا کلام مفت لینا نہیں چاہتا میں خراج کی شاخ و جڑ سے آگاہ نہیں ہوں بستر اپنے لحاف میں خوش ہوں۔ حیی قتیبہ طوس کا عامل تھا اور وہ اسکی بہت عزت کرتا تھا اس کا خراج معاف کر دیا تھا بے شک اسکا نام قیامت تک باقی رہے گا اور بادشاہ پڑھتے ہیں پس شاہ نامہ کو علی دیلم نے سات جلدوں میں لکھا اور فردوسی ابودلف کو لیکر غزنین کی طرف چلا اور خواجہ بزرگ احمد حسن کاتب کی وساطت میں پیش کیا جو کہ قبول ہوا سلطان محمود خواجہ بزرگ کے بہت احسانات رکھتا تھا لیکن خواجہ بزرگ چند مخالف رکھتا تھا جو ہمیشہ اسکے مرتبہ کی تعریف کے پیالے میں خاک جھونکا کرتے تھے محمود نے اسی جماعت سے مشورہ کیا

کہ فردوسی کو کیا دیا جائے ... پچاس ہزار درہم اور یہ خود بھی بہت ہے ...

[illegible]

بہ بینندگان آفریننده را ٭ نه بینی مرنجان دو بیننده را

و بر رفض او این بیتها دلیل است که او گفت ؎

خردمند گیتی چو دریا نهاد ٭ برانگیخته موج ازو تند باد

چو هفتاد کشتی درو ساخته ٭ همه بادبانها برافراخته

میانه یکے خوب کشتی عروس ٭ برآراسته همچو چشم خروس

پیمبر بدو اندرون با علی ٭ همه اهل بیت نبی و وصی

اگر خلد خواهی بدیگر سرائے ٭ بنزد نبی و وصی گیر جائے

گرت زین بد آید گناه منست ٭ چنین است و این راه راه منست

برین زادم و هم برین بگذرم ٭ یقین دان که خاک پئے حیدرم

و سلطان محمود مردے متعصب بود درو این تخلیط بگرفت و مسموع افتاد - در جمله بیست هزار درم بفردوسی رسید بغایت رنجور شد و بگرمابه رفت و برآمد فقاعے بخورد و آن سیم میان حمامی و فقاعی قسمت فرمود - سیاست محمود دانست بشب از غزنین برفت و بهری بدکان اسمعیل وراق پدر ازرقی فرود آمد و شش ماه در خانه او متواری بود تا طالبان محمود بطوس رسیدند و باز گشتند و چون فردوسی ایمن شد از هری روئے بطوس نهاد و شاه نامه برگرفت و بطبرستان شد بنزدیک سپهبد شهریار که از آل باوند در طبرستان پادشاه او بود و آن خاندانے است بزرگ نسبت ایشان بیزدگرد شهریار پیوندد پس محمود

اردو ترجمہ

دونوں دیکھنے والیوں (آنکھوں) سے پیدا کرنے والے کو نہیں دیکھ سکیگا - لہذا دونوں دیکھنے والیوں (آنکھوں) کو تکلیف نہ دے اور اسکے رفض پر یہ اشعار جو اسنے کہے ہیں دلیل ہیں - جب خداوند جہان آفرین نے دریا پیدا کیا - تو موجیں اسمیں تیز اور تند چھوٹنے شروع ہو گئے - جب اسمیں ستر کشتیاں بنائیں تو ہر ایک نے اپنا بادبان بلند کیا - اسمیں ایک کشتی دلہن کی سی سجی ہوئی تھی اور مرغ کی آنکھ کی طرح آراستہ آنحضرت مع حضرت علی اور آنحضرت کے گھر کے لوگ اور حضرت علی کی اولاد اسمیں تشریف رکھتے تھے - اگر تو عاقبت میں جنت چاہتا ہے تو نبی اور حضرت علی کے پاس جگہ ڈھونڈ اگر تجھے اسمیں نقصان ہے تو میرا گناہ تو یہی ہے یہی جان اور یہی طریقہ میرا ہے اسی میں پیدا ہوا ہوں اور اسی پر میں مر جاؤں گا یقین سے جان کہ میں حضرت علی کے پیر کی خاک ہوں - اور سلطان محمود ایک متعصب شخص تھا اسے بھی یہ خیال ہو گیا - اور یہ باتیں منظور کر لیں - الغرض فردوسی کو بیس ہزار درم ملے - بہت رنج ہوا حمام گیا اور واپس آ کر شراب پی وہ درم حمام والے اور شراب بیچنے والے کو دیدیئے اور چونکہ سلطان محمود کی سیاست جانتا تھا اسلئے رات میں ہی غزنین سے چلا گیا - اور ہری ازرقی کے باپ اسمعیل وراق کی دوکان پر اترا اور چھ ماہ تک اسکے گھر میں پوشیدہ رہا یہانتک کہ محمود کی طرف سے ڈھونڈنے والے طوس گئے اور واپس ہو گئے جب فردوسی مطمئن ہو گیا تو ہری سے طوس کو چلا گیا - اور شاہنامہ لیکر طبرستان میں سپہبد شہریار کے جو ال باوند سے تھا کے پاس گیا ماننا وہ طبرستان میں بادشاہ تھا اور وہ ایک بزرگ خاندان سے کہ اسکا سلسلہ نسب یزدجرد بادشاہ سے ملتا ہے - پس فردوسی

را هجا کرد در دیباچه بیتی صد و بر شهریار خواند و گفت من
این کتاب را از نام محمود با نام تو خواهم کردن که این کتاب
همه اخبار و آثار جدان تست. شهریار او را بنواخت و نیکوئیها
فرمود و گفت یا استاد محمود را بر آن داشتند و کتاب
ترا بشرطی عرضه نکردند و ترا تخلیط کردند و دیگر تو مرد شیعی و هر که
تولی بخاندان پیامبر کند او را دنیاوی هیچ کاری نرود
که ایشان را خود نرفته است. محمود خداوندگار من است تو
شاه نامه بنام او رها کن و هجو او بمن ده تا بشویم و ترا اندک
چیزی بدهم. محمود خود ترا خواند و رضای تو طلبد. و رنج چنین
کتاب ضائع نماند و دیگر روز صد هزار درم فرستاد و
گفت هر بیتی بهزار درم خریدم آن صد بیت بمن ده و با
محمود دل خوش کن. فردوسی آن بیتها فرستاد بفرمود تا
بشستند فردوسی نیز سواد بشست و آن هجو مندرس گشت و
از آن جمله این شش بیت بماند

مرا غمز کردند کان پر سخن ❊ بمهر نبی و علی شد کهن
اگر مهرشان من حکایت کنم ❊ چو محمود را صد حمایت کنم
پرستار زاده نیاید بکار ❊ وگر چند باشد پدر شهریار
ازین در سخن چند رانم همی ❊ چو دریا کرانه ندانم همی
به نیکی نبد شاه را دستگاه ❊ وگرنه مرا برنشاندی بگاه

اردو ترجمہ

فردوسی نے دیباچہ میں ایک شعر میں محمود کی ہجو کی۔ اور بادشاہ طبرستان کے سامنے سنائی۔ اور کہا کہ میں اس کتاب کو تیرے نام محمود کے نام سے کروں گا کیونکہ یہ کتاب بالکل تیرے اجداد کے واقعات اور یادگار ہے۔ شہریار نے اسکے ساتھ نوازش فرمائی۔ اور کہا کہ اے استاد محمود کو لوگوں نے اس پر مجبور کیا۔ اور تیری کتاب کسی شرط کیساتھ پیش نہیں کی اور تیرے کلام میں عیب نکالے دوسرے یہ کہ تو شیعہ ہے جو شخص کہ پیغمبر کے خاندان سے محبت رکھتا ہے اسکی دنیا میں کوئی مراد بر نہیں آتی۔ کیونکہ ان کی بھی دنیا میں کوئی مراد نہیں پوری ہوئی۔ محمود میرا سرتاج ہے۔ اور تو شاہنامہ اسی کے نام پر رہنے دے اور اسکی ہجو مجھے دیدے تاکہ میں اسے دھو ڈالوں اور تجھ کو کچھ تھوڑا معاوضہ دیتا ہوں محمود خود تجھے بلائے گا۔ اور تیری خوشنودی حاصل کرے گا۔ اور اس کتاب کی محنت ضائع نہ ہوگی۔ دوسرے روز سو ہزار درہم بھیجے۔ اور کہا کہ میں نے ہر شعر ہزار میں خریدا۔ مجھے دیدے اور محمود سے خوش ہو جا۔ فردوسی نے ان اشعار کو بھیجدیا۔ اور شہریار کے حکم سے دھو ڈالے گئے۔ فردوسی نے بھی اپنی سیاہی دھو دی منجملہ ان کے یہ چھ شعر باقی رہے مجھے عیب لگایا کہ وہ قادر الکلام نبی اور علی کی محبت میں بوڑھا ہو گیا۔ اگر میں (حقیقت میں) ان کی محبت بیان کروں۔ تو محمود جیسے سو کی مدد کروں لونڈی زادہ کام نہیں آتا اگرچہ اس کا

باپ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ میں اسی قسم کی جتنی باتیں بیان کرتا ہوں اور یہ سب (واقعی طبع کی وجہ سے) دریا کی طرح کنارہ نہیں جانتا۔ بادشاہ کو نیکی کا

چو اندر تبارش بزرگی نبود ٭ ندانست نام بزرگان شنود

الحق نیکو خدمتے کرد شهریار محمود را و محمود از و منتها داشت

در سنه اربع عشرة و خمسمایة به نیشاپور شنیدم از امیر معزی که او گفت

از امیر عبد الرزاق شنیدم که بطوس گفت وقتے محمود بهندوستان

بود و از آنجا باز گشته بود و روے بغزنین نهاده مگر در راه او متمردے

بود حصارے استوار داشت و دیگر روز محمود را منزل بر در حصار

او بود، پیش او رسولے بفرستاد که فردا باید که پیش آئی و خدمتے

بیاری و بارگاه ما را خدمت کنی و تشریف بپوشی و باز گردی دیگر

روز محمود برنشست و خواجهٔ بزرگ بر دست راست سے راند

که فرستاده باز گشته بود و پیش سلطان سے آمد سلطان با خواجه

گفت چه جواب داده باشد خواجه این بیت فردوسی بخواند

اگر جز بکام من آید جواب ٭ من و گرز و میدان و افراسیاب

(محمود گفت این بیت کراست که مردی از وے زاید۔ گفت

بیچاره ابوالقاسم فردوسی است و بیست و پنج سال رنج برد و چنان

کتابے تمام کرد و هیچ ثمره ندید۔ محمود گفت سره کردی که مرا از آن

یاد آوردی که من از آن پشیمان شده ام، آن آزاد مرد

از من محروم ماند بغزنین مرا یاد ده تا او را چیزے فرستم

خواجه چون بغزنین آمد بر محمود یاد کرد، سلطان گفت شصت

هزار دینار ابوالقاسم فردوسی را بفرمائے تا بنیل دهند

اُردو ترجمہ

چونکہ اسکی ذات میں بزرگی نہ تھی ۔ اسلئے وہ بزرگوں کا نام سن سکا

بیشک شہریار نے اچھی خدمت کی اور محمود اسکا احسانمند تھا۔ ۵۱۴ھ

میں میں نے نیشاپور میں امیر معزی سے سنا۔ اس نے کہا کہ میں نے طوس میں امیر عبد الرزاق سے سنا وہ کہتا تھا

کہ ایک مرتبہ محمود ہندوستان گیا) تھا اور وہاں سے واپس غزنین آرہا تھا۔ راستہ میں ایک سرکش تھا اسکا

قلعہ بہت مضبوط تھا۔ دوسرے دن محمود کا قیام قلعہ کے دروازہ پر تھا لہذا اسکے پاس ایک قاصد بھیجا اور

کہلا دیا) کہ تم کو لازم ہے کہ کل ہمارے پاس حاضر ہو کر ہدیہ پیش کرو اور ہماری بارگاہ کے آداب بجالاؤ۔ اور

خلعت پہن کر واپس چلے جاؤ۔ دوسرے روز محمود اور خواجہ بزرگ اسکا وزیر اعظم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ قاصد

واپس آیا۔ اور سلطان کے سامنے حاضر ہوا سلطان نے خواجہ سے کہا کہ تم کیا جواب دیا ہوگا۔ خواجہ نے فردوسی

کا یہ شعر پڑھا ہے

اگر میرے مقصد کے سوا کوئی جواب آیا تو میں ہوں اور میدان ہے اور افراسیاب

ہے یہ محمود نے کہا یہ شعر کس کا ہے کہ اس سے بہادری ٹپکتی ہے عرض کیا کہ بیچارہ فردوسی کا کہ جسے ۲۵

برس کی محنت کیسا کتاب لکھی اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا محمود نے کہا تو نے بہت اچھا کیا کہ مجھے یاد دلایا میں اسلئے شرمندہ ہوں کہ وہ شریف

اشتر سلطانی بطوس برند و از عذر خواهند۔ خواجہ سالہا بود تا
درین بند ابود۔ آخر آن کار را چون زر بساخت و اشتر گسیل کرد
و آن نیل بسلامت بشہر طبران رسید از دروازۂ رودبار اشتر
در مے شد و جنازۂ فردوسی بدروازۂ رزان بیرون ہمے بردند
در آن حال مذکرے بود در طبران تعصب کرد گفت من رہا نکنم
تا جنازۂ او در گورستان مسلمانان برند کہ او رافضی بود و ہر چند
مردمان بگفتند با آن دانشمند درنگرفت۔ درون دروازہ باغے بود
ملک فردوسی او را در آن باغ دفن کردند امروز ہم در آنجا است
و من در سنہ عشر و خمسمائۃ آن خاک را زیارت کردم۔
گویند از فردوسی دخترے ماند سخت بزرگوار۔ صلۂ سلطان
خواستند کہ بدو سپارند قبول نہ کرد و گفت بدان محتاج نیستم
صاحب برید بحضرت بنوشت و بر سلطان عرضہ کردند مثال
داد کہ آن دانشمند از طبران برود بدین فضولی کہ کردہ است
و خانمان بگذارد و آن مال بخواجہ ابوبکر اسحق کرامی دہند تا رباط
چاہہ کہ بر سر راہ نشابور و مرو است در حد طوس عمارت کند
چون مثال بطوس رسید فرمان را امتثال نمودند و عمارت چاہہ
از آن مال است

۹۷ "B"	حکایت	⊗ ۱۱

در آن تاریخ کہ من بندہ در خدمت خداوند ملک الجبال بودم

ازاں وقت ۱۱

اُردو ترجمہ

اور وہ بادشاہی اونٹوں پر لاد کر طوس تک
لے جائیں اور معذرت کریں۔ خواجہ
عرصہ سے اسی فکر میں تھا۔ آخر اس
کام کو نقد ہی کی طرح پہنچا دیا۔ اونٹ
لاد دیے گئے اور وہ انعام صحیح سلامت
شہر طبرستان تک پہنچ گیا۔ دروازہ
رودبار سے اونٹ اندر جا رہے
تھے۔ اور دروازہ رزان سے فردوسی
کا جنازہ باہر لایا جا رہا تھا۔ اس وقت
طبران میں ایک شخص تھا اس نے
تعصب کیا۔ کہا کہ میں ہرگز اجازت
نہ دوں گا کہ فردوسی کا جنازہ مسلمانوں
کے قبرستان میں لے جائیں کیونکہ وہ
رافضی تھا۔ لوگوں نے ہر چند کہا لیکن
اس عقلمند نے ایک نہ سنی۔ دروازہ
کے باہر فردوسی کی اپنی ایک باغ
تھا۔ فردوسی کو اسی میں دفن کیا۔ اور
آج تک وہیں ہے۔ میں نے ۵۱۰ھ
میں اسکی خاک کی زیارت کی۔ کہتے ہیں
کہ فردوسی کی ایک لڑکی باقی رہی جو
بہت نیک تھی۔ لوگوں نے چاہا کہ بادشاہ کا
صلہ اسے سپرد کر دیں لیکن اس نے
قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ میں اسکی محتاج
نہیں ہوں۔ ڈاک منشی نے بارگاہ
میں لکھا۔ لوگوں نے بادشاہ کی درگاہ
میں پیش کیا۔ حکم ہوا کہ وہ عقلمند
طبرستان سے نکالا جائے اور اس
بیہودگی پر کہ کی ہے اپنے خاندان کو
چھوڑ دے اور وہ مال خواجہ صاحب
ابو اسحاق کرامی کو دے دیا جائے اور علاقہ
طوس میں [illegible] نیشاپور
اور مرو کے درمیان راستہ پر ہے تعمیر کیا
جائے [illegible] طوس میں [illegible]

[illegible]

نور اللہ مضجعہ و رفع فی الجنان موضعہ و آن بزرگوار در حق من
بندہ اعتقاد قوی داشت و در تربیت من ہمت بلند بگماشت از مہتران
و مہتر زادگان شہر بلخ عمر باللہ امیر عمید صفی الدین ابوبکر محمد بن الحسین
الرّدا نشاہی روز عید فطر بدان حضرت پیوست جوان فاضل مفضل
و دبیرے نیک مستوفی الشرط و با ادب و ثمرات آن بہرہ در دلہا
مقبول و در زبانہا ممدوح و درین حال من بخدمت حاضر نبودم
در مجلس بر لفظ بادشاہ رفت کہ نظامی را بخوانید امیر عمید صفی الدین
گفت کہ نظامی منیری است گفت شاعرے نیک و مردے معروف
چون فراشش رسید و مرا بخواند موزہ در پائے کردم و چون بر آمدم
خدمت کردم و بجائے خویش بنشستم و چون دورے در گذشت
امیر عمید گفت نظامی نیامد ملک جبال گفت آمد اینک آنجا نشستہ
است امیر عمید گفت من نہ این نظامی را مے گویم آن نظامی
دیگر است و من این را خود نشناسم ہمیدون بادشاہ را دیدم
کہ متغیر گشت و در حال روئے سوئے من کرد و گفت جز تو جائے
نظامی ہست گفتم بلے ایجا اند دو نظامی دیگر اند یکے سمرقندی
است و او را نظامی منیری گویند و یکے نیشاپوری و او را نظامی
اثیری گویند و من بندہ را نظامی عروضی خوانند گفت تو بہ یا
ایشان امیر عمید دانستہ کہ بد گفتہ است و بادشاہ را متغیر دیدہ
گفتہ اینجا و ندان ہر دو نظامی معربد اند و بساط مجلس بالعربدہ

اردو ترجمہ

اللہ تعالی انکی قبر کو روشن کرے اور جنت میں انکے
مراتب بڑھائے یہ وہ بزرگ تھے جو میرے
حق میں بہت اچھا اعتقاد رکھتے اور
میری تربیت کرتے تھے بلند ہمت
شخص تھا شہر بلخ کے سرداروں اور
امیرزادوں میں سے عمر باللہ امیر عمید
صفی الدین ابوبکر محمد بن الحسین
الردا نشاہی عید الفطر کے روز اس
بارگاہ میں حاضر ہوا جوان فاضل
بزرگ اور دبیر نیک کامل شرط
و ادب میں مناسب اور اس کے نتیجے والے
سے خواندگی لوگوں میں مقبول اور زبانوں
پر ممدوح تھا - اس وقت میں خدمت
میں حاضر نہ تھا مجلس میں بادشاہ
کی زبان سے نکلا کہ نظامی کو بلاؤ
امیر عمید صفی الدین نے کہا کہ نظامی
یہاں موجود ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں
اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ
نظامی منیری ہے (یہ خیال کر کے کہا)
کہنے لگا کہ کیا اچھا نیک شاعر مشہور
شخص ہے جیسے ہی فراش آیا اور
مجھے بلایا تو میں موزہ پہن کر چلا
اور دربار میں حاضر ہوا اور آداب
بجا لا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا جب چند
دور شراب کے گذر گئے تو امیر عمید نے
کہا کہ نظامی نہیں آیا ملک جبال نے
کہا کہ آگیا وہاں بیٹھا ہے امیر عمید نے کہا
کہ میں اس نظامی کو نہیں کہتا وہ نظامی
دوسرا ہے میں تو اسکو پہچانتا ہی نہیں اسی
وقت بادشاہ کیطرف دیکھا کہ اسکے
چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور میری

طرف دیکھ کر کہا کہ منیری سوا کوئی اور نظامی ہے میں نے عرض کیا کہ یہاں دو نظامی اور ہیں (یعنی) ایک سمرقندی ہے جسکو نظامی منیری کہتے ہیں

بہم شوریدند و بریان آرند ملک بر سبیل طیبت گفت باش تا این ہمہ را ببینی کہ پنج قدح سیکی بخورد و مجلس را برہم زند اما از ین سہ نظامی شاعر ترکیست امیر عمید گفت من آن دو را دیدہ ام و بجق المعرفہ شناسم اما این را ندیدہ ام و شعر او نشنیدہ ام، اگر درین معنی کہ رفت دو بیتی بگوید و من طبع او ببینم و شعر او بشنوم. بگویم کہ کدام بہتر است زین ہر ملک روئے سوئے من کرد و گفت ہاں اے نظامی تا مارا خجل نکنی و چون گوئی چنان گوئے کہ امیر عمید خواہد اندرآن وقت مرا در خدمت بادشاہ طبعے بود فیاض و خاطرے وہاج و اکرام و انعام آن بادشاہ مرا بدانجا رسانیدہ بود کہ بدیہہ من رویت گشتہ بود. قلم برگرفتم و تا دو بار دور در گذشت این پنج بیت بگفتم

درجہان سہ نظامیم ایشاہ ۞ کہ جہانے زما بافغانند

من بور شاد پیش تخت شہم ۞ وآن دو در مرو پیش سلطانند

بحقیقت کہ در سخن امروز ۞ ہر یکے مفخر خراسانند

گرچہ ہمچون روان سخن گویند ۞ ورچہ ہمچون خرد سخن دانند

من شرابم کہ چون شان در یابم ۞ ہر دو از کار خود فرو مانند

چون این بیتہا عرض کردم امیر عمید صفی الدین خدمت کرد و گفت اے بادشاہ نظامیان را بگذار من از جملہ شعرا ما وراء النہر و خراسان و عراق ہیچکس را ہیچ آن نشناسم کہ بدین نام نظام

اُردو ترجمہ

ایسی شرارت سے برہم اور خراب کرتے ہیں بادشاہ نے بطور مزاح فرمایا. صبر کرتا کہ اسکو دیکھ لے کہ چار یا پانچ قدح شراب آتشہ کے پی کر مجلس کو خراب کر رہا ہے لیکن ان تینوں نظامیوں میں بہتر شاعر کون ہے امیر نے کہا کہ میں نے ان دونوں شاعروں کو دیکھا ہے اور جس طرح پہچاننے کا حق ہے پہچانتا ہوں لیکن نہ تو اسکے شعر کو اور نہ اسکو دیکھا۔ اگر اسبارے میں جو ابھی گذرا ایک دو شعر کہے تو میں اسکی طبیعت دیکھوں اور شعر سنوں تو پھر بتا سکتا ہوں کہ تینوں میں کون اچھا ہے بادشاہ نے میری طرف توجہ کرکے کہا کہ خبردار نظامی ہمیں شرمندہ نہ کرنا۔ اور جب کہے تو ایسا ہی کہنا جیسا امیر عمید چاہتا ہے اس زمانہ میں بادشاہ کی خدمت میں اسکے میری طبیعت فیاض اور دل روشن تھا۔ اور بادشاہ کے انعام و اکرام نے مجھے اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ فی البدیہہ کہنا میری عادت ہوگئی تھی میں نے قلم اٹھایا۔ اور جب تک دو چار دور گذرے میں نے پانچ شعر کہے۔ اے بادشاہ جہان میں ہم تین نظامی ہیں کہ ایک جہان ہم سے شور و فغان میں ہے میں درسا وہیں بادشاہی تخت کے قریب ہوں اور وہ دونوں مرو میں سلطان کے قریب تھا اور درحقیقت یہ ہے کہ از روئے سخن ایک فخر خراسان ہے اگرچہ وہ روانی کی طرح شعر کہتے تھے اور اگرچہ وہ عقل کی طرح باتیں کرتے تھے

لیکن میں ایک ایسی شراب ہوں کہ اگر وہ مجھے پالیں تو اپنے کام سے عاجز ہو جائیں۔ جب میں یہ شعر پیش کئے تو امیر عمید صفی الدین

مجال چنین پنج بیت تواند گفت خاصه بدین متانت و جزالت
و عذوبت مقرون بالفاظ عذب و مشحون بمعانی بکر شاد
باش ای نظامی ترا بر بسیط زمین نظیر نیست الحمد الله خداوند پادشاه
(نام شاعر ہے ۱۲)
طبع لطیف دارد و خاطری قوی و فضلی تمام و اقبال پادشاه
وقت و همت او رفعها الله در افزوده است تا در گردد از این
هم زیادت شود که جوان است و روز افزون رخ پادشاه
عظیم بر افروخت و بشاشتی در طبع لطیف او پدید آمد مرا تحسین
کرد و گفت کان سرب در شاد از این عید تا عید گوسفند کشان
بتو دادم عملی بفرست چنان کردم و اسحٰق یهودی را فرستادم
در صمیم تابستان بود و وقت کار و گوهر بسیاری گداختند در مدت
هفتاد روز دوازده هزار من سرب از آن خمس بدین دعاگوی
رسید و اعتقاد پادشاه در حق من بنده یکی هزار شد. ایزد تبارک
و تعالی خاک عزیز او را بشمع رضا پر نور کناد و جان شریف
او را بجمیع غنا مسرور بمنه و کرمه ؛

احمد حسن سواتی الہاری باغی عفی عنہ الغنی

اُردو ترجمہ

کہ فی البدیہہ ایسے پانچ شعر کہہ سکے
خاصکر اس متانت۔ اس فصاحت
اور شیرینی کیساتھ الفاظ شیریں اور بہتر
اور معانی لطافت سے پیوستہ ہوں لہذا
شاباش اے نظامی روئے زمین پر کوئی
تیری نظیر نہیں ہے الحمد للہ خداوند لطیف
طبیعت دل قوی اور اچھی لیاقت
رکھتا ہے اور بادشاہ کا اقبال اور
اسکی دُعا اللہ تعالیٰ ان دونوں کو
بلند کرے جسنے اسکو بلند کیا۔ اسلئے
نادر زمانہ ہوجائیگا۔ اور اس سے
زیادہ بہتر ثابت ہوگا کیونکہ جوان
ہے اور روز بروز ترقی رکھتا ہے بادشاہ
کا چہرہ چمک اٹھا۔ اور اسکی نازک
طبیعت میں مسرت ظاہر ہوئی
میری تعریف کی اور فرمایا کہ درشاد
کے سیسہ کی کان اس عید سے
عید الضحیٰ تک تجھکو مرحمت فرمائی
اپنا کارکن بھیج میں نے ایسا ہی کیا
اور اسحٰق یہودی کو بھیجا۔ یہ شدت
گرمی کا زمانہ تھا اور صبح کا وقت
بہت سا گلا لیا اور ستر روز کی
مدت میں اسکا پانچواں حصہ بارہ
ہزار من سیسہ اس دعاگو کو
ملا اور بادشاہ کا اعتقاد میرے
حق میں ہزار گنا ہوگیا۔ اللہ
تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکی عزیز
خاک کو شمع رضا سے پرنور کرے
اور اسکی جان شریف جملہ نوا سے
مسرور فرمائے ؛

مقالۂ سوم

در علم نجوم و غزارت منجم در آن علم

ابوریحان بیرونی در کتاب التفهیم فی صناعة التنجیم باب
اول بگوید که مرد نام منجم را سزاوار نشود تا در چهار علم او را
غزارت نباشد یکی هندسه دوم حساب سوم هیأت چهارم
احکام - اما هندسه صناعتی است که اندرو شناخته شود حال
اوضاع خطوط و اشکال سطوح و مجسمات و آن نسبت کلی
که مر مقادیر راست بدانچه او مقادیر است و آن نسبتی که مر
او راست بدانچه او را اوضاع است و اشکال و مشتمل است
بر اصول و کتاب اقلیدس نجار که ثابت بن قره درستی
کرده است - اما حساب صناعتی است که اندرو شناخته
شود حال انواع اعداد و خاصه هر نوعی اندر نفس خویش
و حال نسبت اعداد یکدیگر و تولد ایشان از یکدیگر و فروع او چون
تنصیف و تضعیف و ضرب و قسمت و جمع و تفریق و جبر و مقابله
و مشتمل است اصول او بر کتاب ارثماطیقی و فروع او بر تکمله
ابو منصور بغدادی یا صد باب سجزی - اما علم هیأت علمی
است که شناخته شود اندرو حال اجزاء عالم علوی
و سفلی و اشکال و اوضاع ایشان و نسبت ایشان با یکدیگر و

اردو ترجمہ

مقالہ سوم

علم نجوم اور اس میں نجومی کی مہارت
کا بیان۔ ابو ریحان بیرونی کتاب
التفہیم فی صناعۃ التنجیم باب اول
میں بیان کرتا ہے کہ آدمی منجم کے
نام سے قابل نہیں ہوتا جب تک چار
علوم میں اس کو مہارت نہ ہو (۱)
علم ہندسہ (۲) علم حساب (۳) علم
ہیئت (۴) علم احکام (۱) ہندسہ
وہ فن ہے جس سے خطوط کے طریقے
و جسم کی صورتوں کا حال و روشن
بھی ہو اسکو مقدار اور ثابت کیا گیا
اندازہ ہے اور وہ نسبت جو اسکو
اپنی اوضاع اور اشکال کیساتھ ہو
پہچانی جاتی ہے اور اسکے اصول کی
جامع الکتاب اقلیدس نجار ہے
جس کو ثابت ابن قرہ نے مرتب کیا ہے
(۲) حساب وہ فن ہے جس سے اعداد
کی اقسام کی کیفیت پہچانی جاتی ہے
اور اسکی ہر ایک قسم کا خاصہ بذاتہ
خود اور دوسرے اعداد کیساتھ اور
ایک دوسرے سے پیدا ہوتا اور
اسکی فروع مثلاً تنصیف تضعیف
ضرب قسمت جمع تفریق جبر و
مقابلہ پہچانی جاتی ہیں اسکے
اصول بر کتاب ارثماطیقی اور
اسکے فروع بر تکملہ ابو منصور
بغدادی یا صد باب سجزی دادی
ہے (۳) علم ہیئات وہ علم ہے
جس سے عالم علوی اور عالم سفلی
کے اجزاء اور ان کی اشکال اور
اوضاع اور ان کی باہمی نسبت
اور مقدار ہیں . . . .

مقادیر و ابعاد که میان ایشان است و حال آن حرکات

که مرکواکب است و افلاک را و تعدیل کرها و قطعها که دائره ها که

بدو این حرکات تمام نباشد و مشتمل است بر این علم کتاب

مجسطی و بهترین تفسیرها و بهترین شرحها شفا و تفسیر تبریزی است

و مجسطی شفا - اما فروع علم طبیعی است و خاصیت شفا و مکان است

و مقصود از و استدلال است از اشکال کواکب بقیاس با یکدیگر

و بقیاس در بروج و بروج بر قبضات آن حوادث که بحرکات

ایشان فایض شود - از احوال و از عالم و ملک و ممالک و بلدان

و موالید و تحاویل و تسایر و اختیارات و مسائل و مشتمل است

بر آنچه بر شمرده ام تصانیف ابو معشر بلخی و احمد عبد الجلیل سنجری

و ابو ریحان بیرونی و کوشیار جیلی پس منجم باید که مرتب بود زکی

النفس - زکی الخلق رضی الخلق و گوش [illegible] و جنون و کهانت الی

شرائط این باب است و از لوازم این صناعت بود (و) منجم

که احکام خواهد گفتن باید که سهم الغیب در طالع دارد یا جایی

نیک از طالع و خداوند شاید سهم الغیب مسعود و در موضعی محمود تا

آنچه گوید از احکام بصواب نزدیک باشد و از شرایط

منجم یکی آنست که مجمل الاصول کوشیار یاد دارد و کار روزمره

مطالعه می کند و قانون مسعودی و جامع شاهی مطالعه کند تا

معلوم است و مشهور است او تازه باشد -

اردو ترجمہ

اور وہ فرق جو ان میں ہے اور

ان حرکات کا حال جو کواکب اور افلاک

کے لئے ہیں اور کرّوں کی تعدیل اور دائروں

کے حصے جن سے یہ حرکات تمام

ہوتی ہیں اور پائی جاتی ہیں

کتاب مجسطی اس علم پر حاوی ہے

اور تفسیر تبریزی و مجسطی الشفا

اسکی بہترین تشریح اور شرح ہے

اس علم کی فروع علم احکام اور علم

تقویم ہے (۲) علم احکام علم طبیعی

کی ایک شاخ ہے اسکی خاصیت

تخمینہ کرنا ہے اور اس سے مقصد

تاروں کی اشکال سے باہمی قیاس

درجوں اور برجوں کے قیاس کے

ساتھ ان حادثات کے جو تاروں کی

حرکات سے پیدا ہوتے ہیں ان کے

حالات اور عالم ملک اور ممالک شہر

اور موالید اور تحاویل و تسایر

اختیارات اور مسائل پر دلیل ہے

ہم نے اوپر جو کچھ گنایا ہے وہ سب

ابو معشر بلخی اور احمد عبد الجلیل

سنجری اور ابو ریحان بیرونی اور

اور کوشیار جیلی کی تصانیف

حاوی ہے اور منجم ایک زکی النفس

(تیز طبع) زکی الخلق (پیدائشی نیک)

رضی الخلق و پسندیدہ اخلاق والا

آدمی ہونا چاہئے اس باب کی شرائط

اور اس فن کے لوازم سے ہے

حکایت ۱

یعقوب اسحٰق کندی یہودی بود امّا فیلسوف زمانہ خویش بود
و حکیم روزگار خود و بخدمت مامون اور اقرابتے بود، روزے
پیش مامون در آمد و بر زبر دست یکے ائمہ اسلام بنشست
آں امام گفت تو مردے ذمّی باشی چرا و زبر ائمۂ اسلام نشینی
یعقوب جواب داد کہ از برائے آنکہ آنچہ تو دانی من دانم و تو
ندانی، آں امام او را بنجوم شناخت و از دیگر علمش خبرا
ندا شت، گفت بر پارۂ کاغذ چیزے نویسم، اگر تو بیروں آری
کہ چہ نبشتم، ترا مسلم دارم۔ پس گرو بستند از امام بردائے و از
یعقوب اسحٰق استرے و ساختے کہ ہزار دینار ارزیدے
بر در سرائے ایستادہ بود، پس دوات خواست و بر پارۂ کاغذ
نوشت چیزے و در زیر نہالی خلیفہ بنہاد و گفت بیار
یعقوب اسحٰق تختۂ خاک بخواست و ارتفاع بگرفت
و طالع درست کرد و زائچہ بروئے تختۂ خاک برکشید و کواکب
تقویم کرد و در بروج ثابت کرد و شرائط خبی و ضمیر بجائے آورد
گفت یا امیرالمؤمنین بر آں کاغذ چیزے نبشتہ است
کہ آں چیز اوّل نبات بودہ است و آخر حیوان شدہ مامون
دست در زیر نہالی کرد و آں کاغذ برگرفت و بیروں آورد و

اُردو ترجمہ

حکایت

یعقوب اسحٰق کندی یہودی تھا لیکن
اپنے زمانہ کا فلسفی اور حکیم تھا۔ مامون
کے پاس اسکو قرب حاصل تھا۔
وہ ایک دن مامون کے پاس آیا۔ اور
ائمۂ اسلام میں سے ایک امام سے اونچی
جگہ بیٹھ گیا۔ امام نے کہا کہ تو ایک ذمی
ہو کر ائمۂ اسلام سے اونچے کیوں بیٹھا
ہے۔ یعقوب نے کہا کہ اس واسطے کہ تو
جو کچھ جانتا ہے وہ میں بھی جانتا ہوں
اور جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تو نہیں
جانتا۔ امام اسکو صرف نجومی ہی جانتا
تھا۔ اور اسکے دوسرے علم سے بے خبر
تھا۔ کہا امام نے کہ میں ایک کاغذ
پر کچھ لکھتا ہوں اگر تو بتا دے
کہ میں نے کیا لکھا ہے تو میں تجھکو مان
لونگا۔ پھر امام کی طرف سے ایک چادر
اور یعقوب کی طرف سے ایک خچر
شرط لگائی گئی جس کے ساز و سامان
کی ایک ہزار دینار قیمت ہو سکتی تھی
وہ خچر محل کے دروازہ پر کھڑا ہوا تھا۔
پھر قلم، کاغذ، دوات منگا کر ایک
پرچہ پر امام نے کچھ لکھ کر خلیفہ کی
مسند کے نیچے رکھ دیا۔ اور کہا کہ
بتا دو۔ یعقوب ابن اسحٰق نے تختۂ خاک
منگایا اور ستاروں کا ارتفاع قائم کر کے
طالع درست کیا۔ اور تختۂ خاک پر
زائچہ کھینچا۔ ستاروں کی تقویم اور ان کو
بروج ثابت کیا۔ اور ایک دوسرے
تحقیقی شرائط بجا لایا۔ اور کہا کہ یا
امیرالمؤمنین اس کاغذ پر کوئی ایسی
چیز لکھی ہے جو پہلے نبات اور پھر حیوان ہو گئی ہے۔ مامون نے مسند کے نیچے ہاتھ ڈالکر اور وہ کاغذ اٹھا لیا

آن امام نوشته بود بر آن جا که عصائے موسیٰ مامون عظیم تعجب
کرد و آن امام شگفتیها نمود پس رداء او بستند و وفیمہ کرد
پیش مامون و گفت نے و پاشنا بکنم این سخن در بغداد فاش گشت
و از بغداد تا العراق و خراسان سرایت کرد و منتشر گشت
شخصے از فقہائے بلخ از آنجا کہ تعصب دانشمندان بود کار شے
برگرفت و در میان کتابے نجومی نہاد کہ بہ بغداد رود و بدرگاہ
یعقوب اسحٰق کندی شود و نجوم آغاز کند و فرصتے جوید
پس تاگاہے او را بکشد بدین ہمت منزل بمنزل ہمے کشید تا بہ
بغداد رسید و بگرمابہ رفت و بیرون آمد و جامۂ پاکیزہ در پوشید و
آن کتاب در آستین نہاد و روئے بسرائے یعقوب
اسحٰق آورد چون بدر سرائے رسید مرکبہائے بسیار
دید با ساخت زر بدر سرائے وے ایستادہ چہ از بنی ہاشم و
چہ از معارف دیگر و مشاہیر بغداد سر بزد و اندر شد و در حلقہ
پیش یعقوب در رفت و ثنا گفت و گفت ہمے خواہم از علم نجوم
بر مولانا چیزے خوانم یعقوب گفت تو از جانب مشرق بکشتن من
آمدہ نہ بعلم نجوم خواندن ولیکن از آن پشیمان شوی و
نجوم بخوانی و در آن علم بکمال رسی و در امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم از منجمان بزرگ یکے تو باشی آن ہمہ بزرگان کہ نشستہ
بودند از آن سخن عجب داشتند و آن منشر مقر آمد و کار دا بیان

اُردو ترجمہ

کہ اس امام نے اسپر لکھا تھا کہ عصائے
موسیٰ مامون نے بہت تعجب کیا۔ اور امام
نے بھی بہت تعجب ظاہر کیا۔ پھر اس نے امام کی
چادر لیکر مامون کے سامنے دو ٹکڑے کئے
اور کہا کہ دو پاتابے بناؤنگا۔ یہ بات بغداد
سے عراق و خراسان تک پہنچی اور پھیل گئی
چونکہ دانشمندوں سے تعصب ہوا کرتا ہے۔
فقہائے بلخ میں سے ایک نجومی نے کتاب
میں چھری رکھی تاکہ بغداد پہنچ کر یعقوب
اسحٰق کندی کے سبق میں شامل ہوکر علم
نجوم شروع کرے۔ اور فرصت کا منتظر
رہ کر ناگاہ اسکو قتل کر ڈالے اس ارادے
سے منزل بہ منزل طے کرتا ہوا بغداد
آگیا۔ اور حمام میں آکر صاف لباس پہنکر
وہ کتاب آستین میں رکھی اور یعقوب
اسحٰق جو گھر کا راستہ لیا جب مکان
کے دروازہ پر پہنچا تو دیکھا کہ بنی ہاشم و
دیگر معززین و امرائے بغداد کے بہت
سے گھوڑے بہت سے ساز و سامان
کیساتھ انکے مکان کے دروازے پر
کھڑے ہوئے ہیں اپنے خیال میں اندر
پہنچا۔ اور یعقوب کے سامنے حلقہ میں
گیا۔ اور تعریف کرکے کہنے لگا کہ میں
مولانا سے کچھ علم نجوم پڑھنا چاہتا ہوں
یعقوب نے کہا کہ تو جانب مشرق سے
میرے مارنے کو آیا ہے علوم نجوم پڑھنے
کو نہیں آیا لیکن تو پشیمان ہوگا۔ اس سے
اور نجوم پڑھکر اس علم میں کمال کو
پہنچے گا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت میں بڑے منجموں میں ایک
تو ہوگا۔ وہ سب بزرگ بیٹھے ہوئے
تھے اس بات سے متعجب ہوئے اور اسکو

کتاب بیرون آورد و بشکست بینداخت و زانو خم داد و پانزده سال تعلم کرد تا در علم نجوم رسید بدان درجه که رسید۔

حکایت ۱

آورده اند که یمین الدوله سلطان محمود بن ناصرالدین بشهر غزنین بر بالای کوشکی در چهار دری نشسته بود بباغ هزار درخت روی با ابوریحان کرد و گفت من ازین چهار در از کدام در بیرون خواهم رفت حکم کن و اختیار آن بر پارهٔ کاغذ بنویس و در زیر نهالی من نه و این هر چهار در ره گذر داشت۔ ابوریحان اصطرلاب خواست و ارتفاع بگرفت و طالع درست کرد و ساعتی اندیشه نمود و بر پارهٔ کاغذ بنوشت و در زیر نهالی نهاد۔ محمود گفت حکم کردی گفت کردم محمود بفرمود تا کلند و تیشه و بیل آوردند و در دیوار که بر جانب مشرق است دری پنجم بکندند و از آن در بیرون رفت و گفت آن کاغذ پاره بیاوردند۔ ابوریحان بر وی نوشته بود که ازین چهار در هیچ بیرون نشود بر دیوار مشرق دری کنند و از آن در بیرون شود۔ محمود چون بخواند طیره گشت و او را بمیان سرای فرو اندازند چنان کردند مگر بر بام میانگین دامی بسته بود ابوریحان بر آن دام آمد و دام بدرید و آهسته بزمین فرو آمد چنانکه بر وی افگاری نشد۔ محمود گفت او را برآرید برآوردند گفت یا ابوریحان

اردو ترجمہ

کتاب باہر نکالی اور توڑ کر پھینک دی اور زانوئے شاگردی طے کر کے پندرہ سال تعلیم حاصل کی اور علم نجوم سے جو مرتبہ پایا اسے پہنچ گیا۔

حکایت

کہتے ہیں کہ یمین الدولہ سلطان محمود بن ناصرالدین قلعہ شہر غزنین کے باغ ہزار درخت میں ایک چہار دری میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوریحان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں ان چار دروازوں میں سے کون سے دروازے سے باہر جاؤں گا۔ حکم لگا کر اس کا اصل انتخاب پرچہ پر لکھ کر میری مسند کے نیچے رکھ دو اور ان چاروں دروازوں میں ہر ایک گذرنے کا راستہ تھا۔ ابوریحان نے اصطرلاب منگا کر ارتفاع قائم کیا اور طالع درست کر کے تھوڑی دیر فکر کی اور سوچا اور ایک پرچہ پر لکھ کر مسند کے نیچے رکھ دیا۔ محمود نے کہا کہ حکم لگا دیا۔ اس نے کہا لگا دیا۔ محمود نے کدال، تیشہ اور بیلچہ لایا گیا۔ اور مشرقی دیوار میں پانچواں دروازہ بنایا گیا اور دروازہ سے باہر گیا اور جب وہ پرچہ لایا گیا۔ ابوریحان نے اس پر لکھا تھا کہ ان چاروں دروازوں میں سے کسی سے باہر نہیں جائے گا مشرقی دیوار میں ایک دروازہ بنایا جاوے گا اور اس دروازے سے باہر جائے گا۔ محمود نے جب اسے پڑھا تو برہم ہو گیا اور کہا کہ اسے مکان کے اندر گرا دیا جائے۔ ایسا ہی

از چین حال با ری نداشته بودی گفت ای خداوند دانسته بودم گفت
دلیل کو غلام را آواز داد، و تقویم از غلام بستد و تحویل خویش
از میان تقویم بیرون کرد. در احکام آن روز نوشته بود که مرا از جای
بلند بیندازند ولیکن بسلامت بزمین آیم و تندرست برخیزم این حکم
نیز موافق رای محمود نیامد طیره تر گشت، گفت او را بقلعه برید و بازدارید
او را بقلعه غزنین بازداشتند و شش ماه در آن حبس بماند
۹۲

حکایت ۲

آورده اند که درین شش ماه کس حدیث ابوریحان پیش
محمود نیارست کرد و از غلامان او یک غلام نامزد بود که
او را خدمت همی کرد و بحاجت او بیرون همی شد و در همی آمد
روزی این غلام بسیر مرغزار غزنین همی گذشت فال گوئی
او را بخواند و گفت در طالع تو چند سخن گفتنی همی بینم هدیه بده
تا ترا بگویم غلام درستی دو بدو داد. فال گوی گفت عزیزی
از آن تو در رنجی است از امروز تا سه روز دیگر از آن رنج
خلاص یابد و خلعت و تشریف پوشد و باز عزیز و مکرم گردد۔
غلام که بشب رفت تا قلعه و بر سبیل بشارت آن حادثه با خواجه
بگفت. بوریحان را خنده آمد گفت ای ابله ندانی که چنان
جایها نباید ایستاد دو درم بباد دادی۔ گویند خواجه بزرگ

اردو ترجمہ

شاید تجھے یہ حال معلوم نہیں تھا۔ کہا
خداوند مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ محمود نے
کہا کہ اسکی دلیل (ثبوت) کیا ہے ابو ریحان نے
غلام کو آواز دی اور اس سے تقویم
لیکر اپنی تحویل تقویم سے نکالی ہیں
دن کے احکام میں لکھا ہوا تھا کہ مجھکو
ایک بلند جگہ سے گرا دینگے۔ لیکن میں
سلامتی کیساتھ زمین پر آؤنگا اور تندرست
اٹھونگا۔ یہ بات بھی محمود کو پسند نہ
آئی اور زیادہ برہم ہوکر کہا کہ اسکو
قلعہ میں قید کرلو اور اسکو قلعہ غزنین
میں قید کردیا۔ چھ ماہ تک وہ اس قید میں
رہا۔

حکایت

کہتے ہیں کہ اس چھ مہینے میں محمود کے
سامنے کوئی شخص ابو ریحان کا ذکر نہ
کرسکا۔ اور اسکے غلاموں میں سے
ایک مقرر تھا جو اسکی خدمت کرتا تھا
اور اسکی ضرورت سے باہر آتا جاتا
ہے۔ ایکدن غزنین کی سبزہ زار پر
یہ غلام جا رہا تھا ایک فال گو بیٹھا
تھا اسکو بلایا کہا کہ طالع میں چند باتیں
ہیں جو کہ کہنے کے قابل دیکھتا ہوں
نذرانہ دے تاکہ میں تجھے بتلادوں
غلام نے اسکو قریب قریب دی
فال گو نے اس سے کہا کہ تیرے
متعلقین میں سے کوئی عزیز کسی
تکلیف میں ہے آج سے تین دن کے
اندر اس رنج سے چھوٹ جائیگا
اور خلعت پہن کر پھر عزیز و مکرم ہو جائیگا
غلام اسیوقت قلعہ گیا اور خوشخبری
کے طور پر یہ واقعہ خواجہ سے کہا ابو ریحان
ہنس پڑا کہا کہ اے بیوقوف نہیں جانتا
جا تھا کہ ایسی جگہ پر ٹھہرنا نہیں چاہیئے تو نے دو درم مفت ضائع کئے۔ کہتے ہیں کہ خواجہ بزرگ

اُردو ترجمہ

احمد حسن میمندی اس چھ ماہ میں
ابوریحان کا تذکرہ کرنے کی فرصت کو
ڈھونڈھ رہا تھا۔ آخرکار ایک دن شکار
گاہ میں سلطان کو خوش طبع پایا بات کا
پھیر پھار کے علم نجوم تک لایا۔ اس وقت
کہا کہ ابوریحان بیچارے نے دو حکم
صحیح لگائے۔ اور اس نے
خلعت و تشریف عوض قید و مجلس
پایا۔ محمود نے کہا کہ خواجہ سمجھ لیں کہ
مجھے معلوم ہے اور کہتے ہیں کہ سوائے
بوعلی سینا کے اس آدمی کا عالم میں نظیر
نہیں ہے لیکن اسکے دو حکم میری رائے
کے خلاف ہے اور بادشاہ چھوٹے
بچہ کی طرح ہوتے ہیں ان کی رائے کے
مطابق بات کرنی چاہیئے تاکہ ان سے
مستفید ہوں۔ اسدن اسنے دو حکم
لگائے۔ اگر اسکے دو حکموں میں سے
ایک خطا ہوتا تو اسکے لئے بہتر ہوتا۔
کل حکم دیدینا کہ اسکو (قید سے) باہر
لے آئیں) اور گھوڑا مع ساز زرّین
اور شاہی جبہ و عمامہ اور چادر اور
ایکہزار دینار اور ایک غلام اور ایک کنیز
اسکو دیدیں۔ جسدن کے لئے فالگو نے کہا تھا
اسی دن ابوریحان کو نکالا گیا۔ اور یہ
بزرگی حسب تفصیل اسکو ملی۔ اور سلطان
نے اس سے معافی مانگی۔ اور فرمایا کہ
اے ابوریحان اگر تو مجھ سے مستفید
رہنا چاہتا ہے تو میرے مقصد کے
موافق بات کہا کر نہ کہ اپنے علم کی سلطنت
کے موافق۔ ابوریحان نے اس دن سے اپنی روش
بدل دی اور بادشاہ کی خدمت کی شرائط میں سے ایک یہ ہے حق و باطل میں اسکے ساتھ رہنا چاہیئے اور اسکے مقصد کے مطابق تقریر کرنا چاہیئے جب ابوریحان

احمد حسن میمندی درین شش ماه فرصتی همی طلبید تا حدیث
ابوریحان بگوید آخر در شکارگاه سلطان را خوش طبع یافت و سخن
را گردان همی آورد تا بعلم نجوم آنگاه گفت بیچاره ابوریحان
که چنان دو حکم بدان نیکویی بکرد و بدل خلعت و تشریف بند
و زندان یافت محمود گفت خواجه باید که من این دانسته ام و
همی گویند این مرد را در عالم نظیر نیست، مگر بوعلی سینا لکن هر دو
حکمش بر خلاف رای من بود و پادشاهان چون کودک خرد باشند
سخن بر وفق رای ایشان باید گفت تا از ایشان بهره مند باشند
آن روز که آن دو حکم بکرد اگر از آن دو حکم یکی خطا شدی
به آمدی او را فردا بفرمای تا او را بیرون آرند و اسپ ساخت
زر و جبه، ملکی و دستار قصب دهند و هزار دینار و غلامی و
کنیزکی پس همان روز که فال گوی گفته بود ابوریحان را بیرون
آوردند و این تشریف بدین تفصیل بوی رسید و سلطان از و عذر
خواست و گفت یا ابوریحان اگر خواهی که از من برخوردار باشی سخن
بر مراد من گوی نه بر سلطنت علم خویش، ابوریحان از آن پس سیرت
بگردانید و این یکی از شرایط خدمت پادشاه است. در حق
و باطل با او باید بودن و بر وفق کار او تقریر باید کرد اما چون ابوریحان
بخانه رفت و افاضل به تهنیت او آمدند حدیث فال گوی
با ایشان بگفت عجب داشتند کس فرستادند و فالگوی را بخواندند

سخت اندک علم بود و هیچ چیز نمی دانست ابوریحان گفت طالع
مولود داری گفت دارم طالع مولود بدید و در وی ابوریحان بنگریست
سهم الغیب بر حاق درجه طالعش افتاده بود تا هر چه می گفت
اگرچه بر عمیا همی گفت به صواب نزدیک بود ٭

حکایت ۲

این بنده را عجوزه‌ای بود در ولایت او در بیست و هشتم صفر سنه
احدی عشرة و خمسمائه بود و ماه با آفتاب بود و میان ایشان هیچ
حایلی نبود پس سهم السعادة و سهم الغیب بدین علت هر دو بر درجه
طالع افتاده بود و چون سن او به پانزده کشید در علم نجوم بیاموخت
و در این باره چنان شد که سوالات مشکل این علم جواب
همی گفت و احکام او به صواب نزدیک همی آمد و مخدرات
روی بدو نهادند و سوال همی کردند و هر چه گفت بیشتر با قضا
برافتاد تا یک روز پیرزنی برو آمد و گفت پسر از آن من چهار
سال است تا به سفر است و از وی هیچ خبر ندارم نه از حیات و نه
از ممات بنگر تا از زندگان است یا از مردگان آنجا که هست
مرا از حال او آگاه کن منجمه برخاست و ارتفاع بگرفت و درجه طالع
درست کرد و زایچه برکشید چون کواکب اثبات کرد نخستین سخن این بگفت که پسر تو
باز آمد پیرزن طیره شد و گفت ایها المرأة نه آمدن او در امید نمیدارم
در نقصان شدن ۱۲

اردو ترجمہ

وہ بالکل جاہل تھا اور کچھ بھی نہیں
جانتا تھا۔ ابوریحان نے اس سے کہا کہ
کیا تیرے پاس طالع مولود ہے کہا کہ
ہے اور طالع مولود پیش کیا ابوریحان
نے دیکھا کہ سہم الغیب ٹھیک درجہ طالع پر
صادق بروا قعہ تھا اگرچہ بے سوچے
بوجھے کہتا تھا لیکن قریب صواب
ہوتا تھا ۱۲ حکایت

اس بندہ کی (نظامی) عروضی ایک
لڑکی تھی جس کی پیدائش ۲۸ صفر
۵۱۱ھ میں ہوئی تھی اور چاند سورج
کا قران تھا اور دونوں کے بیچ کوئی حائل
نہ تھا اس وجہ سے سہم السعادت
اور سہم الغیب دونوں درجہ طالع پر
واقع ہوئے تھے جب اس کی عمر پندرہ
سال کی ہوئی تو اسکو علم نجوم
سکھایا اس وجہ سے وہ ایسی ہو گئی
کہ اس علم کے مشکل سوالات کا جواب
دیتی تھی۔ اور اس کے احکام بہت ہی
درست ہوتے تھے۔ اور عورتیں اسکی
طرف متوجہ ہوئیں اور اس سے سوال
کرتی تھیں اور وہ جو کچھ کہتی تھی
اکثر وہی ہوتا تھا۔ ایک دن ایک بڑھیا
عورت اسکے پاس آئی کہ میرا لڑکا
چار برس سے باہر چلا گیا ہے مجھکو اسکا
مرنا یا جینا کچھ بھی خبر نہیں
تو دیکھ کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے
اور جس جگہ ہے مجھے اسکے حال سے
آگاہ کر۔ منجمہ نے اٹھ کر ارتفاع
معلوم کر کے درجہ طالع درست کیا اور
زائچہ کھینچ کر ستاروں کی رفتار ثابت کی

۱۲ اور پہلی بات یہ کہی کہ تیرا لڑکا واپس آ گیا ہے بڑھیا خفا ہو گئی ۔ اور کہا کہ اے بیٹی میں اسکے آنے کی امید نہیں رکھتی ۱۲

ہمین قدر بگویے کہ زندہ است یا مردہ گفت می گویم کہ پسرت آمید بروہ اگر نیامدہ باشد باز آئے تا بگویم کہ چون است پیرزن بخانہ شد و پسر آمدہ بود و بار از دراز گوش فرو مے گرفتند پسر را در کنار گرفت و دو مقنعہ برگرفت و بنزدیک من آورد و گفت است گفتی پسر من آمد و بادیہ بنہاد و نیکو کرد از آن شب چون بخانہ رسیدم و این خبر شنیدم از وے سوال کردم کہ چہ دلیل گرفتی و از کدام نوع حکم کردی گفت بہ آنجا نرسیدہ بودم اما چون صورت طالع تمام کردم یکے درآید بر حرف درجہ طالع نشستہ بدین طلعت بر باطن من چنان روشن بود کہ این پسر رسید چون بگفتم و مادر او استقصا کرد آمدن او بر من چنان محقق گشت کہ گوئی بہ بینم کہ بار از خر فرو میگیرد مرا معلوم شد آن سہم الغیب بر درجہ طالع ہے کہ در این جا از آن جا نیست

حکایت

محمود داؤدی پسر ابو القاسم داؤدی عظیم معتوہ بود بلکہ مجنون از علم نجوم بیشتر حظے نداشت و از اعمال نجوم مولودگری دانستے و در مقدمہ اش اشتغال بود کہ بہت باشد و خدمت امیر داد ابوبکر بن مسعود کردی پنج دینار احکام او بیشتر قریب صواب بودے و در دیوانگی تا بدرجہ بود کہ خداوند من ملک الجبال امیر داد را تحفہ سگ غوری فرستادہ بود سخت بزرگ و مہیب

اُردو ترجمہ

صرف یہی بتلا دے کہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اس نے کہا کہ میں کہتی ہوں کہ تیرا لڑکا آ گیا ہے جا اگر نہ آیا ہو تو پھر آنا جب میں کہوں کہ وہ کیسا ہے بڑھیا گھر گئی۔ لڑکا آ گیا تھا۔ لوگ اس کا سامان گدھے سے اتار رہے تھے اس نے لڑکے کو آغوش میں لیکر دو تھیلے اور اسکے پاس لائی۔ اور کہا تو نے سچ کہا۔ میرا لڑکا آ گیا۔ تشریف رکھیے اور تعریف کرنے لگا۔ رات کو جب گھر پہنچا اور یہ خبر سنی تو میں نے اس سے سوال کیا کہ تو نے کس ثبوت سے کہا اور کس قسم کا حکم لگایا تھا۔ اسنے کہا کہ یہاں تک نہیں پہنچی تھی لیکن جب میں نے طالع کی صورت تمام کر لی دیکھا کہ درجہ طالع کے حرف پر آ کر بیٹھ گئی۔ تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ لڑکا آ گیا ہے جب ماں نے کہا تو اس سے معلوم کیا تو اس کا آنا میرے نزدیک اسقدر محقق ہوا کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ اپنا سامان گدھے سے اتار رہا ہے اور مجھے نظا معلوم ہوا کہ یہ سہم الغیب درجہ طالع پر ہے اور یہ سوائے وہاں کے نہیں ہے۔

حکایت

محمود داؤدی پسر ابو القاسم داؤدی بہت ہی بیوقوف بلکہ دیوانہ تھا۔ اور علم نجوم میں زیادہ کمال نہ رکھتا تھا اور نجوم کے کاموں میں سے مولودگری جانتا تھا۔ اور اس کی تقدیم برابر ایسی مشکل تھی (جس سے) یا تھوڑا جواب لیتا تھا

۱ اور امیر داد ابوبکر بن مسعود کی خدمت کرتا تھا پنج دینا کا اور میں اسکے احکام اکثر صحیح ہوتے تھے اور دیوانگی میں اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ میرے آقا ملک الجبال

باختیار خویش با آن هر دو سگ جنگ کرد و از ایشان بسلامت

بجست و بعد از آن بسالها و بهری ببازار عطاران بر دکان مقری

عماد طبیب با جماعتی از اهل فضل نشسته بودیم و از هر جنس سخن

همی رفت ناگه بلفظ یکی از آن افاضل برفت که بزرگ مرد آلبو علی

سینا بوده است و دیدیم که او خشم شد و رگهای گردن

او جای برخاست و منتشر شد و همه آثار غضب بر وی پیدا

و گفت ای فلان بو علی سینا که بوده است من هزار چند آن ۲

عاقلم که هرگز بو علی با گربه جنگ نکرد و من پیش امیر داد با دو

غوری جنگ کردم مرا آن روز معلوم گشت که او دیوانه است

این دیوانگی دیدم که در سنه ثمان و خمسمائه که سلطان سنجر

بن ملکشاه بخراسان فرود آمد و رفت ما وراء النهر داشت بحرب محمد خان

امیر داد سلطان را در سمرقند میزبانی کرد عظیم شگرف روز سوم بکنار رود

آمد و در کشتی نشست و بتماشا شکار ماهی کرد و در کشتی داود را پیش

خواند تا از آن جنس سخن دیوانگان همی گفت و او همی خندید و امیر

داود را همی دشنام داد یک بار سلطان داود را گفت

حکم کن که این ماهی که این بار بگیرم نصیب من بود گفت نشسته

بر کشتی سلطان شست برکشید و از قفا بگرفت و ساعتی

با ایشان و گفت اکنون در میان این سلطان نشسته در میان نشست

گفت حکم می کنم که این بار که برکشی نصیب من بود امیر داد گفت

اردو ترجمہ

محمود داؤدی خود جو دانوں کتوں سے لڑا۔ اور بسلامت رہا۔ اور اس کے کئی سال بعد ہم ہری میں بازار عطاران میں مقری عماد طبیب کی دکان پر اہل فضل کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اور طرح طرح کی باتیں ہو رہی تھیں کہ ان میں سے ایک فاضل نے یہ لفظ کہا۔ بزرگ مرد ابو علی سینا ہوا ہے۔ میں نے اس کو دیکھا کہ یہ غصہ ہو گیا ہے اور گردن کی رگیں پھول گئی ہیں۔ اور اٹھا اور غصہ سے زرد ہو گیا اس نے کہا کہ اے فلاں ابو علی سینا کون تھا۔ میں بو علی سینا سے ہزار درجہ زیادہ ہوں کیوں کہ بو علی سینا کبھی بلی سے بھی نہیں لڑا۔ میں امیر داد کے سامنے دو غوری کتوں سے لڑا ہوں مجھے اس روز معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہے اور اس دیوانگی کے باوجود میں نے دیکھا کہ سنہ ۵۰۸ میں سلطان سنجر دشت خراسان میں اترا تھا اور ماوراء النہر کا عازم ہوا تھا محمد خان کے ساتھ امیر داد نے سلطان کی سمرقند میں عظیم الشان میزبانی کی تیسرے روز وہ نہر کے کنارے آ کر کشتی میں بیٹھا اور مچھلی کے شکار کا دل بہلا رہا تھا کشتی میں داؤد کو اپنے پاس بلایا۔ وہ اس قسم کی دیوانوں جیسی باتیں کرتا تھا۔ اور سلطان محمود امیر داد کو صاف گالیاں دیتا تھا ایک بار سلطان نے امیر داؤد سے کہا حکم لگا کہ اب کی مرتبہ میں پکڑوں گا کتنے تیر کا ہو گا ... [illegible]

در این رود ماهی پنج منی از کجا باشد. داودی گفت خاموش
باش تو چه دانی میر داد خاموش شد ترسید که اگر استقصا کرد
دشنام دهد چون ساعتی بود شست گران شده امارات
آنکه صیدی در افتاده است ظاهر شد سلطان شست
دوام بر روانه
بر کشید ماهی سخت بزرگ افتاده بود چنانکه بر کشیدند شش بود
همه در تعجب بماندند و سلطان عالم شگفتیها نمود الحق جای
شگفتی بود. گفت داودی چه خواهی خدمت کرد و گفت ای
سلام کرد و گفت ۱۲
پادشاه روی زمین جوشنی خواهم و سپری و نیزهٔ باوردی
جنگ کنم و این باوردی سرهنگی بود ملازم در سرای امیر داود
را با وی تعصب بود بسبب لقب که او را شجاع الملک
نوشتندی و داودی را شجاع الحکما. و داودی مضایقت
میکرد که او را شجاع می‌نویسند و آن را امیر داود بدانسته بود
پیوسته داودی را با وی در انداختی و آن مرد مسلمان در دست
او درمانده بود فی الجمله در دیوانگی محمود داودی هیچ اشکالی
نبود و این فصل بدان آوردم تا پادشاه را معلوم باشد
که در احکام نجومی جنون و تشویش از شرائط آن باب است
ارتفاع است ۱۲ — دیوانگی ۱۲

حکایت ۶

حکیم موصلی از طبقهٔ منجمان بود در نیشابور و خدمت خواجه

اردو ترجمہ

اس نہر میں پانچ من کی مچھلی کہاں آئی
داؤدی نے کہا چپ رہ تجھے کیا
معلوم امیر داؤد خاموش ہو گیا اور
ڈرا کہ اگر تو نے تشدد کی تو یہ گالیاں
دیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد بنسی بھاری
ہوا اور شکار پھنسنے کے آثار ظاہر
ہوئے سلطان نے جو بنسی کھینچا
تو بہت بڑی مچھلی پھنسی تھی جب نکالی
تو چھ من تھی سب کو تعجب ہوا اور
سلطان نے بہت تعجب کیا اور حقیقت
میں یہ تعجب کی ہی بات تھی سلطان نے
کہا کہ داؤدی کیا مانگتا ہے۔ سلام
بجا کر کہا اے بادشاہ روئے زمین
میں ایک جوشن اور سپر اور نیزہ چاہتا
ہوں تاکہ باوردی سے لڑوں۔
یہ باوردی امیر داؤد کی ڈیوڑھی
کا ایک سپاہی تھا۔ محمود اس سے بسبب
اس لقب کے کہ اسکو شجاع
الملک لکھتے تھے اور داؤدی کو
شجاع الحکما۔ عداوت رکھتا تھا۔
داؤدی کو ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ اسکو
شجاع الملک کیوں لکھتے ہیں؟
اور امیر داؤد کو معلوم ہو گیا تھا وہ
ہمیشہ داؤدی کو اس سے لڑایا
کرتا تھا۔ اور مسلمان آدمی اسکے ہاتھ
سے عاجز ہو گیا تھا۔ الحاصل
داؤدی کی دیوانگی میں کچھ شک نہ تھا
یہ قصہ میں نے اسلئے لکھا ہے
کہ بادشاہ کو معلوم
ہو جائے کہ نجوم کے احکام میں جنون
اور بیوقوفی اسکی شرائط سے ہے
حکایت

بزرگ نظام الملک طوسی کردی و در مهمات خواجه او مشورت

کردی و رای و تدبیر از او خواستی. موصلی را چون سال برآمد

و فتور در قوای ظاهر شدن گرفت و استرخاء بدن پیدا آمد و نیز

سفرها نمی‌توانست کرد از خواجه استعفا خواست تا به نیشابور

شود و بنشیند و هر سالی تقویم و تحویلی می‌فرستد و خواجه

در این عمر و بقایای زندگانی بود گفت تسییر ایران ببین که

انحلال طبیعت من کی خواهد بود و آن قضاء لابد و حکم لازم در کدام

تاریخ نزول خواهد کرد حکیم موصلی گفت بعد از وفات من به شش ماه

خواجه اسباب او مرفه فرمود و موصلی به نیشابور شد و مرفه بنشست

و هر سال تقویم و تحویل می‌فرستاد و هرگاه که کسی از نیشابور

رسیدی خواجه پرسیدی که موصلی چون است [illegible]

تا خبر [illegible] و حیات [illegible] یافت و [illegible]

بدل [illegible] بود تا در سنهٔ ۴۸۵ [illegible] از [illegible]

نیشابور رسید خواجه از موصلی پرسید آن کس [illegible] کرد

و گفت صدر اسلام وارث اعمار باد موصلی کالبد خالی کرد

گفت کی گفت نیمهٔ ماه ربیع الاول جان به صدر اسلام داد خواجه

عظیم رنجور دل شد و بیدار گشت و به کار خود باز نگریست اوقاف

را مسجل کرد و ادرارات را توقیع کرد و وصیت نامه نوشت

و بندگان که دل فارغ حاصل کرده بود آزاد کرد و قرضها که

اردو ترجمہ

خواجہ بزرگ نظام الملک طوسی کی خدمت میں تھا۔ اور اہم امور میں خواجہ اس سے مشورہ کرتا تھا۔ اور رائے لیا کرتا تھا۔ موصلی ضعیف بوڑھا ہو گیا اور قوی میں فتور پیدا ہونے لگا۔ اور بدن کی ہڈیاں ڈھیلی ہو گئیں۔ اور سفر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو خواجہ سے استعفیٰ چاہا کہ نیشاپور جا کر بیٹھ رہے۔ اور ہر سال تقویم و تحویل بھیجا کرے۔ (خواجہ زندہ و بقید حیات تھا) نے کہا کہ تاروں کی رفتار معلوم کر کے دیکھو کہ میری طبیعت کب تحلیل ہو گی۔ اور حکم مرگی و موت کا فرمان کونسی تاریخ میں نازل ہو گا۔ حکیم موصلی نے کہا کہ میرے مرنے کے چھ ماہ بعد۔ خواجہ نے اس کی فارغ البالی کا اسباب آمادہ کر دیا۔ پھر موصلی نیشاپور جا کر [illegible] اور ہر سال تقویم و تحویل بھیجا رہا۔ لیکن جب کوئی شخص نیشاپور سے خواجہ کے پاس آتا تھا تو پہلے پوچھتا تھا کہ موصلی کیسے ہے [illegible] اور زندگی کی خبر پاتا تھا [illegible] سنہ ۴۸۵ میں ایک شخص نیشاپور سے آیا خواجہ نے موصلی کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا خدا (خواجہ) عمروں کا وارث ہے۔ موصلی کا انتقال ہو گیا۔ خواجہ نے کہا کب۔ اس نے کہا کہ درمیان ماہ ربیع الاول میں صدر الاسلام پر جان قربان کر دی۔ خواجہ سخت افسردہ دل ہوا اور ہوشیار ہو کر اپنے کام پر نظر ڈالی۔ موقوفہ اشیاء صاف کر کے وظائف کے احکام جاری کئے اور وصیت نامہ لکھا اور غلاموں کو آزاد کیا [illegible] ادا کر دیا ۱۲

داشت بگذارد و آن جا که دست رسید خوشنود کرد و خصمان
را بحلی خواست و کار را منتظر بنشست تا که رمضان اندر آمد
و بعد از بیست آن جماعت شهید شد أَنَارَ اللهُ بُرهَانَهُ
وَوَسَّعَ عَلَیْهِ رِضوانَهُ اما چون طالع طالع مولود رصدی و کدخدائی
و هیلاج درست بود و منجم حاذق و فاضل آن حکم هر آئینه
راست آمد وَهُوَ اَعلَمُ

حکایت

PR-6 (۲۶) 1974-75 IV Semester

در سنه ۵۰۶ ست و خمسمائة بشهر بلخ در کوی برده فروشان در
سرای امیر ابوسعد جره خواجه امام عمر خیامی و خواجه امام مظفر
اسفزاری نزول کرده بودند و من بدان خدمت پیوسته بودم
در میان مجلس عشرت از حجة الحق عمر شنیدم که او گفت گور من
در موضعی باشد که هر بهاری شمال بر من گل افشان می‌کند مرا این
سخن مستحیل نمود و دانستم که چنویی گزاف نگوید چون در سنه
ثلثین بنیشاپور رسیدم چهار (چند) سال بود تا آن بزرگ
روی در نقاب خاک کشیده بود و عالم سفلی از و یتیم مانده
و او را بر من حق استادی بود آدینه بزیارت او رفتم و یکی
را با خود ببردم که خاک او بمن نماید مرا بگورستان حیره بیرون
آورد و بر دست چپ گشتم در پایان دیوار باغی خاک او دیدم

اردو ترجمہ

اور جہاں تک ہو سکا فائدہ پہنچایا اور
دشمنوں کا قصور معاف کر دیا۔ مراد یا
موت کا منتظر رہا یہاں تک کہ ماہ رمضان
آگیا اور بیس دن بعد اس جماعت کے ہاتھ
سے شہید ہوا خدا اسکی دلیل کو روشن
کرے اور اپنی بہشت کو اسپر کشادہ
کرے لیکن چونکہ طالع مولود رصدی
کدخدائی اور ہیلاج درست تھا
اور وہ منجم حاذق و فاضل بھی تھا اسکا
وہ حکم درست ہوا۔ واللہ اعلم

حکایت

سنہ ۵۰۶ھ میں شہر بلخ بردہ فروشوں
کی گلی میں امیر ابوسعد جرہ کے مکان میں
خواجہ امام عمر خیامی اور خواجہ امام مظفر
اسفزاری مقیم تھے اور میں بھی ان کی
خدمت میں رہتا تھا میں نے بزم عشرت
میں حجۃ الحق عمر سے سنا کہ میری
قبر ایسی جگہ میں ہو گی جہاں شمالی ہوا
پھول افشانی کرے گی مجھے یہ بات
نا ممکن معلوم ہوئی لیکن میں نے سمجھ لیا کہ
ایسا آدمی بیہودہ نہ کہے گا۔ جب
میں ۵۳۰ھ میں نیشاپور گیا تو چار سال گذر
چکے تھے کہ اس بزرگ نے
اپنا چہرہ خاک میں چھپا لیا تھا
اور دنیائے فانی اس سے یتیم ہو گئی تھی
اور مجھ پر اسکا استادی کا حق تھا۔ میں جمعہ
کے دن اسکی زیارت کو گیا۔ اور ایک
شخص کو اپنے ساتھ لے گیا تاکہ
وہ اسکی قبر مجھے بتلادے وہ مجھے حیرہ
کے قبرستان میں لے گیا اور بائیں
ہاتھ کی جانب مڑ کر میں نے باغ کی دیوار
کے قریب اسکی قبر دیکھی
زرد آلو کے درختوں کی شاخیں اس

نهاده و درختان امرود و زردآلو سر از آن باغ بیرون کرده و چندان برگ شکوفه بر خاک او ریخته بود که خاک او در زیر گل پنهان شده بود (پوشیده بود ۱۲) و مرا یاد آمد آن حکایت که بشهر بلخ از وی شنیده بودم۔ گریه بر من افتاد که در بسیط عالم و اقطار ربع مسکون او را هیچ جای نظیری نمی دیدم (عبارت از دنیائے آباد ۱۲)۔ ایزد تبارک و تعالیٰ جای او در جنان کناد بمنه و کرمه۔

حکایت ۸

اگرچه حکم حجة الحق عمر بدیدم اما ندیدم او را در احکام نجوم هیچ اعتقادی و از بزرگان هیچ کس ندیدم و نشنیدم که در احکام نجوم اعتقادی داشت۔ در زمستان سنه ۵۰۸ ثمان و خمسمایه بشهر مرو سلطان کس فرستاد بخواجه بزرگ صدر الدین محمد بن المظفر رحمه الله که خواجه امام عمر را بگوی تا اختیاری کند که بشکار رویم که اندر آن چند روز برف و باران نیاید۔ خواجه امام عمر در صحبت خواجه بود و در سرای او فرود آمدی۔ خواجه کس فرستاد و او را بخواند و ماجرا با وی بگفت۔ برفت و دو روز در آن کرد و اختیاری نیکو کرد و خود برفت و باختیار سلطان را (اپنے اختیار سے سوار کرایا ۱۲) برنشاند۔ و چون سلطان برنشست و یک بانگ زمین برفت ابر در کشید و باد برخاست و برف و دمه در ایستاد۔ خنده ها کردند۔ سلطان خواست که بازگردد۔ خواجه امام گفت پادشاه دل فارغ دارد که همین ساعت ابر باز شود (واپس شود ۱۲) و در این پنج روز هیچ نم (قطرہ باران ۱۲) نباشد۔ سلطان براند…

اُردو ترجمہ

اور امرود اور زردآلو کے درختوں کی شاخیں اس باغ سے باہر نکلی ہوئی تھیں اور اس قدر پھول کی پنکھڑیاں اسکی قبر پر پڑی ہوئی تھیں کہ قبر پھولوں میں چھپ گئی تھی۔ مجھے وہ حکایت جو شہر بلخ میں اس سے سنی تھی یاد آئی۔ مجھے رونا آیا کیونکہ بسیط عالم اور ربع مسکون میں کسی جگہ بھی اسکی نظیر نہیں دیکھتا تھا۔ برکت دینے والا اور بزرگ خدا اپنے احسان و کرم سے اسکی جگہ جنت میں کرے۔

حکایت

اگرچہ میں نے حجۃ الحق عمر کا حکم دیکھا لیکن احکام نجوم میں اسکا بالکل اعتقاد نہیں دیکھا اور نہ بزرگوں میں سے کسی کو میں نے دیکھا اور نہ سنا کہ احکام پر اعتقاد رکھتا تھا۔ ۵۰۸ھ میں شہر مرو میں موسم سرما میں سلطان نے ایک آدمی کو خواجہ بزرگ صدر الدین بن مظفر کے پاس بھیجا کہ خواجہ امام عمر سے کہنا کہ وہ ایسا وقت قرار دے کہ ہم شکار کو جائیں اور ان چند روز میں برف باری و باران نہ ہو۔ خواجہ امام عمر خواجہ صدر الدین محمد کی صحبت میں تھا اور انہیں کے یہاں ٹھہر گیا تھا۔ خواجہ صدر الدین محمد نے ایک آدمی کو بھیج کر اسکو بلایا اور یہ ماجرا اس سے کہا۔ وہ چلا گیا۔ اور دو دن اس میں صرف ہوگئے اور اچھا وقت معلوم کیا اور خود گیا اور سلطان کو بٹھایا۔ جب سلطان بیٹھ گیا تو زمین کی [illegible] آواز … اور ابر چھا گیا ہوا چلنے لگی برف باری … شروع ہوگئی … سلطان نے چاہا کہ واپس ہو جائے۔

ابر باز شد و در آن پنج روز هیچ نم نبود و کسرا در تدبیر احکام نجوم
گرچه صفتی معروف است اعتماد نشاید و باید که منجم دران اعتماد
بر وے نکند و هر حکم که کند حواله با قضا کند ؛

حکایت ۹

بر پادشاه واجب است که هر کرا که ندیم و خدمت گار
دارد او را بیازماید اگر شرع را معتقد بود و لفرائض و سنن آن
قیام کند و اقبال نماید او را قریب و عزیز گرداند و اعتماد کند و اگر
بر خلاف این بود او را مهجور گرداند و حواشی مجلس خود را از سایۀ او
دور دارد که هر که در دین خدائے عز و جل و شریعت محمد مصطفی صلی الله
علیه وسلم اعتقاد ندارد او را در هیچ کس اعتقاد نبود و شوم باشد
بر مخدوم در اوائل ملک سلطان غیاث الدنیا والدین محمد
ملکشاه قسیم امیر المؤمنین نور الله تربته ملک عرب صدقه عصا
در [illegible] گردن از ربقۀ طاعت بکشید و با پنجاه هزار مرد عرب از حله
بیرون آمد و امیر المؤمنین المستظهر بالله نامه در نامه و پیک در پیک
روان کرده بود با صفهان و سلطان را بخواند و سلطان از منجمان
اختیارے میخواست هیچ اختیارے نبود و صاحب طالع
سلطان راجع بود گفتند اے خداوند اختیارے نمی یابیم گفت
[illegible] تشدید کرد و دل تنگی نمود منجمان بگریختند غزنوی بود

اردو ترجمہ

ابر کھل گیا اور ان پانچ روز میں مطلقاً نم نہ رہا اور کسی نے یاد رہی نہ رکھا احکام نجوم اگرچہ ایک مشہور فن ہے لیکن قابل اعتماد نہیں اور منجم کو چاہیے کہ اس پر زیادہ اعتماد نہ کرے اور جو حکم بھی لگائے وہ سپرد قضا کر دے

حکایت

بادشاہ پر واجب ہے کہ اسکے جو مصاحب اور خدمت گار ہوں، جانچ لے انکو آزمائے۔ اگر وہ شریعت کے پابند ہوں اور فرائض سنن پر قائم رہیں اور قبول کریں۔ اور انکو مقرب و عزیز کرے انپر اعتماد کرے اور جو اس کے عکس ہوں ان کو دور کردے اور اپنی مجلس والوں کو اسکے سایہ سے بچائے رکھے کیونکہ جو شخص خدائے غالب و برتر کے دین اور شریعت محمد مصطفی صلعم پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے اسکو کسی کے اعتقاد نہیں ہوتا ہے اور ایسا آدمی اپنے مخدوم کیلیے منحوس ہوتا ہے سلطان غیاث الدنیا والدین محمد بن ملک شاہ قسیم امیر المؤمنین نور اللہ مرقدہ کے ابتدائی [illegible] ملک عرب [illegible] سرکشی کی اور اطاعت سے گردن کھینچ لی اور پچاس ہزار عربوں کے ساتھ حلہ سے نکل آیا [illegible] امیر المؤمنین المستظہر باللہ نے خط پر خط قاصد پر قاصد [illegible] سلطان نے منجمان سے [illegible] ساعت [illegible] سلطان کے طالع کا صاحب [illegible] الٹا تھا [illegible] ساعت نہیں ملتا [illegible] منجم بھاگ گئے [illegible] غزنوی تھا

که در کوی گنبد وکانی داشت و فال گوئی کردی و زنان بر او شدندی و تعویذ و نسخه نوشتی علم او غوری نداشت آشنائی غلامی از آن سلطان خویش ابیش سلطان انداخت و گفت که من اختیاری بکنم بدان اختیار برو واگر مظفر نشوی مرا گردن بزن حالی سلطان خوشدل گشت و باختیار او برنشست و دل بست و بهار نیشاپوری بوی داد و برفت و با صدقه مصاف کرد و لشکر را بشکست و صدقه را بگرفت و بکشت و بچون مظفر و منصور با صفاهان باز آمد فال گوی را بنواخت و تشریف گران داد و از مقربان گردانید

و ندیمان را بخواند و گفت شما اختیار نکردید و این غزنوی اختیاری کرد بتسلیم خدای عزّ و جلّ راست آورد چرا چنین کردید همانا صدقه شما را رشوتی فرستاده بود که اختیاری نکنید همه در خاک افتادند و بنالیدند و گفتند بر آن اختیار هیچ منجم راضی نبود و اگر خواهی بنویسند و بخراسان فرستند تا خواجه امام عمر خیامی چه گوید سلطان الب ارسلان دانست که آن بیچارگان است همی گویند از ندماء خویش فاضلی را بخواند و گفت فردا بخانهٔ خویش شراب خور و منجم غزنوی را بخوان و او را شراب ده و در غایت مستی از وی بپرس که این اختیار که تو کردی نیکو بود و منجمان اعیب همی کنند سرّ این مرا بگو آن ندیم چنان کرد و مستی از وی بپرسید غزنوی گفت من دانستم که از دو بیرون نباشد یا آن لشکر شکسته شود یا این شود اگر آن

اردو ترجمہ

جو کوئی گنبد میں نہ کان لگاتا تھا اور فال گوئی کرلیتا اور اسکے پاس عورتیں آیا کرتی تھیں اور وہ سب کے تعویذ لکھا کرتا تھا اور اسکے علم کی انتہا نہ تھی بادشاہ کے ایک غلام کے وسیلے سے بادشاہ کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ میں اچھا دن معلوم کرتا ہوں اور اس میں بہتر روز میں جا اگر تو فتح مند نہ ہو تو میری گردن کاٹ دینا فوراً اسلطان خوش ہوگیا اور اسکے بتلائے ہوئے دن سوار ہوگیا اور دو سو دینار نیشاپوری اسکو دیئے کر روانہ ہوا صدقہ سے لڑا اور لشکر کو شکست دیکر صدقہ کو پکڑ لیا اور قتل کیا جب مظفر و منصور اصفہان میں آیا تو فال گو کو انعام و خلعت بیش بہا دیا اور مصاحب کر لیا اور نجومیوں کو بلا کر کہا کہ تم نے بہتر دن نہیں بتایا اس نے ایک اچھا دن بتلایا [illegible]

[illegible]

لشکر شکسته شود تشریف یابم و اگر این لشکر شکسته شود که بمن پیوندد
پس دیگر روز ندیم با سلطان بگفت سلطان بفرمود تا کاهن غزنوی
را اخراج کردند و گفت این چنین کس که او را در حق مسلمانان این
اعتقاد باشد شوم باشد و منجم خویش را بخواند و بر ایشان اعتماد
کرد و گفت من خود آن کاهن را دشمن داشتم که یک نماز نکردی و هر که
شرع را نشاید ما را هم را نشاید

حکایت ۱۰

در شهور سنه ۵۴۷ سبع و اربعین و خمسمائه میان سلطان عالم سنجر بن ملکشاه
خداوند سلطان علاء الدنیا والدین مصاف افتاد و بر در اوبه مصاف
غور شکسته شد و خداوند سلطان مشرق خلد الله ملکه گرفتار گشت و
خداوندزاده ملک عالم عادل شمس الدوله والدین محمد بن مسعود گرفتار شد
در دست امیر اسفهسالار یرنقش هریوه با پنجاه هزار دینار قرار افتاد که بسرای
حضرت میان خود و استخلاف آن مال کند چون مال بهری رسد
آن خداوندزاده را اطلاق کنند و از جانب سلطان عالم او خود مطلق
بود و بوقت حرکت کردن از هری تشریف نامزد کرده بود و من بنده
درین حال بدان خداوند [illegible] روزی در غایت
تنگی به بنده اشارت فرمود که آخر این گشایش کی خواهد بود
و این حل [illegible] آن [illegible] از بدین اختیار ارتفاع گرفتم

اردو ترجمہ

اگر اس لشکر نے شکست پائی تو میں خلعت پاؤں گا اگر اس لشکر نے شکست پائی تو میری جانب کوئی مشغول ہوگا۔ دوسرے روز مصاحب نے بادشاہ سے کہہ دیا سلطان نے حکم دیا کہ غزنوی فال گیر کا اخراج کر دیا گیا اور کہا کہ جس شخص کو مسلمانوں کے متعلق ایسا اعتقاد ہو تو منحوس ہوتا ہے اور اپنے نجومیوں کو بلا کر منجم علیہ سمجھا اور کہا کہ خود میں اس فال گیر کا دشمن رکھتا تھا کیونکہ یہ ایک نماز بھی نہیں پڑھتا تھا اور جو آدمی شرع کو چاہیے ہمیں بھی نہیں چاہیے

حکایت ۵۴۷ھ میں سلطان عالم سنجر بن ملک شاہ خداوند سلطان علاء الدنیا والدین کے باہم و بدر اوبہ لڑائی ہوئی غور کی فوج کو شکست ہوئی اور خداوند سلطان مشرق خلد الله ملکہ گرفتار ہو گیا اور خداوندزادہ ملک عالم عادل شمس الدولہ والدین محمد بن مسعود امیر سپہ سالار یرنقش ہریوہ کے ہاتھ گرفتار ہو گئے اور پچاس ہزار دینار مقرر ہوئے کہ [illegible] اور وہ مال [illegible] اور جب مال ہری پہنچے تو خداوندزادہ کو چھوڑ دیں سلطان عالم کی جانب سے وہ خود مطلق [illegible]
[illegible]

طالع بر کشیدم و مجهود بجائے آوردم سوم روز آن سوال را
دلیل کشائش بود دیگر روز بیامدم و گفتم فردا نماز پیشین کس رسد
آن پادشاهزاده همه روز درین اندیشه بود دیگر روز بخدمت رفتم
گفت امروز وعده است گفتم آرے تا نماز پیشین هم دران مجلس
بایستادم چون بانگ نماز برآمد از سر ضجرت گفت، دیدی که
نماز پیشین رسید و خبر نرسید - آن پادشاهزاده
درین بود که قاصدے دررسید و این بشارت داد که حمل آورده
پنجاه هزار دینار و گوسپند و چیزهائے دیگر عزّ الدین محمود حاجی
که خدائے خداوندزاده حسام الدّوله والدّین صاحب حمل است
دیگر روز خداوندزاده شمس الدّوله والدّین خلعت سلطان عالم پوشید
مطلق شد و بر وجه تزین خانه رو ئے بمقر عز خویش نهاد و مهر
روزگار ها بر زیادت است و بر زیادت باد و درین شب با او بود
که بنده را بنواخت و گفت نظامی یاد داری که بهری آن حکم
کردی و چنان است باز آمد خواستم که دهان تو پر زر کنم آنجا
در نداشتم اینجا زر دارم زر بخواست و دهان من دو بار پر زر کرد
و گفت بیش نمی دارد - آستین باز دار آستین باز داشتم پر زر کرد
ایزد تبارک و تعالی هر روز این دولت با زیادت کناد و این دو
خداوندزاده را کنار و ملک معظم دارا دهنده و کرم

(اردو ترجمہ)
طالع نقش کھینچا مقصد حاصل کر لیا۔ تیسرے دن اس سوال کی دلیل کشائش ہوئی تھی میں دوسرے دن آیا اور کہا کہ کل ظہر کی نماز کے وقت کوئی شخص آئے گا شہزادہ تمام دن اسی فکر میں رہا دوسرے دن میں اسکی خدمت میں گیا کہنے لگا کہ آج وعدہ ہے میں نے کہا کہ ہاں ظہر کی نماز تک اسکی خدمت میں ہی رہا جب اذان کی آواز آئی تو بیقرار ہو کر کہا کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا - اور کوئی خبر نہیں آئی شہزادہ اسی فکر میں تھا کہ ایک قاصد آیا اور یہ خوشخبری سنائی کہ روپیہ آ گئے پچاس ہزار دینار اور بکریاں اور دوسری اشیاء عز الدین محمود حاجی آقائے خداوند زادہ حسام الدولہ والدین آج کل (حاکم) ہیں دوسرے دن خداوند زادہ شمس الدولہ والدین سلطان عالم کا خلعت پہنی اور آزاد ہوا اور [illegible] ... مجھ کو نوازا اور کہا نظامی تجھے یاد ہے کہ تو نے ہری میں حکم لگایا تھا اور ایسا ہی صحیح نکلا میں نے چاہا تھا کہ تیرا منہ سونے سے بھر دوں لیکن [illegible] میرے پاس سونا نہیں تھا - یہاں ہی سونا منگایا اور دو بار تیرا منہ سونے سے بھر دیا [illegible]

۱۲ روز زادہ ... [illegible] ... شہزادہ ... سلطان عالم ... [illegible]

مقالۂ چہارم

در علم طب و ہدایت طبیب

طب صناعتے است کہ بدان صناعت صحت در بدن انسان نگاہ
دارند و چون زایل شود باز آرند و بیارایند او را بدرازی موے
و پاکی روئے و خوشی بوئے و گشادگی اما طبیب باید
کہ رقیق الخلق حکیم النفس جید الحدس باشد و حدس
حرکتے باشد کہ نفس را بود در آراء صائبہ یعنی کہ سرعت
انتقالے بود از معلوم بمجہول و ہر طبیب کہ شرف نفس انسان
نشناسد رقیق الخلق نبود و تا منطق نداند حکیم النفس
نباشد و تا مؤید نبود بتایید الٰہی جید الحدس نبود و ہر کہ جید
الحدس نبود بمعرفت علت نرسد زیرا کہ دلیل از نبض
مے باید گرفت و نبض را حرکت انقباض و انبساط است و
سکونے کہ میان این دو حرکت مے افتد و میان اطبا
خلاف است گروہے گفتہ اند کہ حرکت انقباض بجس شناختہ
اندر نیاید اما افضل المتاخرین حجۃ الحق الحسین بن عبداللہ
بن سینا در کتاب قانون میگوید کہ حرکت انقباض را دریافتن
بانبض شوارق اندر تن لاغر گوشت و آنگاہ نبض ... ـ

مقالۂ چہارم
در علم طب و ہدایت الطبیب

طب ایسی صناعت ہے کہ اس صناعت سے انسان کے بدن میں صحت کی نگاہ رکھتے ہیں اور جب زائل ہو جاتی ہے تو اسے پھر واپس لاتے ہیں۔ اور اسے بالوں کی درازی منہ کی پاکی خوشبو اور کشادگی سے آراستہ کرتے ہیں۔ لیکن طبیب کو چاہئے کہ خوش اخلاق نفس کا جاننے والا فراست شناس ہو اور حدس آراء درست میں نفس کی ایک حرکت ہے یعنی معلوم سے مجہول کی طرف ایک سرعت انتقال ہے۔ اور جو طبیب کہ نفس انسان کی بزرگی نہ پہچانے رفیق الخلق نہ ہو سکے اور جب تک منطق نہ جانے حکیم النفس نہیں اور جب تک مدد کرنے والا نہ ہو خدا کی مدد کے ساتھ تیز ادراک نہ ہووے اور جو تیز ادراک نہ ہو بیماری کی حقیقت تک نہ پہنچے۔ کیونکہ نبض سے دلیل لینا چاہئے اور نبض انبساط اور انقباض کی حرکت ہے اور وہ سکون جو ان دونوں حرکتوں کے درمیان ہوتا ہے (اس میں) طبیبوں کا اختلاف ہوتا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ انقباض کو حس میں نہیں پا سکتے لیکن افضل المتاخرین حجۃ الحق الحسین بن عبداللہ بن سینا کتاب قانون میں کہتا ہے کہ حرکت انقباض کو کم گوشت کی انتہا میں مشکل سے پا سکتے ہیں اور اس وقت نبض اس قسم کی ہے ...

و هریکے از و متنوع شود بسه انواع و دو طرفین او و یکے اعتدال و
تا تائید الهی باستصواب همراه بود و فکرت مصیب نتواند بود
و تفسیره را نیز همچنان الوان و رسوب و نگاه داشتن و از هر لونے
بر حالتے دلیل گرفتن نه کارے خرد است بهمه دلائل بتائید
الهی و هدایت پادشاهی مفتقر اند و این معنی است که تا او را
بعبارات حدس یاد کرده ایم و تا طبیب منطق نداند و جنس و نوع
نشناسد در میان فصل و خاصه و عرض فرق نتواند کرد و علت
نشناسد و چون علت نشناسد در علاج مصیب نتواند بود اینجا
مثلے بزنیم تا معلوم شود که چنین است که همے گوییم مرض جنس آمد
صداع و زکام و سرسام و حصبه برقان نوع و هر یکے
از یک دیگر جدا نشوند و از اینها هر یکے باز جنس شوند مثلاً تب
است و حمی یوم و غب و شطر الغب و ربع انواع و هر یکے
بفصلے ذاتی از یکدیگر جدا شوند چنانکه حمی یوم جدا شود از دیگر
تبها بدانکه درازترین مدت او یک شبانروز بود و بود دیگر گرانی
و کاهلی و درد نباشد و تب مطبقه جدا شود از دیگر تبها بدانکه چون
بگیرد تا چند روز باز نشود و تب غب جدا شود از دیگر تبها بدانکه روزے
بیاید و دیگر روز نیاید و تب شطر الغب جدا شود از دیگر تبها بدانکه یک
روز سخت تر آید و درنگش کمتر باشد و یک روز آهسته تر آید و درنگش درازتر
تر بود و تب ربع جدا شود از دیگر تبها بدانکه روزے بیاید و دو دیگر روز نه

اردو ترجمہ

اور ان میں سے ہر ایک کی تین قسمیں ہیں۔ دو اسکے آس پاس اور ایک درمیانی اور جب تک خدا کی توفیق استصواب (درست جاننا) اسکے ہمراہ نہو فکر درست نہیں ہوسکتی اور قارورہ کیلئے بھی اسی طرح اسکے رنگوں اور رسوب (تلچھٹ) کو دیکھنا اور ہر رنگ سے ایک حالت پر دلیل لینا معمولی کام نہیں ہے اور تمام دلائل خدائی مدد اور بادشاہی ہدایت کی محتاج ہیں اور اسی معنوں کو ہم نے حدس کی عبارات میں یاد کیا ہے اور جب تک طبیب منطق نہ جانے اور قسم اور جنس نہ پہچانے تو فصل (تلچھٹ) خاصہ جدا کرنا اور عرض میں فرق نہیں کرسکتا ہے اور بیماری کو پہچانتا ہے اور جب بیماری نہ پہچانے مناسب علاج نہیں کرسکتا ہم اس جگہ پر ایک مثل بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ ایسا ہی ہو جیسا ہم بیان کرتے ہیں۔ مرض جنس ہے بخار اور درد سر اور زکام اور سرسام دماغ کا ورم اور حصبہ (قسم چیچک) اور یرقان قسم اور ہر ایک فصل سے آپس میں جدا ہو جاتی ہیں) اور ان میں سے ہر ایک پھر علیل ہو جاتی ہیں مثلاً بخار جنس ہے اور حمی یوم اور غب اور شطر الغب اور ربع قسمیں اور ہر ایک ذاتی فصل میں آپس سے جدا ہو جاتی ہیں چنانچہ حمی یوم دوسرے بخاروں سے جدا ہوتا ہے اور جان لو کہ اسکی بہت بڑی مدت ایک رات دن ہے اور ایک اسکے ساتھ تکسر (ٹوٹ جانا) گرانی درد کا اور درد نہیں ہوتا ہے مطبقہ بخار دوسرے بخاروں سے جدا ہوتا ہے جانتا ہے کہ ایک بار چڑھ کر چند روز تک نہیں اترتا ہے اور سطر الغب

نباید و سوم نباید و چهارم بباید این هر یکے باز جنس شوند و شان را
انواع پدید آید چون طبیب حاذق داند و حاذق باشد بداند که کدام تپ
است و مادّهٔ آن تپ چیست مرکّب است یا مفرد و به معالجت
مشغول شود و اگر در شناختن علّت در ماند به خدائے عزّ و جلّ باز گردد
و از او استعانت خواهد و اگر در علاج فرو ماند هم به خدائے باز گردد و از او
مدد خواهد که بازگشت همه بدوست ۞

حکایت ١

در سنهٔ ٥١٢ اثنی عشرة و خمسمائة در بازار عطاران نشابور بر دکان محمد
منجم طبیب از خواجه امام ابو بکر دقاق شنیدم که او گفت در سنهٔ ٥٠٢
اثنتین و خمسمائة یکی از مشاهیر نشابور را قولنج بگرفت مرا بخواند و بدیدم
و به معالجت مشغول شدم و آنچه درین باب فراز آمد بجائے آوردم
البته شفائے ننمود و سه روز همان باز آمد نماز شام
یا گشتم نا امید بر آنکه شب بیمار در گذرد درین رنج بخفتم صبحدم
بیدار گشتم و شک نکردم که در گذشته بود (مرده بود ١٢) ببام بر شدم و روی
بدان جانب آوردم و منتظر کردم هیچ آوازے نشنیدم که بر گذشتن
او دلیل بودے سورهٔ فاتحه بخواندم و از آن جانب بدمیدم و گفتم الٰهی و
سیدی و مولائی تو گفته در کلام مبرم و کتاب محکم وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ و حسرتے خوردم که جوان بود

اردو ترجمہ

اور تیسرے دن نہیں آنا چاہیے اور چوتھے
روز آنا چاہیے اور یہ ہر ایک جنس ہوتے ہیں
اور انکی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں جب طبیب
حاذق جانتا ہے اور حاذق ہوتا ہے تو جانتا ہے
اور جان لیتا ہے کہ کونسا بخار ہے اور اس
بخار کا مادہ کیا ہے مرکب ہے یا مفرد ہے پھر وہ
علاج کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور
اگر مرض کے پہچاننے میں عاجز ہے تو خدا
تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور اس سے
مدد چاہیے کہ سب کی بازگشت اسی کی
طرف ہے۔ (حکایت)
سنہ ٥١٢ میں نیشاپور کے بازار عطاران میں
محمد منجم طبیب کی دکان پر میں نے خواجہ
امام ابو بکر دقاق سے سنا۔ اس نے کہا
کہ سنہ ٥٠٢ میں نیشاپور کے ایک رئیس کو
قولنج کا عارضہ ہو گیا۔ مجھ کو بلایا میں نے
دیکھا اور علاج کرنا شروع کیا اور
جو کچھ ہو سکا کر دیا لیکن وہ
اچھا نہ ہوا تین ایام گزر گئے پس مغرب
کے وقت مایوس و نا امید ہو کر یہ
خیال کر کے کہ وہ آدھی رات تک مر جائیگا
ایسا ہوا اور اس رنج میں مجھ کو نیند
آ گئی صبح کو اٹھا اور یہ خیال ہوا کہ وہ گزر گیا
کوٹھے پر چڑھا اور ادھر کو منہ کر کے
سننے لگا لیکن کوئی ایسی آواز نہ آئی کہ
جس سے مریض کا فوت ہونا معلوم ہوتا۔ میں نے
سورۃ الحمد پڑھی اور اس طرف پھونکا
اور کہا کہ اے خدا اور میرے سردار
اور میرے مالک تو نے قرآن شریف
میں فرمایا ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ
اور میں افسوس کرتا تھا کہ جوان با انعام
والا اور نعمت بخش تھا ١٢

منعم و متنعم و کام انجاح تمام داشت پس وضو ساختم و بمصلی
(آو نگر ۱۲ عیش والا ۱۲ کامیابی کامل داشت ۱۲)
شدم و سنت بگذاردم یکی در سرائے بزد نگاه کردم اسپ او بود بشنا
داد که بکشائے گفتم چه شد؟ گفت این ساعت راحت یافت۔
دانستم که از برکات فاتحة الکتاب بوده است و این شربت از دارو خانهٔ (دریں ۱۲)
ربانی رفته است و این مرا تجربه شد و بسیار جائها این شربت دادم
همه موافق افتاد و شفا بحاصل آمد پس طبیب باید که نیکو اعتقاد بود
و امر و نهی شرع را معظم دارد و از علم طب باید که فصول بقراط و
مسائل حنین اسحق شرح شده محمد زکریا رازی و شرح نیلی که این
مجملات را کرده است بدست آرد و مطالعه همی کند بعد از آنکه
نادے مشفق خوانده باشد و از کتب وسط ذخیرهٔ ثابت قره
ودی محمد زکریا رازی یا هدایهٔ ابوبکر اخوینی یا کفایه
مرج یا اغراض سید اسمعیل جرجانی با استقصاء تمام پیش استاد
ن خواند پس از کتب بسائط یکے بدست آرد چون ستهٔ عشر
نوس یا حاوی محمد زکریا یا کامل الصناعة یا صد باب بو سهل
مسیحی یا قانون بوعلی سینا یا ذخیرهٔ خوارزمشاهی و او وقت
فراغت مطالعه همی کند و اگر خواهد که ازین همه مستغنی باشد و
بقانون کفایت کند۔ سید کونین و پیشوای ثقلین پیغمبر ما
کل الصید فی جوف الفرا [illegible] گورخر است این
قضیه در قانون یافته شود بسیار [illegible]

اردو ترجمہ

اور بیوپار کا عمر رکھتا تھا پس میں نے وضو
کیا اور مصلے پر گیا۔ اور سنت پڑھیں ایک
شخص نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے
دیکھا تو اسکا آدمی تھا آواز دی کہ دروازہ
کھول میں نے کہا کہ خیریت ہے اس نے کہا
(ہاں) اب تو آرام ہے میں نے سمجھ لیا
کہ یہ سورۂ فاتحہ کی برکت سے ہوا ہے
اور یہ شربت خدا کے شفاخانہ سے
آیا ہے اور مجھکو تجربہ ہوا کہ اور بہت
جگہ یہ شربت میں نے دیا سب کو موافق
ہوا اور آرام ہو گیا۔ پس طبیب کو
چاہیے کہ نیک اعتقاد ہو اور شرع کے
امر و نہی کو بزرگ سمجھے اور علم طب
چاہیے فصول بقراط اور مسائل حنین
اسحق جو شرح محمد زکریا رازی اور
شرح نیلی کہ ان مجملات کو بیان کیا
ہے حاصل کرے اور اسکو مطالعہ کرے
استاد سے پڑھا ہو اور کتب وسط سے ذخیرہ ثابت قرہ
یا منصوری محمد زکریا رازی یا ہدایہ
ابوبکر اخوینی یا کفایہ احمد فرج۔ یا
اغراض سید اسمعیل جرجانی پوری
کوشش سے کسی مہربان استاد کے
پاس پڑھا۔ اور کتب بسائط سے
ستہ عشرہ جالینوس یا حاوی
محمد زکریا۔ یا کامل الصناعۃ یا صد باب
بوسہل مسیحی یا قانون بوعلی سینا یا
ذخیرہ خوارزم شاہی سے طلب کرے
اور اطمینان کیوقت مطالعہ کرتا
رہا۔ اور اگر چاہے کہ ان تمام سے بے
پرواہ ہو جائے تو قانون پر کفایت کرے
دونوں جہان کے سردار اور جن
و انس کے گروہ کے پیشوا اور فرماتے ہیں کہ
[illegible]

اوّل از قانون معلوم باشد از اصول علم طب و کلیات او هیچ
چیز پوشیده نماند زیرا که اگر بقراط و جالینوس زنده شوند روا بود
که پیش این کتاب سجده کنند و عجبی شنیدم که یکی و بین کتاب بر
ابو علی اعتراض کرده و از آن معترضات کتابی ساخت و اصلاح قانون
نام کرد گوئی در هر دو می نگرم که مصنف چه معتوه مردی باشد و
مصنف چه مکروه کتابی چرا کسی بر بزرگی اعتراض باید کرد که تصنیفی
بر آن او بدست گیرد مسئله نخستین بر وی مشکل باشد چهار هزار سال
بود تا حکمائے اوائل جانها گداختند و روانها در باختند تا علم
حکمت بجائے فرود آرند تا السنت تا بعد ازین حکیم مطلق و
فیلسوف اعظم ارسطاطالیس ابن نقوماخس منطق بسخت
و محک حدود نقد کرد و بمکیال قیاس بپیمود تا شک ریب
برخاست و منقح و محقق گشت و بعد از و درین هزار و پانصد سال
هیچ فیلسوف بکنه سخن او نرسیده و بر جادهٔ سیاقت و نگذشته
الا افضل المتأخرین حکیم المشرق حجة الحق علی الخلق ابو علی الحسین
بن عبد الله بن سینا و هر که برین دو بزرگ اعتراض کرد خویشتن
را از زمرهٔ اهل خرد بیرون آورد و در سلک اهل جنون ترتیب داد
و در جملهٔ اهل عته جلوه کرد ایزد تبارک و تعالی ما را ازین هفوات
و شهوات نگاه دارد بمنّه و لطفه پس اگر طبیبی مجلد اول ... نان
... باشد و سن او بار العبین اشتمال اعتماد بود و اگر ... گمان

اُردو ترجمہ

اور جس شخص کو قانون کی پہلی جلد معلوم
ہو علم طب کے اصول اور اسکی کلیات سے
کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں رہ سکتی اسلئے
بقراط اور جالینوس زندہ ہوں تو جائز
ہے کہ اسکے سامنے سجدہ کریں اور ایک
عجیب بات سنی کہ اس کتاب میں
ایک شخص نے بو علی پر اعتراض کیا۔ اور ان
اعتراضوں کی ایک کتاب بنائی اور
اس کتاب کا نام اصلاح قانون رکھا۔
اگر کہے تو دونوں کو میں دیکھتا ہوں کہ
مصنف کیسا دلدادہ مرد ہے۔ اور
تصنیف کی گئی کتاب کیسی مکروہ کیونکہ
کسی شخص کو ایسے بزرگ پر اعتراض کرنا
چاہیئے کہ اسکی تصنیف حاصل کرے
پہلے مسائل میں مشکل ہوں۔ چار ہزار
سال ہوئے کہ پہلے حکما نے اپنی جانیں
برباد کیں اور جانوں کو ضائع کیا جب
علم حکمت کو اس جگہ پر نہ لا سکے یہاں
تک کہ اس مدت کے بعد حکیم مطلق اور
فیلسوف اعظم ارسطاطالیس نے اس
نقد کو منطق کے کانٹے پر تولا۔ اور حدود
کی کسوٹی پر آزمائش کی۔ اور قیاس کے
پیمانہ سے ناپا یہاں تک کہ اس سے
دور ہو کر (علم حکمت) پاک و صاف ہو گیا
اور اسکے بعد اس ڈیڑھ ہزار سال میں
کوئی فیلسوف اسکی بات کی تہ کو نہ پہنچا
اور اسکی کسی طرح نہ چلا مگر متأخرین
کا افضل مشرق کا حکیم مخلوق پر خدا کی
دلیل۔ ابو علی حسین بن عبد اللہ بن سینا
اور جس شخص نے ان دونوں بزرگوں پر
اعتراض کیا اپنے عقلمندوں کے گروہ سے
خارج کیا اور دیوانوں کے زمرہ میں داخل
اور بیوقوفوں کی جماعت میں کیا۔ خدا

بزرگ و برتر اپنی مہربانی و احسان سے ہم کو ان بیہودگیوں اور خواہشوں سے محفوظ رکھے پس اگر کوئی طبیب قانون کی پہلی جلد سے واقف ہو کہ چاہیئے کہ ...

حاصل دارد. باید که از این کتب صنعار که استادان مجرب تصنیف کرده اند یکے پیوسته با خویشتن دارد چون تحفة الملوک محمد بن زکریا و کفایۂ ابن مندویۂ اصفهانی و تدارک انواع الخطأ فی التدبیر الطبی ابو علی و خفی علائی یادگار سید اسمٰعیل جرجانی زیرا که بر حافظہ اعتمادے نیست که در آخر موخر دماغ باشد که دیر تر در عمل آید این مکتوب را معین باشد پس هر پادشاه که طبیب اختیار کند این شرائط که شمردیم باید که اندر یافته باشد که نه بس سهل کاریست جان و عمر خویش بدست هر جاهل دادن و تدبیر جان خود در کنار هر غافل نهادن

حکایت

بختیشوع یکے از نصارائے بغداد بود طبیبے حاذق و مشفقے صادق بود و مرتب بخدمت مامون مگر از بنی هاشم از اقربا مامون یکے را استسقا افتاد مامون را بدان قریب دلبستگی تمام بود. بختیشوع را بفرستاد تا معالجت او بکند و بهر پائے خواست و جان برمیان بست از جهت مامون و با نواع معالجت کرد هیچ سود نداشت و از او در معالجت آنچه یاد داشت بکرد البته فائده نکرد و کار از دست بشد و از مامون خجل می بود و مامون بجائے آورد که بختیشوع خجل مے ماند گفت یا بختیشوع خجل مباش تو جهد خویش و بستگی خویش بجائے آوردی مگر خدائے عزوجل

اردو ترجمہ

ان میں سے کسی ایک کو ہمیشہ اپنے پاس رکھے جیسے محمد زکریا کی تحفۃ الملوک اور ابن مندویہ اصفہانی کی کفایہ اور ابو علی کی تدارک انواع الخطاء فی تدبیر الطبی اور خفی علائی اور یادگار سید اسمٰعیل جرجانی کیونکہ حافظہ پر بھروسہ نہیں ہے اور آخیر میں دماغ موخر ہوتا ہے کہ بہت دیر میں کام دیتا ہے یہ خط اسکے لیے معین ہے پس جو بادشاہ کا طبیب ختیار کرے تو شرائط کہ ہم نے کہیں پورا چاہیے کہ اپنی عمر و جانکو ہر جاہل کے ہاتھ میں دینا اور اپنی جان کی تدبیر ہر غافل کی گود میں رکھنا کوئی آسان امور نہیں

حکایت

بختیشوع بغداد کا ایک نصرانی طبیب حاذق (دانا) اور مہربان دوست اور مامون کی خدمت میں ملازم تھا۔ جب بنی ہاشم سے مامون کے ایک رشتہ دار کو دست آنے لگے۔ مامون کو اس رشتہ دار سے بہت محبت تھی اس نے بختیشوع کو بھیجا کہ اس کا علاج کرے وہ حاضر ہوا اور مامون کی وجہ بہت غور سے علاج کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور اسے جس قدر علاج معلوم تھے۔ سب کئے لیکن کسی سے فائدہ نہ ہوا لا علاج ہو گیا۔ اور وہ مامون سے شرمندہ رہتا تھا۔ مامون کو معلوم ہوا کہ بختیشوع شرمندہ رہتا ہے کہا کہ اے بختیشوع شرمندہ مت ہو کہ تو اپنی کوشش اور بندگی بجا لایا۔ مگر خدائے بزرگ نہیں چاہتا ہے ۔ ۔ ۔

نمی خواهد بقضا و رضا داده که ما دادیم بختیشوع چون مامون را مایوس دید
گفت یک معالجت دیگر مانده است باقبال امیرالمومنین بکنم اگرچه مخاطره
است اما باشد که باری تعالی راست آرد و بیمار هر روز پنجاه
شصت بار می نشست پس مسهل بساخت و به بیمار داد آن روز
که مسهل خورد زیادت شد دیگر روز باز ایستاد اطباء ازو سوال
کردند که این چه مخاطره بود که تو کردی جواب داد که مادهٔ این اسهال
از دماغ بود و تا از دماغ فرو نیامدی این اسهال منقطع نگشتی و من
ترسیدم که اگر مسهل دهم نباید که قوت با سهال وفا نکند چون دل
بر گرفتند گفتم آخر در مسهل امید است و در نا دادن هیچ امید نه بدادم
و توکل بر خدای کردم که او توانا است و باری تعالی توفیق داد و به
شد و قیاس درست آمد زیرا که در مسهل نا دادن مرگ متوقع بود و در
مسهل دادن مرگ و زندگانی هر دو متوقع بود و در مسهل نادادن

حکایت

شیخ رئیس حجة الحق ابوعلی سینا حکایت کرد اندر کتاب مبدا
و معاد و در اکثر فصل مکان وجود امور نادرة عن هذه النفس هست گوید
که من رسیدم و شنودم که حاضر شد طبیبی بمجلس یکی ملوک سامان و قبول
و در آنجا بدرجه رسید که در حرم شدی و نبض محرمات و مخدرات
بگرفتی روزی با ملک در حرم نشسته بود بجائی که ممکن نبود هیچ

اردو ترجمہ

نہیں چاہتا ہے۔ خدا کے حکم پر رضا مند
ہو کہ ہم نے رضا دی بختیشوع کہتے
جب مامون کو مایوس دیکھا تو کہا کہ
ایک علاج اور باقی ہے امیر المومنین
کے اقبال سے کرتا ہوں۔ اگرچہ خطرہ
ہے ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ راست
لائے۔ وہ بیمار ہر روز پچاس ساٹھ
مرتبے پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھتا تھا۔ پس
مسہل بنایا۔ اور اس بیمار کو پلایا۔
جس روز کہ مسہل پیا تو زیادہ ہوا۔
دوسرے روز پھر ٹھہرا ہوا طبیبوں
نے اس سے دریافت کیا اور پوچھا
کہ یہ کیا خوف تھا کہ کیا تو نے
کہا کہ ان دستوں کا مادہ دماغ سے
تھا جب تک دماغ سے نہ اترتا تو
یہ دست موقوف نہ ہوتے اور میں
ڈرتا تھا کہ مسہل دوں۔ ایسا نہ ہو
کہ قوت دستوں کے ساتھ ختم
ہو جائے چونکہ نا امید ہو گئے تو میں
کہا کہ آخری مسہل میں امید ہے اور
نہ دینے میں کوئی امید نہیں اسلئے
میں نے مسہل دیا اور خدا پر بھروسہ کیا کہ
طاقت والا ہے خدائے تعالیٰ نے توفیق
دی اور وہ اچھا ہو گیا۔ اور میرا قیاس
صحیح نکلا اسلئے کہ مسہل نہ دینے میں موت کی
امید تھی اور مسہل دینے میں موت و زندگی
دونوں کی امید تھی مسہل دینا زیادہ بہتر تھا
حکایت شیخ رئیس حجة الحق ابو علی
سینا نے کتاب مبدا و معاد اکثر فصل
مکان وجود امور نادرہ عن ہذہ النفس
میں حکایت بیان کی ہے کہ میں نے سنا
کہ ایک طبیب علوم ہندی اور یونانی
سامانی بادشاہ کی مجلس میں حاضر ہوا
وہاں تک ترقی ہو گئی کہ محل میں جایا کرتا تھا بیگمات اور پردہ نشین عورتوں کی نبض دیکھا کرتا تھا۔ ایک روز بادشاہ کے محل میں بیٹھا تھا کہ ... اور کوئی دوسرا

نزدیک آن جا نتوانستے رسید ملک خوردنی خواست کنیزکان خوردنی آوردند کنیزکے خوانسالار بود خوان از سر برگرفت و دوتا شد و خواست که بر زمین نهاد خواست که راست شود نتوانست شد همچنان بماند بسبب ریحے غلیظ که در مفاصل او حادث شد ملک روی بطبیب کرد که در حال معالجت باید کرد بهر وجه که باشد و اینجا تدبیر طبیعی را هیچ وجهے نبود و مجالے نداشت بسبب دوری ادویه روی به تدبیر نفسانی کرد و بفرمود تا مقنعه از سرِ وی فرو کشیدند و موی او برهنه کردند تا شرم دارد و حرکتے کند و او را آن حالت منکره آید که مجامع سر و روی او برهنه باشد تغیر نگرفت بتشنیع تر از آن بود بفرمود تا شلوارش فرو کشیدند شرم داشت و حرارتے در باطن او حادث شد چنانچه آن ریح غلیظ را تحلیل کرد و او راست بایستاد و مستقیم و سلیم باز گشت اگر طبیب حکیم قادر نبودے او را این استنباط نبودے و از این معالجت عاجز آمدے و چون عاجز شدے از چشم پادشاه بیفتادے پس معرفت اشیاء طبیعی و تصور موجودات طبیعی از این باب است و هو اعلم

۱۱۰	حکایت	

هم از ملوک آل سامان امیر منصور بن نوح بن نصر را عارضه افتاد

اُردو ترجمہ

دوسرا شخص وہاں نہیں جاسکتا تھا بادشاہ نے کھانے کی کوئی چیز مانگی۔ ایک لونڈی خوان سالار تھی۔ اس نے اپنے سر سے خوان اُتارا اور جھکی اور زمین پر رکھنا چاہا کہ سیدھی ہو جائے مگر نہ ہوسکی۔ غلیظ ہوا اسکے جوڑوں میں حادث ہو جانے کی وجہ سے ویسی ہی رہ گئی۔ بادشاہ حکیم کی جانب متوجہ ہوا کہ اسی وقت جس طرح ہوسکے اسکا علاج کرنا چاہیے اور اس جگہ طبعی تدبیر کی کوئی وجہ نہ تھی اور کوئی مجال نہ رکھتی تھی۔ دوائیں دور ہونے کی وجہ سے تدبیر نفسانی کی طرف خیال کیا اور فرمایا تو دوپٹہ اسکے سر سے کھینچ لیا۔ اور سر ننگا کر دیا تاکہ اسے شرم آئے اور وہ حرکت کرے اور اسکو وہ اپنی حالت بری معلوم ہو کر سب کے سامنے اسکا سر اور چہرہ ننگا ہو۔ لیکن اسکی حالت ویسی ہی رہی اس سے زیادہ بری جگہ پر ہاتھ لگایا اور فرمایا تو اس کا پائجامہ اتار دیا۔ شرم آئی اور اسکے باطن میں حرارت حادث ہوئی چنانچہ اس غلیظ ہوا کو تحلیل کیا اور وہ سیدھی کھڑی ہوگئی۔ اور وہ سیدھی صحیح حالت پر واپس ہوگئی۔ اگر طبیب حکیم قادر نہ ہوتا اسکو یہ استنباط (جاننا) نہ ہوتا اور اس علاج سے عاجز رہتا۔ اور جب علاج سے عاجز رہتا تو بادشاہ کی نظر سے گر جاتا۔ پس طبعی اشیاء کا پہچاننا طبعی موجودات کا تصور اسی باب سے ہے اور وہ زیادہ جاننے والا ہے۔

حکایت

آل سامان کے ایک بادشاہ امیر منصور بن نوح بن نصر کو بھی ایک بیماری

که فرمن گشت و برجائے بماند اطبّاء درآن معالجت عاجز آمدند امیر
منصور کس فرستاد و محمد بن ذکریا رازی را بخواند بدین معالجت آمد و
بیامد تا با موئے و چون بکنار جیحون رسید و جیحون بدید گفت من در
کشتی ننشینم قال الله تعالی وَلَا تُلْقُوا بِأَیْدِیکُمْ إِلَی التَّهْلُکَةِ
خدائے تعالی می گوید که خویشتن را بدست خویشتن در تهلکه می اندازید
و نیز ہمانا که از حکمت نباشد با اختیار در چنین مهلکه نشستن فرناکس
امیر به بخارا رفت و باز آمد او کتاب منصوری تصنیف کرد و بدست
آنکس به فرستاد و گفت من این کتابم و ازین مقصود تو حاصل
است بمن حاجتے نیست چون کتاب با میر رسید رنجور شد
پس هزار دینار زر فرستاد و اسپ خاص ساخت و گفت
رفقے بکنید اگر سود ندارد دست و پائے او ببندید و در کشتی
نشانید و بگذرانید چنان کردند و خواهش با او درنگرفت دست
و پائے او ببستند و در کشتی نشاندند و بگذرانیدند و آنگه دست و پای
او باز کردند و جنیبت با ساخت در پیش کردند او خوش طبع
گشته در اسپ گردانید و روئے به بخارا نهاد و سوال کردند که ما ترسیدیم
که چون از آب بگذریم تو را با ما خصومت کنی نکردی و ترا
(با خصومت نکردی ۱۲)
ضجر و دلتنگ ندیدیم گفت من می دانم که در سال بیست هزار کس از جیحون
بگذرند و غرق نشوند و من هم نشوم ولیکن ممکن است که شوم که چون غرق
شوم تا دامن قیامت گویند ابله مردے بود محمد زکریا که با اختیار
(آن با اختیار خویش ۱۲) (چه احمق شخصے بود ۱۲)

اُردو ترجمہ
جو تر میں گر پڑا ہاتھ بیکار ہو گیا تھا اور طبیب
اسکے علاج سے عاجز ہوئے امیر منصور
نے ایک آدمی کو بھیجا اور محمد بن زکریا
رازی کو اسکے علاج کے لئے بلایا۔ وہ
اموے تک آیا۔ اور جب دریائے جیحون
کے کنارے تک پہنچا۔ اور جیحون دیکھا۔
کہا میں کشتی میں نہ بیٹھوں گا۔ خدائے
تعالی نے کہا ہے۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَیْدِیکُمْ
إِلَی التَّهْلُکَةِ خدا تعالی نے فرمایا ہے
کہ خود کو اپنے ہاتھ سے ہلاکت میں مت
ڈالو۔ اور نیز اپنے آپ ایسے مہلکہ میں
بیٹھنا حکمت سے نہیں اور یہاں تک
کہ امیر کا آدمی بخارا گیا۔ اور پھر
واپس آیا۔ اور اس نے کتاب منصوری
کی تصنیف کی اور اس شخص کے ہاتھ بھیجوائی
اور کہا کہ میں یہ کتاب ہوں اور اس
کتاب سے تیرا مقصود حاصل ہو۔ میری
ضرورت نہیں ہے جب کتاب امیر کو
پہنچی بہت ناراض ہوا۔ پھر ہزار دینار
اور خاص گھوڑا اور زین کا اسباب
بھیجا۔ اور کہا کہ پہلے نرمی اور ملاطفت
کرو اور اگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہو
تو اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر کشتی میں
بٹھا دو۔ اور پار اتار دو۔ ایسا ہی کیا
اور وہ راضی نہ ہوا۔ تو اسکے ہاتھ پاؤں
باندھے اور کشتی میں بٹھایا اور پھر
اسکے ہاتھ پاؤں کھول دیئے اور ساز
و سامان کے ساتھ گھوڑا پیش کیا اور
وہ خوش ہو کر سوار ہوا اور بخارا کی
طرف چلا لوگوں نے سوال کیا کہ ہم
ڈرتے تھے کہ جب پانی سے گزر جائیں
اور تجھکو کھول دیں تو تو ہمارے ساتھ دشمنی
کریگا (لیکن) تم نے کی اور تجھکو تنگ دل

اور نہ ملول دیکھا۔ کہا میں جانتا ہوں کہ سال بھر میں [illegible] گزرتے ہیں اور غرق نہیں ہوتے اور میں بھی نہ ڈوبوں گا۔ ممکن ہے کہ

[illegible]

در کشتی نشست تا غرق شد و از جمله ملوسان با ایشم نهاز جمله
معتمدان، چون به بخارا رسید امیر در آمد و بکار دیگر را پدید آمد
و معالجت آغاز کرد - و مجهول بدل کرد هیچ راحتی پدید نیامد در زمن
پیش امیر در آمد و گفت فردا معالجتی دیگر خواهم کرد - اما درین
معالجت فلان اسپ فلان استر خرج می شود و این دو مرکب
معروف بودند در دوندگی چنانکه شبی چهل فرسنگ می رفتند
پس دیگر روز امیر را بگرمابه جوی مولیان برد بیرون از سرای
آن اسپ و استر را ساخته و تنگ کشیده بدر گرمابه داشت
و غلام خویش را امر فرمود و از خدم و حشم هیچ کس را
نگذاشت پس ملک را در گرمابه میانگین بنشاند
و بر وی ریخت شربتی که کرده بود چاشنی کرد و بداد
چندانی بداشت که اخلاط در مفاصل نضجی پدید آمد
و جامه در پوشید و بیامد و در برابر امیر بایستاد و سقطی
گفت که ای فلان تو فرمودی تا مرا بسته در کشتی افگندند
و خون من تشنه شدند اگر مکافات آن ندهم نه پسر زکریا ام
امیر نهایت در خشم شد و از جای خویش در آمد تا بسر زانو محمد زکریا
کار و سه بر کشید و تشدید زیادت کرد امیر یکی از خشم و یکی از بیم تمام
بر خاست و محمد زکریا چون امیر را پای دید برگشت و از گرمابه بیرون
آمد او و غلام هر دو پای در اسپ و استر گردانیدند و روی به آمو نهادند

اردو ترجمہ

اور خود محمد کشتی میں بیٹھا یا تو ڈوب گیا
اور تمام ملامت ہو گئے لوگوں میں سے
اور نہ ہوؤں اور نہ معتمدوں میں سے
جب بخارا پہنچا تو امیر آیا اور ایک دوسرے
کو دیکھا - اور علاج شروع کیا - اور
کوشش صرف کی اور کوئی آرام معلوم
نہ ہوا - ایک دن امیر کے پاس آیا اور کہا
کہ کل دوسرا علاج شروع کروں گا لیکن
اس علاج میں فلاں گھوڑا اور فلاں
خچر صرف ہو گا - اور یہ دونوں دوڑنے
میں اس قدر مشہور تھے کہ ایک رات
میں چالیس فرسنگ چلتے تھے - پس
دوسرے روز امیر کو جوئے مولیان کے
حمام میں لے گیا - حمام کے باہر گھوڑا
اور خچر کو تیار کر کے اور تنگ کھینچ کر
دروازے پر موجود رکھا - اور کسی کو سوا
اپنے غلام کو فرمائی - اور کسی نوکر
چاکر کو حمام میں نہ چھوڑا - پس بادشاہ
حمام کے بیچ میں بٹھایا اور نیم گرم پانی
ڈالتا تھا - اور جو شربت کہ چاشنی
تیار کیا تھا - اسکو دیا تو پیا - اور
اس قدر حمام میں رکھا کہ اخلاط کے
جوڑوں میں نضج (پکنا) ظاہر ہوا - پس
کپڑے پہنے اور آ کر امیر کے
برابر کھڑا ہو گیا - اور چند سخت باتیں
کہیں کہ کیوں تو نے ایسا حکم دیا کہ مجھے
باندھا اور کشتی میں ڈالا - اور میرے
خون کے درپے ہوئے اور اس کے
عوض میں تیری جان نہ لوں تو زکریا کا
لڑکا نہیں - امیر بہت غصہ ہوا اور
اپنی جگہ سے اٹھ کر زانو تک آ گیا -
محمد زکریا نے ایک چھری نکالی اور زیادہ
سختی کی - امیر ایک غصہ اور ڈر سے
پورا اٹھا - اور محمد زکریا
... کو کھڑا ہوا دیکھا تو ... اور حمام سے

امیر اپنا ... اور غلام دونوں گھوڑا اور خچر پر سوار ... اور آمو ... [illegible]

نهادند و ماند دیگر از آب بگذشت تا هر دو هیچ جائے نا ایستاد تا امیر در
آمد نامه نوشت بخدمت امیر که زندگانی پادشاه دراز باد و صحت
بدن و نفاذ امر خادم علاج آغاز کرد و آنچه ممکن بود بجائے آورد حرارت
غریزی با ضعف تمام بود و علاج طبیعی دراز کشیدے دست از آن
بداشتم و بعلاج نفسانی آمدم و بگرمابه بردم و شربتے بدادم و رها
کردم تا اخلاط نضجے تمام یافت پس پادشاه را بخشم آوردم
حرارت غریزی را مدد حادث شد و قوت گرفت و آن اخلاط نضج
پذیرفته را تحلیل کرد و بعد ازین صواب نیست که میان من و پادشاه
جمعیتے باشد اما چون امیر برپائے خاست و محمد زکریا بیرون شد
و بدر نشست حالی او را غشی آمد و چون بهوش باز آمد بیرون آمد
گذاران آواز داد و گفت طبیب کجا شد گفتند زکریا بیرون
آمد پائے در اسپ گردانید و غلامش پائے در استر آورد و برفت امیر
دانست که مقصود چه بوده است پس بپائے خویش زگرمابه بیرون
آمد خبر در شهر افتاد و امیر بار داد و خدم و حشم و رعیت جمله شاد
گردیدند و صدقها دادند و قربانها کردند و جشنها پیوستند و طبیب
هر چند جستند نیافتند هفتم روز غلام محمد زکریا در رسید بر آن استر
نشسته و اسپ جنیبت کرده و نامه عرض کرد امیر نامه بخواند و عجب
داشت و او را معذور خواند و تشریف فرمود از اسپ و ساخت و جبه
و دستار و سلاح و غلام و کنیزک و بفرمود تا بهرے از املاک مامون

اردو ترجمہ

اور سامنے کی طرف متوجہ ہوئے
دوسری نماز تک پانی سے گذر گیا
اور مرو تک کسی جگہ نہ ٹھہرا جب مرو
میں اترا تو امیر کی خدمت میں خط لکھا
کہ بادشاہ کی زندگی دراز ہو بدن کی
صحت اور امر کے نفاذ میں خادم نے
علاج شروع کیا اور جو کچھ ممکن تھا
بجا لایا حرارت غریزی پورے ضعف
کے ساتھ تھی اور طبعی علاج دیر طلب
ہوتی اس سے ہاتھ اٹھایا اور علاج
نفسانی میں آیا اور حمام میں لے گیا
اور شربت دیا اور چھوڑ دیا تاکہ
کہ اخلاط نے تمام نضج پایا پھر بادشاہ
کو غصہ دلایا تو حرارت غریزی کو مدد
اور طاقت آئی بیماری نے نضج قبول کئے
ہوئے اخلاط کو تحلیل کیا اور اسکے
بعد مناسب نہیں ہے کہ میرے اور
بادشاہ کے درمیان کوئی جمعیت
جب امیر کھڑا ہوا اور محمد زکریا باہر
اور بیٹھا تو فوراً بیہوش ہوگیا جب
ہوش میں آیا اور غلاموں کو بلایا
کہا کہ طبیب کہاں گیا کہا کہ حمام سے
باہر آیا اور وہ گھوڑے پر اور اسکا
غلام خچر پر سوار ہو کر چلے گئے امیر
نے جانا کہ مقصود کیا ہے پھر اپنے
پاؤں سے حمام سے باہر آیا
خبر شہر میں پھیلی اور امیر نے
اجازت دی اور نوکر چاکر اور رعیت
نے خوشیاں کیں اور صدقے
دیے اور قربانیاں کیں اور جشن کئے
اور طبیب ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا
ساتویں روز غلام محمد زکریا خچر پر
بیٹھا ہوا اور گھوڑے کو ساتھ لئے
ہوئے پہنچا اور خط پیش کیا امیر

نے پڑھا اور تعجب کیا اور اسکو معذور جانا اور خلعت اسپ بساز و زین جبہ دستار ہتھیار

هر سال دو هزار دینار زر و دویست خروار غله بنام وی برانند
و این تشریف داد و را نامه بدست معروفی بمرو فرستاد و امیر
صحت کلی یافت و محمد ذکریا با مقصود بخانه رسید ۞

حکایت

ابو العباس مامون خوارزم شاه وزیرے داشت نام او ابو الحسن
احمد بن محمد السهیلی مردے حکیم طبع و کریم نفس و فاضل و خوارزم شاه
همچنین حکیم طبع و فاضل دوست بود و بسبب ایشان چندین حکیم و
فاضل بر آن درگاه جمع شده بودند چون ابو علی سینا و ابو سهل
مسیحی و ابو الخیر خمار و ابو ریحان بیرونی و ابو نصر عراق برادرزاده خوارزم شاه
بود و در علم ریاضی و انواع آن ثانی بطلیموس بود و ابو الخیر خمار
در طب ثالث بقراط و جالینوس بود و ابو ریحان در نجوم بجائے ابو معشر
و احمد بن عبد الجلیل بود و ابو علی سینا و ابو سهل مسیحی خلف ارسطاطالیس
بودند در علم حکمت که شامل است همه علوم را این طائفه در آن خدمت
از دنیاوی بے نیازی داشتند و با یکدیگر انسے در محاورت و عیشے
در مکاتبت همی کردند روزگار نپسندید و فلک روا نداشت آن عیش
بر آنان منغص شد و آن روزگار بر ایشان بزیان آمد از نزدیک سلطان
یمین الدوله محمود معروفے رسید با نامه مضمون نامه آنکه شنیده‌ام
در مجلس خوارزم شاه چند کس اند از اهل فضل که عدیم النظیر اند چون

اردو ترجمہ

ہر سال سونے کے دو ہزار دینار
اور دو سو غلہ کے خروار اسکے نام
جاری کئے۔ اور یہ خلعت اور روز
کو ایک مشہور شخص کے ہاتھ مرو بھیجا
امیر نے صحت کلی پائی۔ اور محمد زکریا
با مراد گھر پہنچا ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

حکایت

ابو العباس مامون خوارزم شاہ کا ابو الحسن
احمد بن محمد السہیلی نامی وزیر مرد حکیم طبع
اور کریم النفس اور فاضل تھا
اور ایسا ہی خوارزم شاہ حکیم طبع اور
فاضل دوست تھا۔ اور انکے
سبب سے کئی حکیم اور فاضل
ابو علی سینا و ابو سہل مسیحی۔ ابو الخیر
خمار ابو ریحان بیرونی۔ اور ابو نصر
عراقی اس درگاہ پر جمع ہوتے تھے
لیکن ابو نصر عراقی خوارزم شاہ کا
بھتیجا تھا۔ اور علم ریاضی اور اسکے
انواع میں دوسرا بطلیموس تھا اور
ابو الخیر طب میں تیسرا بقراط اور جالینوس
تھا۔ اور ابو ریحان نجوم میں ابو معشر
احمد بن عبد الجلیل کی جگہ تھا
اور ابو علی سینا اور ابو سہل مسیحی
علم حکمت میں ارسطو تھا انکے جانشین
تھے۔ جو تمام علوم پر شامل ہے
یہ گروہ اسکی خدمت میں دنیا سے بے نیاز
رہتے تھے اور آپس میں گفتگو میں
بہت محبت اور خط و کتابت میں
عیش کرتے تھے۔ زمانہ نے پسند نہ کیا
اور آسمان نے جائز نہ رکھا۔ عیش
آخر مکدر ہوا۔ اور اس زمانے نے
نقصان کیا۔ بادشاہ کے نزدیک
یمین الدولہ محمود نے معروفی کو خط دیکر بھیجا
خط کا مضمون یہ تھا کہ میں نے
سنا ہے کہ خوارزم شاہ کی مجلس میں چند بے نظیر فاضل آدمی ہیں فلاں فلاں ...

فلان و فلان را بدرگہ ایشان بمجلس ما فرستی تا ایشان شرف مجلس ما
حاصل کنند و ما بعلوم و کفایات ایشان مستظہر شویم و آن منت
از خوارزم شاہ داریم و رسول وے خواجہ حسین بن علی میکال بود کہ یکے
از افاضل و اماثل عصر و اعجوبہ بود از رجال زمانہ و کار محمود در اوج
دولت بود ملک او رونقے داشت و دولت او علوے و ملوک زمانہ او را
مراعات ہمے کردند و شب از اندیشہ ہمے نخفتند خوارزم شاہ خواجہ
حسین میکال را بجائے نیک فرود آورد و علفہ شگرف فرمود و پیش
از آنکہ او را بار داد حکما را بخواند و این نامہ بر ایشان عرضہ کرد و گفت
محمود قوی دست است و لشکر بسیار دارد خراسان و ہندو
ضبط کردہ است و طمع در عراق بستہ من نتوانم کہ مثال او
نہ نمایم و فرمان او را بہ نفاذ نہ پیوندم شما درین چہ گوئید
ابوسہل گفتند ما نرویم۔ اما ابونصر و ابوالخیر و ابوریحان رغبت
نمودند کہ اخبار صلات و ہبات سلطان ہمے شنیدند
خوارزم شاہ گفت شما دو تن را کہ رغبت نیست پیش از آنکہ
این مرد را بار دہم شما سر خویش گیرید پس خواجہ اسباب ابوعلی و
ابوسہل بساخت و دلیلے ہمراہ ایشان کرد از راہ گرگان روے
سوے گرگان نہادند۔ روز دیگر خوارزم شاہ حسین علی میکال را بار داد
و نیکوئیہا پیوست و گفت نامہ خواندم و بر مضمون نامہ فرمان پادشاہ
وقوف افتاد۔ ابوعلی و ابوسہل برفتہ اند لیکن ابونصر ابوریحان و

اُردو ترجمہ

چاہیے کہ ان کو ہماری مجلس میں بھیج
تاکہ وہ ہماری مجلس کی بزرگی حاصل
کریں اور ہم علوم اور کفایات سے
قوی پشت ہوں گا اور وہ احسان ہم
خوارزم شاہ سے رکھتے ہیں اور اسکا
قاصد خواجہ حسین بن علی میکال تھا
زمانے کا ایک افضل و بہتر تھا۔
اور زمانہ کے لوگوں سے اعجوبہ تھا۔ اور
محمود کا کام اسکے ملک کی دولت سے
عروج میں تھا بڑی رونق رکھتا تھا۔ اور
اسکی دولت علی اور دنیا کے بادشاہ
اسکے ساتھ سلوک کرتے تھے اور رات
کو اسی کے خیال میں سوتے تھے خوارزم
شاہ خواجہ حسین میکال کو اچھی جگہ لایا
اور الطافات دو فرمائے۔ اور قبل اسکے
کہ اسکو اجازت دے حکما کو بلایا اور
خط ان کے سامنے پیش کیا اور کہا
محمود طاقتور ہے اور بہت لشکر رکھتا
ہے اور خراسان اور ہندوستان کو
قبضہ میں کیا ہے۔ اور عراق کا لالچ
رکھتے ہوئے ہے مجھ میں اتنی طاقت نہیں
ہے کہ اسکے حکم کی تعمیل نہ کروں اور
اس کا فرمان نہ مانوں تمہاری اسمیں
کیا رائے ہے۔ ابوعلی اور ابوسہل نے
کہا ہم نہیں جاتے لیکن ابونصر اور
ابوالخیر اور ابوریحان نے رغبت کی کہ
بادشاہ کی بخششوں کے سلسلہ کی خبریں
سنتے تھے۔ پس خوارزم شاہ نے کہا
کہ تم دونوں [illegible]
قبل اسکے کہ میں اس مرد کو اجازت
دوں۔ تم اپنا راستہ لو پس خواجہ نے
ابوعلی اور ابوسہل کا اسباب تیار کر دیا
اور راستہ بتانے والا ان کے ساتھ کر دیا۔
گرگان کو راستہ سے گرگان کی طرف روانہ ہو گئے۔ دوسرے روز خوارزم شاہ نے حسین علی میکال کو اجازت دی اور اسکی تعریف کی

ابوالخیر تسبیح می کنند که پیش خدمت آیند و باندک روزگار برگ
ایشان بساخت و با خواجه حسین میکال فرستاد و ببلخ بخدمت
سلطان یمین الدوله محمود آمدند و بحضرت او پیوستند سلطان
را مقصود از ایشان ابوعلی بوده بود و ابونصر عراق نقاش (بود)
بفرمود تا صورت بوعلی بر کاغذ نگاشت نقاشان را بخواند تا
بر آن مثال چهل صورت نگاشتند و با مناشیر باطراف
فرستادند و از اطراف اصحاب درخواست که مردی است
بدین صورت و او را ابوعلی سینا گویند طلب کنند و او را پیش
[من فرست]ند اما چون بوعلی و ابوسهل با کسان ابوالحسین السهیلی از نزد خوارزمشاه
چنان کردند که بامداد او را پانزده فرسنگ رفته بودند بامداد
بسرچاهے فرود آمدند پس ابوعلی تقویم برگرفت و بنگریست
تا [بچه طالع] بیرون آمده است چون بنگرید روی با ابوسهل کرد
[گفت] بدین طالع که ما بیرون آمده ایم راه گم کنیم و شدت بسیار بینیم
[ابوسهل] گفت رضینا بقضاء الله [خوشنودیم بحکم خدای] (من خود میدانم که ازین سفر جان
[نب]رم که تسییر من درین دو روز بعیوق مے رسد و او قاطع است
مرا امیدے نمانده است و بعد ازین میان ما ملاقات
نفوس خواهد بود پس براندند ابوعلی حکایت کرد که روز چهارم
بادے برخاست و گرد برانگیخت و جهان تاریک شد و ایشان
راه گم کردند و باد طریق را محو کرد و چون باد بیارامید دلیل ایشان

[illegible]
اور ابوالخیر قصد کرتے تھے کہ خدمت
میں حاضر ہوں اور تھوڑے ہی زمانہ
میں ان کا اسباب تیار کر دیا اور
خواجہ حسین میکال کے ساتھ بھیجدیا اور
بلخ میں سلطان یمین الدولہ محمود کی
خدمت میں آئے اور اسکی درگاہ
گئے بادشاہ کا ان سے مقصود ابوعلی
اور ابونصر عراقی نقاش تھا فرمایا تو
بوعلی کی تصویر بنائی اور نقاشوں
کو بلایا تو اس تصویر کی چالیس تصویریں
بنائیں اور حکم کے ساتھ چاروں طرف
بھیجدیں اور اطراف کے لوگوں سے
درخواست کی کہ اس شبیہ کا ایک
آدمی ہے اور اسکو ابوعلی سینا کہتے
ہیں اسکو طلب کریں اور میرے
پاس بھیجیں لیکن جب بوعلی اور
ابوسہل ابوالحسین السہیلی کے آدمی کے ساتھ
خوارزمشاہ کے پاس سے گئے ایسا
کیا کہ صبح تک پندرہ میل کی برابر چلے تھے
صبح کو ایک کنوئیں پر اترے پس بوعلی
نے جنتری لی اور دیکھا کہ کس طالع
سے نکلا ہے جب دیکھا ابوسہل کی طرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ جس طالع سے ہم
نکلے ہیں راستہ بھول جائینگے اور
بہت پریشانی اٹھائینگے ابوسہل
نے کہا کہ ہم اللہ کی مرضی پر رضامند
ہیں میں خود جانتا ہوں کہ اپنی
اس سفر سے جان نہ بچا سکونگا کیونکہ میرا
ان دو روز میں عیوق پہنچ گئی ہے
اور وہ جدا کرنے والا ہے مجھکو کوئی
امید نہیں ہے اور اسکے بعد ہم سے
چند آدمیوں کی ملاقات ہوگی پس ملا[قات]
نفوس ابوعلی نے بیان کیا کہ چوتھے دن

[چوتھے دن] ایک ہوا چلی غبار اٹھا اور دنیا تاریک ہو گئی اور وہ راستہ بھول گئے اور ہوا نے راستہ کو مٹا دیا جب ہوا تھمی تو ان کا رہنما بھی

گمراه شده بود و در آن گرمای بیابان خواستند از بی‌آبی و تشنگی بو سهل
مسیحی بعالم بقا انتقال کرد و بیل ابو علی با هزار شدت بآبادی افتاد و
بیل بازگشت و ابو علی بطوس رفت و بنیشاپور رسید خلق را دید که ابو علی
را می طلبیدند متفکر بگوشه فرود آمد و روزی چند آنجا بود و از
آنجا روی بگرگان نهاد که قابوس بادشاه گرگان بود و مردی بزرگ
و فاضل دوست و حکیم طبع بود. ابو علی دانست که او را آنجا آفتی نرسد
چون بگرگان رسید بکاروانسرایی فرود آمد. مگر در همسایگی او یکی
بیمار شد معالجت کرد به شد. بیماری دیگر را نیز معالجت کرد به شد
بامداد قاروره آوردن گرفتند و ابو علی همی نگریست و دخلش پدید
آمد و روز بروز هم افزود روزگاری چنین میگذاشت. مگر یکی از
اقربای قابوس شمگیر که بادشاه گرگان بود عارضه پدید آمد. اطبا
معالجت او برخاستند و جهد کردند و جدی تمام نمودند علت به
بهی نپیوست و قابوس را اهتمام در آن دلبستگی بود تا یکی از خدم قابوس
گفت که در فلان تیم جوانی آمده است عظیم طبیب و بغایت مبارک
دست و چند کس بر دست او شفا یافت. قابوس فرمود که او را
طلب کنید و بسر بیمار برید تا معالجت کند که دست از دست
مبارک‌تر بود. پس ابو علی را طلب کردند و بسر بیمار بردند جوانی دید
بغایت خوبروی و متناسب اعضا خط اثر کرده و نزار افتاده. پس
بنشست و نبضش بگرفت و تفسره بخواست و بدید. پس گفت مرا

اردو ترجمہ

زیادہ گمراہ ہو گیا تھا۔ اس خوارزم
سے جنگل کی گرمی میں پیاس کے مارے
ابو سہل مسیحی نے عالم بقا کو انتقال کیا
اور رہا تنہا ابو علی طوس چلا گیا
اور نیشاپور پہنچا۔ ایک مخلوق کو دیکھا
کہ ابو علی کو ڈھونڈتے تھے پریشان
ہو کر ایک گوشہ میں ٹھہرا اور چند روز
وہاں رہا۔ اور وہاں سے گرگان
کی طرف متوجہ ہوا کہ قابوس گرگان
کا بادشاہ بزرگ مرد فاضل دوست
اور حکیم طبع تھا۔ ابو علی نے جانا
کہ اسکو وہاں کوئی آفت نہ پہنچیگی
جب گرگان پہنچا۔ ایک سرائے میں اترا
مگر اسکا ہمسایہ بیمار ہو گیا۔ اسنے
علاج کیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔ دوسرے
بیمار کا بھی علاج کیا وہ بھی اچھا ہو
صبح دونوں نے قارورہ لانا شروع
کیا۔ اور ابو علی دیکھتا تھا۔ اور اسکا
دخل ظاہر ہوا اور روز بروز بڑھتا
تھا۔ ایک مدت اسی طرح بسر کرتا رہا
کہ قابوس بادشاہ گرگان کے ایک
عزیز دشمگیر کو ایک بیماری پیدا ہوئی
اور طبیب اسکے علاج کے لیے متوجہ
ہوئے کوشش اور پوری کو
کی۔ مگر آرام نہ ہوا۔ اور قابوس کو اس
سے بہت زیادہ محبت تھی۔ یہاں تک
کہ ایک غلام نے اس سے کہا کہ فلاں
کاروانسرائے میں ایک جوان بڑا طبیب
اور نہایت مبارک قدم آیا ہے اور کئی
آدمیوں نے اسکے ہاتھ سے شفا پائی
قابوس نے فرمایا کہ اسکو بلاؤ اور بیمار
کے پاس لیجاؤ کہ علاج کرے اور ایسا
کہ وہ ایک بہ فضیلت ہے۔ پس ابو علی کو بلایا
اور بیمار کے پاس لے گئے ایک جوان
اور نہایت خوبصورت متناسب الاعضا والا خط نو دمیدہ بیمار پڑا ہوا دیکھا۔ پس بیٹھا اور اسکی نبض دیکھی اور قارورہ منگایا اور دیکھا پھر کہا کہ

مردی می باید که محلات و کوچهای گرگان همه شناسد بیاوردند و
گفتند اینک بوعلی دست بر نبض بیمار نهاد و گفت برگوی و محلهای
گرگان را نام بر آنکس آغاز کرد و نام محلها گفتن گرفت تا رسید بمحلتی
که نبض بیمار در آن حالت حرکتی غریب کرد پس بوعلی گفت ازین محله
کویها بر شمار آنکس بر داد تا رسید بنام کوئی که آن حرکت معاودت
کرد پس بوعلی گفت کسی می باید که درین کوی همه سرایها را بداند بیاوردند
و سرایها را بر دادن گرفت تا رسید بر آن سرائی که این حرکت باز آمد
ابوعلی گفت اکنون کسی باید که نامهای اهل سرائی تمام داند بر دهد بیاوردند
و بر دادن گرفت تا آمد بنامی که همان حرکت حادث شد آنگه
گفت تمام شد پس روی بمعتمدان قابوس کرد و گفت این جوان در
فلان محله در فلان کوی در فلان سرای بر دختر فلان نام
عاشق است و داروی او وصال آن دختر است و معالجت او دیدار
باشد پس بیمار گوش داشته بود هر چه خواجه ابوعلی می گفت
می شنید از شرم سر در جامه خواب کشید چون استطلاع کردند همچنان بود
که خواجه ابوعلی گفته بود پس این حال را پیش قابوس رفع کردند قابوس را عظیم
عجب آمد گفت او را پیش من آرید خواجه ابوعلی را پیش قابوس بردند
و قابوس صورت ابوعلی داشت که سلطان یمین الدوله فرستاده
بود و چون پیش قابوس آمد گفت انت ابوعلی گفت نعم یا (۱) ملک
المعظم (۱) قابوس از تخت فرود آمد و چند گام ابوعلی را استقبال کرد

اردو ترجمہ

مجھکو ایسا آدمی چاہیے کہ گرگان کے تمام
محلوں اور بالاخانوں کو جانتا ہو
لائے اور کہا کہ یہ ابوعلی نے بیمار کی
نبض پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ گرگان
کے محلوں کا نام لینا شروع کرو اس
محلوں کا نام لینا شروع کیا ایسے
محلہ تک پہنچا کہ بیمار کی نبض نے ایک
عجیب حرکت کی پس ابوعلی نے کہا
کہ اس محلہ کی گلیوں کا نام لے
اس نے لیا جب اس گلی کے نام پر پہنچا
تو وہ حرکت پھر ہوئی پھر ابوعلی نے
کہا کہ ایسا شخص چاہیے کہ اس گلی
کے تمام گھروں کو جانتا ہو۔ لائے
اور گھروں کا نام لینا شروع کیا
یہاں تک کہ ایسا گھر پہنچا کہ وہ حرکت
پھر ہوئی۔ ابوعلی نے کہا کہ اب ایسا
شخص چاہیے کہ گھر والوں کے نام جانتا ہو
اور ان کا نام لے۔ لائے اور ان کا نام لینا
شروع کیا۔ یہاں تک کہ ایسے نام پر
آیا کہ وہی حرکت پیدا ہوئی۔ اس کو
ابوعلی نے کہا معلوم ہو گیا پھر قابوس
کے معتمدوں کی طرف منہ کیا اور کہا
کہ یہ جوان فلاں محلہ اور فلاں گلی فلاں
گھر میں فلاں نام لڑکی پر عاشق ہے
اور اسکی دوا اس لڑکی کا وصال
اور اسکا علاج اسکا دیدار ہے پس
بیمار کان لگائے ہوئے تھا اور جو کچھ
خواجہ ابوعلی کہتا تھا۔ وہ سنتا تھا شرم
کے مارے منہ لحاف میں چھپا لیا جب
معلوم ہوا تو ایسا ہی تھا جو خواجہ ابوعلی
نے کہا تھا۔ اور اس حال کو قابوس کے
سامنے بیان کیا قابوس کو بہت تعجب
ہوا اور کہا کہ اسکو میرے پاس لاؤ خواجہ
ابوعلی کو قابوس کے پاس لے گئے اور قابوس
کے پاس بوعلی کا فوٹو تھا کہ سلطان یمین
الدولہ نے بھیجا تھا جب قابوس کے سامنے
آیا تو کہا کہ کیا تو بوعلی ہے کہا اے بادشاہ بزرگ ہاں) قابوس تخت پر سے اتر پڑا اور چند قدم ابوعلی کا استقبال کیا ۱۲

ودر کنارش گرفت و با او بر یکے نہالی پیش تخت نشست و بزرگیہا
پیوست و نیکو پرسید و گفت اجل افضل و فیلسوف اکمل کیفیت
این معالجہ البتہ باز گوید - ابو علی گفت چون نبض و تفسرہ بدیدم مرا
یقین گشت کہ علت عشق است و از کتمان سر حال بدینجا رسیدہ است
اگر از وے سوال کنم راست نگوید پس دست بر نبضش نہادم و نام
محلات بگفتند چون بمحلہ معشوق رسید عشق او را بجنبانید حرکت
بدل شد - دانستم کہ در آن محلہ است بگفتم تا نام کوہا بگفتند -
چون نام کوئے معشوق خویش شنید ہمان معنی حادث شد نام
کوئے نیز بدانستم بفرمودم سراہا را نام بردند چون بنام سرا
معشوق رسید ہمان حالت ظاہر شد سرائے نیز بدانستم
تا نام ہمہ اہل سرائے بردند چون نام معشوق خود بشنید
گفتم معشوق را نیز بدانستم پس بدو گفتم و او منکر نتوانست
شد آمد قابوس ازین معالجت شگفتگی بسیار نمود و متعجب ماند
جائے تعجب بود پس گفت اے اجل افضل اکمل عاشق و معشوق
ہر دو خواہرزادگان منند و خالہ زادگان یکدیگر اختیارے بکن
تا عقد ایشان بکنیم پس خواجہ ابو علی اختیارے پسندیدہ بکرد آن عقد
بکردند و عاشق و معشوق با ہم پیوستند و آن جوان پادشاہ زادہ
خوبصورت از چنان رنجے کہ بمرگ نزدیک بود برست بعد از آن
قابوس خواجہ ابو علی را بر چشم نیکو تر بنشست و انعامہا بہتے شد و نثار

اردو ترجمہ

اور اسکو گلے سے لگا لیا اور اسکے
ساتھ ایک مسند پر تخت کے سامنے بیٹھ گیا
اور اسکی بزرگیاں و تعریفیں کیں اور
کہا کہ اجل افضل اور فیلسوف اکمل
اس علاج کی کیفیت ضرور بیان کیجے -
ابو علی نے کہا کہ جب میں نے اسکی نبض اور
قارورہ دیکھا تو مجھے یقین ہوا کہ عشق
کی بیماری ہے - اور حال کے چھپانے
کی وجہ سے اسکا یہ حال ہو گیا ہے
اگر اس سے دریافت کروں تو سچ
نہ کہیگا پس اسکی نبض پر میں نے ہاتھ رکھا
محلوں کے نام لئے جب معشوق کے
محلہ پر پہنچا عشق نے اسکو ہلا دیا اور حرکت
بدل گئی میں نے جان لیا کہ اس محلہ میں
ہے میں نے کہا تو گلی کا نام لیا جب
اپنے معشوق کی گلی کا نام سنا تو پھر
وہی بات پیدا ہوئی گلی کا نام بھی
مجھے معلوم ہو گیا میں نے حکم دیا تو گھروں
کا نام لیا جب معشوق کے گھر کے نام
پر پہنچے تو وہی حرکت ہوئی مجھکو گھر
بھی معلوم ہو گیا پھر کہا تو تمام گھر
والوں کا نام لیا جب اپنے معشوق کا
نام سنا تو بہت پریشان ہوا پس اپنے
معشوق کو بھی جان لیا پھر میں نے
اس سے کہا تو وہ انکار نہیں کر سکا
تھا - لہذا اقرار کیا - قابوس نے اس
علاج سے تعجب کیا اور حیرت میں ہو گیا
یہ وہ ہے کہ تعجب کی جگہ بھی تھی پھر کہا اے
بزرگ برتر فاضل اکمل عاشق اور
معشوق دونوں میرے بھانجہ بھانجی
ہیں اور باہم خالہ زاد ہیں کہ سمجھ لیجئے کوئی
صورت تا کہ ہم انکا بیاہ کر دیں پس
خواجہ ابو علی نے پسندیدہ طریقہ بتایا

اور انھوں نے عقد کیا - اور عاشق و معشوق کو ملا دیا اور وہ جوان خوبصورت بادشاہزادہ اپنے [illegible]
[illegible]

شہنشاہ علاء الدولہ افتاد و آن خود معروف است اندر تاریخ ایام خواجہ ابو علی

حکایت

صاحب کامل الصناعۃ طبیب عضد الدولہ بود بپارس بشہر [illegible] دوران شہر حمالے بود کہ چہار صد من و پانصد من بار بپشت گرفتے و ہر پنج و شش ماہ آن حمال را درد سر گرفتے و بیقرار شدے و دہ پانزدہ شبانروز چنان بماندے و [illegible] آن درد سر [illegible] بشہر آمدہ و چند بار [illegible] کردہ بود [illegible] آخر الاتفاق چنان افتاد کہ آن طبیب بزرگ روزے [illegible] بان حمال بگذشت برادران حمال [illegible] و در [illegible] اوراحوال [illegible] و سوگند دادند احوال برادر در درد سر بگفتند طبیب گفت [illegible] پیش [illegible] را [illegible] نان [illegible] حمال [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گرفت [illegible] [illegible] [illegible] خواست گفت [illegible] چنان کردند [illegible] طبیب [illegible] غلام خویش را گفت دستہائے او [illegible] و دیگر [illegible] پس غلام دیگر را گفت [illegible] بیرون [illegible] چنان کرد فرزندان او [illegible]

اردو ترجمہ

شہنشاہ علاء الدولہ کی [illegible] پہنچا اور خود تاریخ ایام خواجہ ابو علی سینا میں مشہور ہے

(حکایت)

صاحب کامل الصناعۃ فارس [illegible] شیراز میں عضد الدولہ کا طبیب تھا اور [illegible] ایک حمال تھا کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

آنجا نداما طبیب گشتم و متحیر بود هیچ سکنا ندانستند تدبیر پس پیر غلام را
گفت که آن دستار که در گردن او داده است بگیرد بر اسپ من نشیند و در را
با خود کشان بکشد و آن غلام همچنان کرد و او را در آن صحرا بسیار بدوانید
چنانکه خون از بینی بکشاد و گفت اکنون هاکن بگذاشت آن خون همی
رفت [illegible] زیاده از [illegible] آن مرد در [illegible] خواب شد و درد [illegible]
سی صد خون از بینی او برفت باز ایستاد پس او را بگرفتند و بخانه آوردند
از خواب بیدار شد [illegible] باز ماند و آن درد سر او برفت
معالجه محتاج نشد و معالجه نکرد و عضد الدوله او را کیفیت آن
معالجت پرسید گفت ای پادشاه آن خون زیادتی بود و درد
بیماری فقیر [illegible] وجه معالجتش جز این نبود که کرده

حکایت

[illegible] معالجه [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] الشیخ الامام ابو جعفر محمد [illegible] المعروف [illegible]
[illegible]

اردو ترجمہ

لیکن طبیب [illegible] اور [illegible]
عزت والا تھا (اسلیے) کچھ نہ کرسکتے
تھے پھر غلام سے کہا کہ وہ رومال جو
اسکے گردن میں لپیٹا ہے پکڑ کر اور پھر
گھوڑے پر بیٹھ اور اسکو اپنے ساتھ
کھینچتا ہوا دوڑا۔ غلام نے ایسا ہی کیا
اور اسکو جنگل میں [illegible] دوڑایا یہاں تک کہ
ناک سے خون نکلنے لگا۔ اور کہا کہ اب
چھوڑ دے چھوڑ دیا اور وہ خون مقدار
سے زیادہ گر رہا تھا۔ وہ ٹھہرا ہی
خون بہنے کی حالت میں سو گیا۔ تین سو
درم کے برابر خون اسکی ناک سے بہہ گیا
اور پھر ٹھہر گیا پس اسکو پکڑا اور
گھر لائے۔ نیند سے بیدار ہوا اور
ایک بار دن اور رات سوتا رہا اور درد
اسکا درد سر جاتا رہا اور علاج کی
ضرورت نہ رہی اور پھر درد سر ہوا
عضد الدولہ نے اس سے اس علاج
کی کیفیت پوچھی کہا اے بادشاہ مادہ
خون [illegible] زیادتی تھا کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

حکایت

[illegible]

آن بود که مالیخولیا پدید آمده بود و در این علت چنان صورت بسته که گاو
شده است همه روز بانگ کردی و این و آن را همی گفتی که مرا بکشید
که از گوشت من هریسه نیکو آید تا کار بدان جا رسید که هیچ نخوردی و روزها
برآمد و بیمار گداخته شد و اطبا در معالجت او عاجز آمدند و خواجه ابوعلی اندرین
حالت وزیر بود و شاهنشاه علاءالدوله محمد بن دشمنزیار بدو
اقبالی داشت و جمله مملکت در دست او نهاده بود و همه شغل به رای و تدبیر
او باز گذاشته و الحق بعد از اسکندر که ارسطاطالیس وزیر او بود هیچ
پادشاه چون ابوعلی وزیری نداشت و در این حالت که خواجه ابوعلی وزیر
بود هر روز پیش از صبح برخاستی و از کتاب شفا دو کاغذ
تصنیف کردی چون صبح صادق بدمیدی شاگردان را بار دادی
چون کیا رئیس بهمنیار و ابومنصور بن زیله و عبدالواحد جوزجانی و سلیمان
دمشقی و من که باکالیجارم تا وقت اسفار سبق خواندیمی و نماز پس
او کردیمی چون بیرون آمدیمی هزار سوار از مشاهیر و معارف و ارباب
حوائج و اصحاب اغراض بر در سرای او گرد آمده بودندی و خواجه
بنشستی و آن جماعت در خدمت او برنشستندی چون به دیوان رسیدی
سوار دو هزار شده بودی پس در دیوان تا نماز پیشین ببودی و چون
بازگشتی خوان آوردندی و خلقی با او نان خوردی پس قیلوله کردی
چون برخاستی نماز بکردی و پیش شاهنشاه شدی و
تا نماز دیگر پیش او بودی و مفاوضت و مشورت ...

اردو ترجمہ

مالیخولیا ہو گیا تھا اور اس بیماری میں
اسکی ایسی صورت ہو گئی کہ وہ مثل ایک
گائے کے ہو گیا تمام دن آواز نکالتا
تھا اور اس سے کہتا تھا کہ مجھ کو قتل
کر ڈالو کہ میرے گوشت سے ہریسہ
اچھا بنے گا۔ یہاں تک کہ کام اس حد
تک پہنچا کہ کچھ نہ کھاتا تھا بہت دن
گذر گئے اور ناتواں ہو گیا اور طبیب
اسکے علاج سے عاجز آ گئے اور خواجہ
ابوعلی اس حالت میں وزیر تھا اور
شہنشاہ علاءالدولہ محمد بن دشمنزیار
اسپر بہت توجہ رکھتا تھا اور تمام
[illegible]

[illegible]

ثالث ایشان بودند که هرگز ثالث نبود و مقصود ازین حکایت
نست که خواجه را هیچ فراغت نبود پس چون اطبا از معالجت
آن جوان عاجز آمدند پیش شاهنشاه ملک معظم علاء الدوله آن
حال بگفتند و او را شفیع برانگیختند که خواجه را بگوید تا آن جوان را
علاج کند علاء الدوله اشارت کرد و خواجه قبول کرد پس گفت آن
جوان را بشارت دهید که قصاب می آید تا ترا بکشد و با آن جوان
بگفتند او شادی میکرد پس خواجه بر نشست همچنان با کوکبه پیش
بیمار آمد و با یکی دو در رفت و کارد بدست گرفته گفت این گاو کجا است
تا او را بکشم آن جوان همچو گاو بانگ کرد یعنی اینجا است خواجه گفت
بر سر آمد پیش دو دست و پای او ببندید و فرو افگنید
بیمار ... آن سر آمد و بر پهلوی او راست
او سخت ببستند پس خواجه ابو علی بیامد کارد بر کارد بمالید
و دست بر پهلوی او نهاد چنانکه عادت قصابان بود و گفت
این گاو لاغر است این را نشاید کشتن علف دهید تا
[illegible] برخاست و بیرون آمد و مردم را گفت که دست و پای او بگشائید
و خوردنی آنچه فرمایم پیش او برید و او را گوئید بخور تا زود فربه شوی
کردند که خواجه گفت خوردنی پیش او بردند و او می خورد و بعد از آن هر چه
از اشربه داد و به خواجه فرمود بدو دادندی و گفتندی که نیک بخور
این گاو را نیک فربه کن تا او بشود و بخورد و بعد از آن ...

اردو ترجمہ

دو آدمی نے تیسرا کبھی نہیں ہوتا۔ اور
اور اس حکایت سے مقصد یہ ہے کہ
خواجہ کو بالکل فرصت ہوتی نہیں جب
طبیب اس جوان کے علاج سے عاجز
ہو گئے تو لوگوں نے شہنشاہ ملک معظم
علاء الدولہ سے اسکا حال بیان کیا اور
اسکو سفارشی بنایا کہ خواجہ سے کہے تاکہ
وہ اسکا علاج کرے۔ علاء الدولہ نے
اشارہ کیا۔ اور خواجہ نے قبول کیا پھر
کہا کہ تم لوگ اس جوان سے کہو کہ قصائی
آتا ہے تاکہ تجھے ذبح کرے اور جب اس جوان
سے کہا تو وہ خوشی کرتا تھا۔ پس خواجہ
ویسے ہی ... ساتھ بیمار کے
... آیا اور دو ... ساتھ
گیا۔ اور ایک چھری ہاتھ میں لیکر کہا کہ
یہ گائے کہاں ہے تاکہ اسکو ذبح کروں۔ اس
جوان نے گائے کی طرح آواز کی۔ یعنی یہاں
ہے خواجہ نے کہا کہ اسکو گرا کے
اور رسی سے ہاتھ اور پاؤں باندھو اور گراؤ
بیمار نے جب سنا دوڑا اور گر کے
آیا اور ... پہلو پر سو گیا اور اسکے
پاؤں خوب باندھے پھر خواجہ ابو علی آیا
اور چھری پر چھری تیز کی اور پہلو اسکے
پر ہاتھ ... قصائیوں کی عادت
ہے ... ہاتھ رکھا اور پھر کہا کہ
یہ گائے دبلی ہے ذبح کرنے کے
قابل نہیں ہے اسکو چارہ دو تاکہ موٹی
ہو جائے اور اٹھا اور باہر آیا
اور لوگوں کو کہا کہ اسکے ہاتھ پاؤں کھول دو
اور جو چیز کھانے کا حکم دیں اسکے پاس
لیجاؤ اور کہو ... تاکہ جلد ...
... اور موٹی ہو ... ایسا ہی کیا

... کہا کھانے کی چیزیں اسکے پاس لیگئے اور وہ کھاتا اور اسکے بعد کھانے و پینے کو جو خواجہ فرماتا

شود تا او را بکشد پس اطبا دست بمعالجت او برکشادند چنانکه خواجه
ابوعلی مقرر بود بیمار را بصلاح آمد و صحت یافت و همه اهل خرد دانند که
این چنین معالجت نتوان کرد الا بفضلی کامل و علمی تمام و حدسی صایب است

حکایت ۸

در عهد ملک شاه و بعضی از عهد سنجر فیلسوفی بود بهرات و او را ادیب
اسمعیل گفتندی مردی سخت بزرگ و فاضل و کامل اما اسباب او و معاش
او از دخل طبیبی بودی و او را از جنس معالجات نادره بسیار است مگر
بازار کشتارگه بر می گذشت قصابی گوسفندی را سلخ می کرد
دست در شکم گوسفند کردی و پیه گرم بیرون کردی و
می خورد خواجه اسمعیل چون آنحالت بدید در برابر او بقالی را گفت
که این قصاب بمرد پیش از آنکه او را بگور کنند مرا خبر کن
بقال گفت سپاس دارم چون این حدیث را ماهی پنج و شش
برآمد بامدادی خبر افتاد که دوش فلان قصاب بمرد مفاجا
بی بیماری نکشید و این بقال به تعزیت شد خلقی دید جامه دریده
و جمعی در حسرت او همی سوختند که جوان بود و فرزندان خرد داشت
آن بقال را سخن خواجه اسمعیل یاد آمد بدوید و وی را خبر کرد خواجه
گفت دیر مرد پس عصا برگرفت و بدان سرای شد و چادر از
روی مرده برداشت و نبض او در دست بگرفت و یکی را فرمود

اردو ترجمہ

کہتا تا کہ اسکو ذبح کریں پھر جیسا کہ
خواجہ ابوعلی فرماتا تھا اس کے موافق طبیب
اسکے علاج کی طرف متوجہ ہوئے ایک
علاج سے گذرا اور صحت پائی اور
تمام عقلا جانتے ہیں کہ ایسا علاج کرنا
ممکن نہیں ہے مگر پوری بزرگی
اور پورے علم اور پوری دانائی سے

حکایت

ملک شاہ کے زمانہ اور بعضے سنجر کے زمانے میں ہرات میں ایک
فیلسوف ایک مرد سخت بزرگ
فاضل اور کامل تھا اور اسکو ادیب
اسمعیل کہتے تھے لیکن اسکا اسباب
اور معاش طبیبی آمدنی سے ہوتا اور
اسکے لئے اس قسم کے بہت سے علاج
ہیں) ایک وقت قصائیوں کے بازار
سے گذرتا تھا ایک قصائی ایک بکری
کو ادھیڑ رہا تھا اور کبھی کبھی بکری
کے پیٹ میں ہاتھ ڈالتا اور گرم چربی
باہر نکالتا اور کھاتا جب خواجہ اسمعیل
نے اسکی وہ حالت دیکھی برابر کے
بقال سے کہا کہ اگر کسی وقت یہ قصائی
مر جائے تو قبل اسکے کہ اسکو دفن کریں
مجھکو خبر کر بقال نے کہا شکریہ جب
اس بات کو پانچ چھ مہینے گذر گئے
ایک روز صبح کو مشہور ہوئی کہ کل رات
فلاں قصائی مرگ مفاجات میں بغیر [illegible]
سبب کے مرگیا اور یہ بقال تعزیت
کو گیا ایک مخلوق (اپنے) کپڑے پھاڑتے
ہوئے دیکھی اور ایک جماعت اسکی حسرت میں
جلتی تھی کہ جوان تھا اور چھوٹے لڑکے
رکھتا تھا پس اس بقال کو خواجہ اسمعیل
کی بات یاد آئی دوڑا اور اسکو خبر [illegible]
خواجہ نے کہا کہ جلد [illegible]

گیا اور چادر مردہ کے منہ سے اٹھائی اور اسکی نبض پر ہاتھ رکھا اور ایک کو حکم دیا

با عصا بر پشت پای او زد پس از ساعتی پیر گفت [illegible]
پس علاج سکته آغاز کرد و روز سوم مرده برخاست و آن مفلوج
سالها زیست پس از آن مردمان عجب داشتند و آن بزرگ از پیش دیده
بود که او را سکته خواهد بود

حکایت ٩

شیخ الاسلام عبد الله انصاری قدس الله سره چند بار با خواجه
تعصب کرد و بارها قصد او کرد و کتب او بسوخت از این تعصب و
[illegible] در اعتقاد کرده بودند که او مرده زنده میکند [illegible]
عوام را زبان [illegible] گفتند اگر شیخ بیمار شد و در میان مرض فواق
پدید آمد چندانکه اطبا علاج کردند سود نداشت نا امید شدند
از نا امیدی قاروره شیخ بوی فرستادند و از وی علاج خواستند
خواجه اسمعیل چون قاروره نگریست گفت این آب فلان
است فواق پدید آمده است و در آن عاجز شده اند و را بگو تا
[illegible] پوست [illegible] استاد شکر عسکری بکوبند و او را
تا با زهر بخورد بگو که علم ما باید آموخت کتاب نباید سوخت پس از آن
چون سفوف ساختند و بیمار بخورد و حالی فواق بنشست و بیا
[illegible]

حکایت

[illegible]

اردو ترجمہ
[illegible] پاؤں پر [illegible] ایک گھنٹہ بعد کہا کہ [illegible] سکتہ کا
علاج شروع کیا اور تیسرے روز
مردہ اٹھ بیٹھا اگرچہ فالج زدہ ہو گیا
لیکن برسوں زندہ رہا [illegible]
لوگ تعجب کرتے تھے اور اس بزرگ
اسمعیل نے پہلے سے دیکھ لیا تھا کہ اسکو
سکتہ ہوگا۔

حکایت

شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری [illegible]
[illegible] تعصب کرتا ہوا [illegible]
اسکا ارادہ کیا اور [illegible] کتابیں جلا دیں
[illegible]
[illegible] اسکے متعلق اعتقاد
رکھتا تھا کہ وہ مردہ زندہ کرتے ہیں
[illegible]
اتفاقاً شیخ بیمار ہوئے [illegible]
مرض میں ہچکیاں آنے لگیں
طبیبوں نے علاج کیا نا امید ہو گئے
آخر نا امیدی کی وجہ سے
قارورہ اسکے پاس بھیجا اور اس سے
علاج کی خواہش کی [illegible]
اسمعیل نے قارورہ دیکھا [illegible]
فلاں کا قارورہ ہے اور ہچکی
آتی ہے اور [illegible] عاجز آگئے ہیں
اور اس سے کہو کہ ایک [illegible]
[illegible] ساڑھے چار مثقال
[illegible]
[illegible] علم
[illegible]
[illegible]
[illegible]

و بیشتر زیست شد هیچ بیمار امید. جالینوس را خبر کردند مرهم فرستاد
که بر سر آن شکاف و تخته نهادند و پنهان کردند که جالینوس فرموده بود و در حال آن درد
بنشست و بیمار تندرست شد و اطبا در عجب ماندند پس از جالینوس
پرسیدند که این چه معالجت بود که کردی گفت آن عضو که بر پشت
درد میکرد منشأ او از شکاف است من اصل را معالجت کردم نه فرع

حکایت ٢٠

فضل بن یحیی برمکی را بر سینه قدری برص پدید آمد غمگین شد خواست
پوشیده دارد خواست که کسی بر آن مطلع نشود پس ندیمان را گفت
امروز در عراق و خراسان و شام و پارس کدام طبیب
حاذق تر باشد و بدین معنی که مشهور تر است گفتند جاثلیق پارسی
فرستاد و حکیم جاثلیق را از پارس به بغداد آوردند و باوی
نشست و بر سبیل امتحان گفت مرا از برای قوت معده چه باید
معالجت کرد و حکیم جاثلیق گفت از کل لبنیات و ترشیها
پرهیز کردن و نخود آب باید خوردن با گوشت ماکیان یکساله
و زرده مرغ نیم برشت باید کردن و از آن خوردن و چون
از طعام نظام پذیردن تدبیر او حکیم فضل گفت من این همه
به عادت آن شب از همه چیز بخورد و در بهار مقصد
روا داشت و از کوارع و ... احتراز کرد ...

اردو ترجمہ

اور بیشتر زخمی ہوا اور کچھ آرام نہ ہوا جالینوس
کو خبر کی۔ مرہم بھیجا کہ اسکو کاندھے
کے سر پر لگائیں جیسا کہ جالینوس
نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا۔ فوراً درد
جاتا رہا اور بیمار تندرست ہو[گیا]
اور طبیبوں نے تعجب کیا پھر جالینوس
سے پوچھا کہ یہ کیا علاج تھا کہ آپ نے
سمجھا کہ یہ درد جو ہاتھ کے سرے
پر ... تھا اس کا منشا
کاندھے کے سرے سے تھا میں نے
جڑ کا علاج کیا نہ شاخ کا

حکایت

فضل بن یحیی برمکی کے سینہ پر
کسی قدر برص ظاہر ہوا بہت
بیمار ہو گیا۔ اور چاہا کہ چھپا رکھے
اور قرار دیا کہ کوئی شخص اس پر مطلع نہ ہو
پس ندیموں کو جمع کیا اور کہا کہ آج
عراق و خراسان اور شام اور فارس
میں کون سے طبیب حاذق جانتے ہو
... کون مشہور ہے کہا جاثلیق
فارسی ... کو بلا
حکیم جاثلیق کو فارس سے بغداد میں
لایا اور اس کے ساتھ ... بیٹھا
اور امتحان کے طور پر کہا ...
... قوت معدہ کے علاج کی
تدبیر کرنا چاہیے حکیم جاثلیق نے
کہا ... کھٹائیوں اور ...
سے پرہیز کرنا چاہیے ...
... کا پانی ...
... یکسالہ مرغ ...
... انڈوں کے ...
... کی ترتیب ...
... تمام ہو جائے ...

... کہا الٹا ہی کرو ... فضل نے عادت سے ... تمام ...

جاثلیق بیامد و قاروره بخواست و بنگریست روئش برافروخت و گفت من این معالجت نتوانم کرد تو را از ترشیها و لبنیات نهی کرده ام تو زیر پای خود می و از کامه و انبجات پرهیز نکنی معالجت سود نمیکند پس فضل بن یحیی بر حدس و حذاقت آن بزرگ آفرین کرد و علت خویش با او در میان نهاده گفت ترا بدین جهت خواندم و این امتحان بود که کردم جاثلیق دست معالجت برد و آنچه درین باب بود بکرد روزگارے بر آمد هیچ فائده نداشت و حکیم جاثلیق بر خویشتن همی پیچید که این چندان کار نبود و چندین بکشید تا روزے با فضل بن یحیی نشسته بود گفت ای خداوند بزرگوار آنچه معالجت بود کردم هیچ نگرید پدر از تو ناخشنود است پدر را خوشنود کن تا من این علت را ببرم فضل آنشب برخاست و نزدیک یحیی رفت و دست پا و رضائے او بطلبید و آن پدر پیر از خوشنود گشت (جاثلیق او را انواع معالجت همی کرد روئے به بهبودی گذارد و چند روز شفائے کامل یافت) پس فضل از جاثلیق پرسید که تو چه دانستی که سبب علت ناخوشنودی پدر است جاثلیق گفت من هر معالجه که بود بکردم سود نداشت گفتم این مرد بزرگ گراز جائے خورده است بنگریستم هیچکس نیافتم که شاید تو ناخشنود و هیچ شفقتے بالا از صدقات و صلات و تشریفات تو بسیار کس آسوده است تا خود که پدر از تو بیازرده است و میان تو و او نقار است

اردو ترجمہ

جاثلیق آگیا اور قارورہ طلب کیا اور دیکھا اور بہت غصہ ہوا اور کہا میں یہ علاج نکرونگا۔ آپکو کھٹائیوں اور چکنائیوں سے مینے منع کیا ہے اور آپ بیرپانے کھاتے ہیں اور چٹنی اور آموں سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ علاج موافق نہوگا۔ پس فضل بن یحیے نے اس بزرگ کی ہوشیاری اور دانائی پر شاباش کی اور اپنی بیماری اسکے سامنے بیان کی اور کہا کہ میں نے اس کام کیلئے بلایا۔ اور جو مینے کیا یہ امتحان تھا۔ جاثلیق نے علاج شروع کیا اور جو کچھ اسبارہ میں تھا کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا لیکن کوئی فائدہ نہوا اور حکیم جاثلیق اپنے پر پیچ و تاب کھاتا تھا کہ یہ اس قدر بڑا کام نہ تھا اور اسقدر بڑھ گیا یہاں تک کہ فضل بن یحیے کے پاس ایکدن بیٹھا ہوا تھا۔ کہا اے صاحب بزرگ جو کچھ علاج تھا میںنے کیا۔ کچھ اثر نکیا۔ شاید باپ آپ سے ناراض ہے باپ کو خوش کیجیے تاکہ میں اس بیماری آپ سے دور کروں۔ فضل اس رات اُٹھا اور یحیے کے پاس گیا اور اسکے پاؤں پکڑ بیٹھا اور اسکی رضا طلب کی۔ اور بوڑھا باپ اس سے خوش ہوگیا اور جاثلیق اسکا اسی طرح علاج کرتا رہا آخرکار منہ بھلائی کی طرف کیا اور تھوڑی مدت میں شفا کامل پائی۔ فضل نے جاثلیق سے پوچھا کہ تو نے کیسے جان لیا کہ بیماری کا سبب باپ کی ناخوشی ہے

جاثلیق نے کہا میں نے جو علاج کیا تھا کیا فائدہ نہوا تب کہا کہ اس مرد بزرگ نے کسی جگہ سے لات کھائی ہے ... دیکھا

کماز گفت این علاج بکردم بہ رفت و اندیشہ من خطا نبود و
بعد از آن فضل بن یحیی جاثلیق را توانگر کرد و بپارس فرستاد

حکایت ۱۱

در سنہ سبع و اربعین و خمسمایۃ کہ میان سلطان عالم سنجر بن
ملکشاہ خداوند من علاء الدنیا والدین الحسین بن الحسین خلد اللہ
تعالیٰ ملکھما و سلطانھما پدید آمد و بہ مصاف افتاد و لشکر غور را
چنان چشم زخمے افتاد من بندہ در ہرات چون متواری گونہ
بسبب آنکہ منسوب بودم بغور و دشمنان بر خیرہ ہر جنسے ہمی
گفتند و شماتتے ہمی کردند۔ درین میان شبے بخانہ آزاد مردے
افتادہ بودم و چون نان بخوردیم من بحاجتے بیرون آمدم آن آزاد مرد کہ من
انجا افتادہ بودم مگر مرا ثنائے ہمی گفت کہ مردمان او را شاعر شناسند
اما بیرون از شاعری خود مردے فاضل ست در نجوم و طب و ترسل
و دیگر انواع متبحر است چون بمجلس باز آمدم خداوند خانہ مرا احترامے دیگر گونہ
کرد چنانکہ محتاجان کنند و چون ساعتے بود نزدیک من نشست و
گفت ای فلان یک دختر دارم و بیرون از وے کس ندارم و نعمتے ہست
و این دختر را علتے ہست کہ در ایام عادت دہ پانزدہ من سرخی از وے
بہ رود و اعضایش ضعیف شود و با طبیبان مشورت کردیم و چند کس علاج
کردند ہیچ سود نداشت اگر ہمے بندند شکم برمے آید و درد ہمی گیرد

اردو ترجمہ

کہ اسی سبب سے جیسے علاج میں نے
کیا۔ اور بیماری جاتی رہی اور میرا
خیال غلط نہ تھا۔ بعد اسکے فضل بن
یحییٰ نے جاثلیق کو مالدار کیا۔ اور
فارس بھیجدیا ۞

حکایت

سنہ ۵۴۷ھ میں کہ سلطان عالم سنجر
بن ملکشاہ اور میرے صاحب
علاء الدنیا والدین الحسین بن الحسین
کو (اللہ تعالیٰ ان دونوں کے
ملک و سلطنت) کے درمیان سرا
اور (علاء الدین و ہرات) میں جنگ ہوئی
اور غور کے لشکر کو بڑا نقصان پہنچا۔ اور
میں غلام ہرات میں چھپے ہوئے کی
طرح پھرتا تھا۔ اسی سبب سے کہ غور کی
طرف منسوب تھا تمہر دشمن ہر طرح
کی باتیں کہتے تھے اور میری تکلیف پر
خوشی کرتے تھے اسی درمیان میں ایک
رات ایک آزاد مرد کے گھر گیا۔ جب
ہم نے روٹی کھائی اور مجھکو ضرورت سے
باہر آیا تو وہ آزاد مرد کہ اسکے سبب
میں اسکے ہاں تھا میری تعریف کرتا
تھا کہ لوگ اسکو شاعر جانتے ہیں لیکن شاعری
کے علاوہ خود فاضل مرد ہے۔ نجوم۔ طب
ترسل اور دوسری قسموں میں متبحر ہے جب
میں واپس آیا تو صاحب خانہ نے میرا دوسری
طرح احترام کیا جیسا کہ محتاج کرتے ہیں
جب ایک گھنٹہ ہوا میرے نزدیک بیٹھا
اور کہا اے فلاں میں ایک لڑکی رکھتا
ہوں اور اسکے علاوہ کچھ نہیں رکھتا ہوں
اور بہت نعمت ہے اور اس لڑکی کو ایک
بیماری ہے کہ عادت کے زمانہ میں دس پندرہ
سیر سرخی خون اس سے جاتی ہے اور
ست کمزور ہو جاتی ہے اور ہم نے طبیبوں سے مشورہ کیا اور کئی آدمیوں نے علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا اگر خون بند کرتے ہیں تو پیٹ پھول جاتا ہے

اگر بگشائیم سیلان خون افتد و ضعف پدید آید و میترسم که نباید
که یکبارگی قوت ساقط گردد گفتم این بار که این علت پدید آید مرا خبر کنید
چون روزی ده برآمد مادر بیمار بیامد مرا ببرد و دختر را پیش من آورد
دختری دیدم بغایت نیکو وحشت زده و از زندگانی ناامید شده
همی دل در پای من افتاد و گفت ای پدر از بهر خدای مرا فریاد رس
که جوانم و جهان نادیده چندانکه آب از چشم من بجست گفتم دل فارغ
دار که این سهل است پس دست بنبض او نهادم قوی یافتم و رنگ
روی هم بر جای بود و اما مو بعشره بیشتر موجود بود و چون امتلاء
قوت مزاج و سن و فصل و هواء بلد و عادت و
ملائمه و صناعت فصادی را بخواندم و بفرمودم تا از هر دو
رگ باسلیق بگشود و زنان را از پیش او دور کردم و خونی فاسد
پس با مساک و تشریح در هنگی هزار خون برگرفتم و بیمار بیهوش شد
پس بفرمودم تا آتش آوردند و برابر او کباب بسیخ کردم و گرد
بینی گردانیدم تا خانه از بخار کباب پر شد و بر دماغ او رفت
و با هوش اندر آمد بجنبید و بنالید پس شربتی بخورد و مفرح
ساختم او را معتدل و یک هفته معالجت کردم خون بجای
باز آمد و آن علت زائل شد و عذر تقرار خویش باز آمد او را
فرزند خواندم و او مرا پدر خواند و امروز مرا چون فرزندان
دیگر است

اردو ترجمہ

اور اگر (خون) کھول دیتے ہیں تو بہہ جاتا ہے اور ضعف ظاہر ہو جاتا ہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ یکبارگی قوت ساقط ہو جائے میں نے کہا ایک مرتبہ جب یہ بیماری ہو مجھے خبر کرو اور جب دس روز گذر گئے لڑکی کی ماں آئی اور مجھے لے گئی اور لڑکی کو میرے سامنے لائی۔ ایک لڑکی دیکھی کہ نہایت اچھی دہشت زدہ اور زندگی سے ناامید ہے فوراً میرے پاؤں پر گر پڑی اور کہا اے باپ خدا کے لئے میری فریاد کو پہنچ کہ جوان اور دنیا نہ دیکھے ہوئے ہوں اس طرح کہ میرے آنسو نکل پڑے میں نے کہا کہ اطمینان رکھ یہ آسان ہے پس اسکی نبض پر ہاتھ رکھا قوی پائی اور چہرہ کا رنگ بھی قائم تھا اور عشرہ سے زیادہ موجود تھا جب امتلاء۔ قوت۔ مزاج سن۔ فصل و ہواء بلد۔ عادت و ملائمہ اور صناعت فصادی کو میں نے دیکھا میں نے حکم دیا تا اسکے دونوں ہاتھوں کی رگ باسلیق کھولی اور عورتوں کو اسکے پاس سے علیحدہ کیا اور فاسد خون جاتا تھا پھر امساک و تشریح کے ساتھ ہزار درم کے برابر خون لیا اور لڑکی بیہوش ہو گئی پھر میں نے حکم دیا تو آگ لائے اور اسکے برابر کباب بنانا تھا اور مریض کو الٹ پلٹ کرتا تھا یہانتک کہ گھر کباب کے دھوئیں سے بھر گیا اور اسکے دماغ میں گیا اور ہوش میں آئی اور ہلی اور روئی پھر شربت پیا اور اسکے لئے معتدل مفرح بنایا اور ایک ہفتہ علاج کیا خون اپنی جگہ آ گیا اور وہ بیماری جاتی رہی اور عذر کے قرار پر واپس آیا اور میں نے بیٹی بنایا اور اس نے مجھے باپ اور آج میرے پاس دوسری اولاد کی طرح ہے

فصل

مقصود از تحریر این رسالة و تقریر این مقالة اظهار فضل نیست
و اذکار خدمت نے بلکہ ارشاد مبتدی است و احماد خداوند ملک
معظم مؤید مظفر منصور حسام الدولة والدنیا والدین نصرة الاسلام و
المسلمین عمدة الجیوش فی العالمین افتخار الملوک والسلاطین
قامع الکفرة والمشرکین قاهر المبتدعة والملحدین ظهیر الایام مجیر الانام
عضد الخلافة جمال الملة جلال الامة نظام العرب والعجم اصیل العالم
شمس المعالی ملک الامراء ابو الحسن علی بن مسعود بن الحسین نصیر امیر
المؤمنین ادام الله جلالہ و زاد فی السعادة اقبالہ کہ پادشاهی ابکار
مآثر است و دولت آن خدمت و مباورت این خسرو مبارک و
عالی دولت را بجمال و آراستہ دار اد و ملک را بکمال و پیراستہ
و چشم خداوند زاده ملک مؤید منصور شمس الدولة والدین بحسن سیرت
و سریرت او روشن باد و حفظ الٰہی و عنایت پادشاهی بر قد حشمت
و قامت عصمت هر دو پوشن باد و دل خداوند ولی الانعام ملک
معظم عالم عادل مؤید مظفر منصور فخر الدولة والدین بہاء الاسلام
و المسلمین ملک ملوک الجبال به بقاء هر دو شاد باد بمنہ و کرمہ بلکہ

تمت الکتاب

[illegible]

فصل

اس رسالہ کے لکھنے اور اس مقالہ
کی تقریر سے مقصود بزرگی کا ظاہر
کرنا نہیں ہے اور خدمت کا ذکر
نہیں بلکہ مبتدی کو ہدایت ہے اور
تعریف صاحب بزرگ، بادشاہ
تائید کیا گیا ظفر پایا ہوا اور مدد
پایا ہوا دنیا اور دولت کی تلوار اسلام
اور مسلمانوں کی مدد دینے والوں میں
برگزیدہ بادشاہوں اور بادشاہوں
کا افتخار مشرکوں اور کافروں کو
برباد کرنے والا بیدینوں اور بدبختی
لوگوں پر غصہ کرنیوالا۔ زمانہ کا
ظاہر کرنے والا۔ مخلوق کا دستگیر اور
خلافت کا مددگار۔ مذہب کی
خوبصورتی۔ اماموں کی بزرگی۔
عرب و عجم کا انتظام۔ دنیا کا اصل
بلندیوں کا آفتاب امیروں کا بادشاہ
(ابو الحسن علی بن مسعود بن الحسین)
مددگار مسلمانوں کا سردار زیادہ
کرے اللہ اسکی بزرگی اور زیادہ کرے
نیک بختی میں اسکا اقبال کہ بادشاہی
کو اسکے مکان میں مفاخرت ہے
اور دولت اسکی خدمت میں دلیری
خدا نے بزرگ و برتر دولت کو اسکے
جمال سے آراستہ اور ملک کو اسکے
کمال سے پیراستہ کرے اور بادشاہ
زادہ مدد یافتہ ظفر۔ مدد پایا
دین اور دولت کے آفتاب کی آنکھ
اسکے حسن سیرت اور خصلت سے روشن
اور خدا کی نگہبانی اور بادشاہی
عنایت دونوں کے بدن سے قد اور پادشاہی

خوش ہو اور صاحب نعام کے و باو [illegible] عالم و منصف مدد یافتہ و ظفر یافتہ نصرت پایا ہے دین و دولت نظام [illegible]

مُصنّفِ چہار مقالہ کی سوانح عمری

آپ کا نام نظام الدین اور کنیت ابوالحسن ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام نجم الدین احمد ہے۔ جائے پیدائش
سمرقند ہے۔ اور آپ کے والد کا نام علی سمرقندی ہے چونکہ علم عروض میں آپ کو خاص شغف تھا۔ اسلئے
آپ کا لقب عروضی پڑا۔ تقریباً سنہ ۴۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۵۲ھ کے بعد وفات پائی۔ ۵۰۴ھ میں
سمرقند میں رودکی شاعر کے قصیدے مسمی (بادجوئے مولیان آید ہمی) کے بعض حالات دہقان ابورجا احمد
ابن عبدالصمد العابدی سے دریافت کئے۔ ان کے حالات زندگی کا پتہ دیگر مصنفین سے نہیں چلتا۔ بلکہ
۲۰۶ زیادہ تر حالات خود انکی تصنیف (چہار مقالہ) سے چلتا ہے ۵۰۶ھ میں آپ بلخ پہنچے اور اسی سفر میں
عمر خیام سے ملاقات کی۔ اور کچھ دن قیام کیا۔ پھر ۵۰۹ھ میں آپ نے ہرات کی سیاحت کی ۵۱۰ھ میں
نیشاپور پہنچکر سلطان سنجر کے دربار میں باریابی حاصل کی۔ اور اپنے اشعار دکھائے اور میر معزی ملک الشعراء (جو کہ
۱ سنجر کے دربار میں تھا) کے سامنے گردش زمانے کی شکایت کی۔ انھوں نے ان کے کلام کو سنکر تحسین فرمائی ......
آمیز الفاظ کہے آپ کا تعلق خاندانِ غور کے ساتھ رہا ہے۔ اسی باعث (چہار مقالہ) کو شہزادہ ابوالحسن حسام الدین علی
کے نام پر معنون کیا۔ تاریخ تصنیف چہار مقالہ کے لئے کوئی برہان قاطع نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ۵۵۱ھ کے
بعد اور ۵۵۲ھ (جو سن وفات سلطان سنجر ہے) سے پہلے قرار دیجا سکتی ہے۔ کیونکہ ۵۵۱ھ کی تصنیف تھا ......
کا حوالہ انھوں نے چہار مقالہ میں دیا ہے۔ اور ۵۵۲ھ سے پہلے اسلئے کہ سلطان سنجر کی حیات کیلئے اپنی کتاب میں دعا کی ہے۔

چہار مقالہ کی ادبی حیثیت خود اس کے الفاظ کی سلاست اور عبارت کی وضاحت بتاتی ہے کہ مصنف نے ایسے دور
میں کہ جب قافیہ بندی اور تو سیع و توضیع کا دور تھا اور بلا ان لفظی خوبیوں کے کوئی عبارت ان کے محک اعتبار پر نہیں
پرکھی جاتی تھی۔ اس سادہ بیانی کی بنیاد ڈالی جسکو قرونِ اولی اور آجکل کا دور پسندیدگی کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے
کہ اتنی صدیوں کے گذر نیکے باوجود سلیم المزاج کو انکی تحریر مانوس معلوم ہوتی ہے۔ کتاب ہذا کا موضوع سیاست مدن
کیونکہ اسمیں انہی افراد کے متعلق بحث کی گئی ہے جنکی سیاست مدن میں ضرورت ہے گویا کہ تمدن کی ذاتیات سے بحث کی گئی
تعریف موضوع ہے کیونکہ موضوع علم اسکو کہتے ہیں کہ جس علم میں اسی شئے کے عوارض ذاتیہ بیان ... جیسے علم طب کا موضوع

کتب خانہ سلیمانی کی خاص کتب

رباعیات ابوسعید ابوالخیر" ۱۲/

رباعیات بابا طاہر مترجم" ۸/

لفظی ترجمہ سمط الدرر (حصہ نثر) عہ/

" " مکمل عہ/

شرح غزلیات نظیری (ردیف را) ۲

وکلائے مرافعہ معہ ترجمہ

چہار مقالہ معہ ترجمہ

شرح منطق الطیر

غزلیات نظیری معہ ترجمہ و شرح

ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم کے علم وفن کی کتابیں بکفایت مل سکتی ہیں

ملنے کا پتہ: کتب خانہ سلیمانی دہلی